

غزوہ بنی قریظہ

علامہ محمد راجہ رشید



نقیس اکبر
اردو بازار، کراچی

اسلام کے فیصد کن معرکے

غزوہ بنی قریظہ

مولفہ :

محمّد احمد باشمیل

ترجمہ :

مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی، کراچی

حمد حقوق طباعت و اشاعت دہلی
 بحق اشرف چوہدری طارق: جمال گہندی
 مالک نفیس اکیڈمی اردو بازار
 کراچی محفوظ ہے

نام کتاب : ————— غزوہ بنو قریظہ
 مصنف : ————— محمد احمد شکیل
 ایڈیشن : ————— اول مارچ ۱۹۸۷ء
 صفحات : ————— ۲۳ صفحات
 مقام اشاعت : ————— نفیس اکیڈمی
 اردو بازار کراچی

فون نمبر ۲۱۳۲۰۳

تجارت ————— روپے

طبع : ————— تشکیل پبلشنگ پریس سائیکل پریس اسلام آباد

عرضِ ناشر

حُسنِ کا نچے بندوں پر سب سے بڑا اعلیٰ تعلیم احسان یہ ہے کہ اس نے
 ختمی مرتبت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں جہانوں کے
 لئے رحمت بنا کر بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور سیرت
 کے ہر صفت اور ہر پہلو پر دنیا کی ہر ترقی پذیر اور تہذیب یافتہ زبانوں
 میں کتابیں لکھی گئی ہیں اور کبھی جامہ ہی ہیں اور لیں محسوس ہوتا ہے کہ انہی
 کتابوں کے باوجود پڑھنے والے میں ایمان کی تشنگی کم نہیں ہو رہی ہے بلکہ
 ان کے ذوقِ مطالعہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ گوچر سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی زندگی کا ایک پہلو جس کو ہم غزواتِ مقدسہ سے یاد کر سکتے ہیں۔ اس پر
 قومِ غول نے کم تو جھڑی ہے۔ دودی بھلا اس طرح کہ عام لوگوں تک
 اس کی رہائی دشوار اور مشکل ہو گئی ہے۔

اس وقت جب کہ دنیا تباہی کے دم لے رہی ہے تو یہ ہے انسان

انسان کے ہو کا یہاں سہمے تمام کائنات پر جنگ کے سانسے معصیت
 کی طرح منتشر ہے یہاں ایسی صورت حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی غزوات مقدسہ کا مطالعہ انسان کے دودان مسلمانوں کے ایتار و تحمل
 صبر و برداشت، شجاعت و عفا، عدل و انصاف اور غفور و رگور کی
 مثالیں، ایک غیر فانی مثال بن کر سامنے آتی ہیں، ہر قسم کے فتنے
 فتح ہو گئے اور ان کے بعد حضور کی وفات تک مسلمانوں نے اپنی مس
 بے مثال بردباری اور کرنا کو عملی نمونہ پیش کیا ہے اس کی نظیر باقی نہیں
 ملے گی ہے۔

محمد احمد یاشیں بر عرب کے متاثرہ مومن ہیں اور انہوں نے اسلام
 کی فیصلہ کن جنگوں پر تھیل، واپسی جزئیات کے ساتھ لکھا ہے و
 ان کے حرمات اور پس منظر یہ انتہائی گہری نظر ڈالی ہے اس کا فائدہ
 ہر ایک کے مستحق ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اور یہ جہم، مشق کا رنامہ بخام
 نہیں لے سکا، ہمارا ادارہ اب تک ان کی کئی کتابیں شائع کر چکا ہے
 ان میں فتح مکہ، صلح حدیبیہ، جنگ خیبر، جنگ بدر، جنگ یتھ اور بدر
 کتاب، جنگ بنو قریظہ، خاص طبع پر لکھا، ام میں کہ ان جنگوں نے مسلمانوں
 کی تعمیر میں نہ صرف انقلاب برپا کر دیا بلکہ دنیا کے پرے سے لگا کر ان
 طاقتوں کی گھنائیں بھی مٹا دیں اور پھر ان مسلمانوں کی عظمتوں کی روشنی
 سے تمام عالم ترہ منیا ہو گیا۔

غزوہ بنو نضیر کیا تھی اس کو مختصر لفظوں میں اس طرح بیان کیا
 جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کی ہم سے فراغت پر کر
 سورہ قشریہ لائے اور اعلان کیا کہ جو لوگ جمع و طاعت پر قائم ہوں

بنو قریظہ کی آبادی میں پہنچیں اور اپنے مذہبی ذرائع سمجھائیں۔
 بنو قریظہ نے ابتدا میں اسے دھک سے محسوس کیا پھر جھگڑائی اور گستاخی سے
 پیش آئے۔ لیکن جب سلامی لشکر نے پہنچ کر اس آبادی کا کامیاب
 بنو قریظہ حواس کمر بیٹھے پھر جس دن حالت عومرو میں پہنچے کے بعد
 انہوں نے درخواست کی کہ سعد بن معاذؓ کو حکم بنایا جائے۔ حضرت
 سعد بن معاذؓ جانتے تھے کہ بنو قریظہ شہزادی کی ہے اور یہاں لوگ کو
 نقصان پہنچا رہے۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے تمام مرد قتل
 کر دیے جائیں۔ شبلی کے بیان کے مطابق یہ فیصلہ بنو قریظہ کے رہنے
 ٹالنے کے لئے اللہ کے حکم کے موافق تھا چنانچہ اس ملائی میں یہ یاسات
 عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس نے قتل
 پھر محمدؐ کو ایک سلام کو چاک کیا تھا۔

مذہب بنو قریظہ تمام شیخ اسلام میں اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ
 اس کے ذریعے یہودیوں کا وہ غرور اور غمخیز لخت فتنہ ہو گیا جس کے
 تحت وہ مسلمانوں کو زیادہ بچانے کی درپردہ کوشش کرتے تھے اور سمجھتے
 تھے کہ ان کو اپنے مذہب و دین میں کامیابی ہوگی۔ لیکن مسلمانوں نے جس
 تہذیب و تمدن پر ترجیح سے شکست دی اور ان کا ظہور پاشی کی اس کی
 وجہ سے ان کی کمر ہیشہ کے لئے ٹوٹ گئی۔ احمد شہید نے اس کتاب میں
 اس واقعے کی پوری تفصیل لکھی ہے۔ پورے اسباب و ماحول اور حالات
 کا جائزہ لیا ہے اور اس کے لئے ان کو تمام اہل کتب کا مطالعہ کرنا
 پڑا ہوگا ان کا اندازہ بیان اس قدر لمبھب اور مربوط کہ پڑھنے والے کو
 سمجھنے میں کوئی الجھن ہوتی ہے اور نہ کہیں اس کے تسلسل میں کسی قسم کا

فرق آتا ہے۔

مولا اختر فتح آبادی نے اس کتاب کا انتہائی عام فہم اور آسان
 زبان میں ترجمہ کر کے اے سب کے لئے قابل فہم بنایا ہے۔ ہمارا دانا
 ایک طویل عرصے سے بلکہ جس وقت سے قائم ہوا ہے، اس وقت سے
 اب تک مذہبی، علمی اور تعلیمی کتابوں کی اشاعت کم رہا ہے اور اس کے
 ذریعہ پہلی مرتبہ عربی کی تمام اہم کتابیں سامنے آئی ہیں جیسی امید ہے
 کہ اس کتاب کو بھی قبولِ زور و حاصل ہوگا۔

طارق اقبال گامبندی

فہرست عنوانات

| صفحہ | نام | صفحہ | نام |
|------|--------------------------------------|------|---|
| ۴۷ | یتھو کے یہود | ۳ | خزودہ بنی قریظہ سے حاصل ہونے والے سبق |
| ۴۸ | شمالی یہود اور غزہ قطعات | ۲۲ | عربی مؤلف |
| ۴۸ | طائف اور مکہ مکرمہ میں۔ | ۳۴ | فصل سے اول |
| ۴۹ | یہود دکن میں | ۳۶ | یہود کا نسب نامہ |
| ۵۰ | مکن میں یہود بیت سیکہ اور اعلیٰ ہرنی | ۳۴ | یثرب میں یہودی قبائلی |
| ۵۲ | آجماش کے یاقوتوں قبیلہ کی حکومت | ۳۶ | یہود کے درمیان نسب نسب کا نظریہ |
| | کا خاتمہ | ۳۵ | یہود یثرب میں سیکہ آئے۔ |
| ۵۳ | یہود دمشق میں | ۳۸ | یثرب میں یہودی تاریخ کے ادوار |
| ۵۴ | عرب میں یہودیت کے اثرات | ۳۸ | یہود کے سب سے پہلے یثرب پر کیا غزوں کا غلبہ |
| ۵۶ | لبن میں یہودیت کے اثرات | ۳۹ | اولیٰ اور خزودہ بنی قریظہ میں، |
| | جزیرہ ۵۰ کے یہودی، دو سو سے | ۴۲ | یہود کے درمیان خاصہ جنگی |
| ۵۷ | یہودیوں کی نظروں میں۔ | ۴۲ | حکومت کے حکمران کے بعد یہودیوں کی حالت |
| ۵۸ | عرب اور یہود کی ثقافت | ۴۳ | یہود کا مالیاتی مرکز |
| ۵۹ | یہودیوں کے شعراء | ۴۴ | یہود وغیرہ میں |
| ۵۹ | فلسوف بن حارث | ۴۴ | یہود و شمال میں |

| صفحہ | نام | صفحہ | صفحہ |
|------|--|------|--|
| ۸۰ | اسمراٹ کا بھائی مسیحہ | ۶۰ | یہودیوں نے غزوہ کا خاتمہ |
| ۸۱ | اولیٰ بن دغنی انقرضی | ۶۱ | ایک یہودی عالم کا انیس رسوا کرنا |
| ۸۲ | ابو ذناور یہودی | ۶۲ | یہود کا قورات سے رجم کے حکم کو نہ مانگنا |
| ۸۳ | سارہ قرظیہ | ۶۳ | یہود کی اپنے تفسیر میں رسوائی |
| ۸۴ | فصل دوم | ۶۴ | یہود کا قورات کے ساتھ قتل کرنا اور غزوہ کا خاتمہ |
| ۸۵ | تھور اسلام کے بعد یہودی حالات | ۶۵ | اسوی مد سے یہود کو بھانے جا |
| ۸۶ | حضرت علی کریم علیہ السلام کی تربت کے متعلق | ۶۶ | قریش کے لشکر کے بدر کی طرف روانہ ہونے |
| ۸۷ | یہود کی دینی | ۶۷ | یہود کی دلچسپی |
| ۸۸ | یہود کے حق کا صرفان کے بعد اس کا زکر | ۶۸ | یہود کا جنگ کو دیکھنے میں منتقل کرنا |
| ۸۹ | کیسے کیا۔ | ۶۹ | یہودی مسلمانوں کی فتح کے بعد یہودیوں کی ہلاکت |
| ۹۰ | در لام سے یہودیت کے متعلق ایک آغاز | ۷۰ | حضرت علی کریم علیہ السلام سے یہود کا گفتار |
| ۹۱ | یہود کی شکایت و تجلیس کے فوٹو | ۷۱ | خطرناک طریق |
| ۹۲ | یہود اور شام سے قبل کا بھڑا | ۷۲ | یہود کا جنگ کی دھمکیاں دینا |
| ۹۳ | یہود کی ریزہ اور مانی اور آپ کا ذکر کرنا | ۷۳ | حضرت علی کریم علیہ السلام کا جنر |
| ۹۴ | یہود کا خاتمہ کرنا یا دینا | ۷۴ | تفتیقہ کا فہمیت کرنا |
| ۹۵ | رسول اللہ کو غزوہ بنی نضیر کے پہلے درجہ کا | ۷۵ | بنو قنیقہ کا حضرت علی کریم علیہ السلام کی خدمت میں |
| ۹۶ | یہود کا تہاگ کے درمیان جاہلی دور | ۷۶ | وہم کو سخت جواب دینا |
| ۹۷ | بیزد کرنے کی کوشش کرنا | ۷۷ | بنو قنیقہ کا خیر ٹوٹنا |
| ۹۸ | خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے کی کوشش کرنا | ۷۸ | ابن اسحق کو مناقشہ |
| ۹۹ | رسول اللہ علیہ السلام کا جنگ | ۷۹ | بنو قنیقہ کا محاصرہ |
| ۱۰۰ | سے بچاتے رہا۔ | ۸۰ | منافقین اور بنو قنیقہ کا |
| | | | منافقین کے سرعام کے سفارش کی کامیابی |

| صفحہ | نام | صفحہ | نام |
|------|---|------|--|
| ۱۲۵ | یہود کا سب سے بڑا باغی | ۱۰۴ | غزوہ بنی قریظہ اور اسباب کی جنگ کا پیمانہ |
| ۱۲۶ | باغی کا عہد قرظا | ۱۰۵ | یہود سے حساب چمکانے |
| ۱۲۸ | سکھوں کے خدمت گسٹا | ۱۰۵ | یہودیوں پر حملہ کا قرآن |
| ۱۲۸ | باغی عسکر تھا | ۱۰۶ | انجیر مدینہ |
| ۱۲۹ | یہودی باغی کا قتل | ۱۰۷ | یہودیوں کا معاشرہ |
| ۱۳۰ | باغی کے قتل کے بعد یہودی فوجی | ۱۰۸ | ایک انجم فوجی مسئلہ |
| ۱۳۱ | مدینہ کی حالات کا دورہ ہونا | ۱۰۹ | حضرت محمد کریمؐ کا سب سے درست کردہ دینا |
| ۱۳۱ | حضرت محمد کریمؐ علیہ السلام اور بنی قریظہ | ۱۱۰ | مختلف نقطہ نظر کے خیرات کا جواب |
| ۱۳۲ | انجیر کی شکست کے بعد کا موقف | ۱۱۱ | بنی قریظہ فریضہ کا جواب ہے |
| ۱۳۲ | لٹے سرے سے یہودیوں کی سرگرمیاں | ۱۱۱ | انجیر کے غزوہ کی دوسرے بار دہائی کا فیصلہ |
| ۱۳۳ | جوزیفیر کی عہد شکنی | ۱۱۲ | یہود کا حضرت محمد کریمؐ علیہ السلام کو لکھنا |
| ۱۳۳ | یہود کا دورہ انجیر واقعہ | ۱۱۳ | سلاویہ بنی قریظہ بنی قریظہ بنی |
| ۱۳۳ | محبت کے اثرات | ۱۱۳ | معاشرے کے دین یہودیوں کے ساتھ حضرت محمد کریمؐ |
| ۱۳۴ | حضرت محمد کریمؐ علیہ السلام و بنی قریظہ بنی | ۱۱۴ | بنی قریظہ علیہ السلام علیہ السلام کی گفتگو |
| ۱۳۵ | علیمہ ہوش | ۱۱۵ | یہودیوں نے جیسے والی قدرت |
| ۱۳۷ | خاصہ پھر مدینہ | ۱۱۷ | عقلائے یہود کا پرانے کی کوشش |
| ۱۳۸ | خیبر کی امریت کا مرکز | ۱۱۸ | یہودی سرور کا اپنی قوم کو اسلام میں داخل |
| ۱۳۸ | بنی قریظہ کا غیر برصغور | ۱۱۹ | توڑنے کی وجوہ ہونا |
| ۱۳۹ | یہود اور غزوہ خزائن | ۱۲۰ | وفا و مدد یہودی |
| ۱۴۰ | فصل سوم | ۱۲۳ | حضرت محمد کریمؐ علیہ السلام علیہ السلام کا وفد و مدد یہودی کی تعریف کرنا |
| ۱۴۱ | بنی قریظہ اور مسلمانوں کی تباہی | ۱۲۵ | یہود کا عقولہ زبان کا سخت معاشرہ |

| صفحہ | نام | صفحہ | نام |
|------|--|------|---|
| ۱۵۶ | سید بن معاذ کا بی قرینہ کے بارے میں قصہ | ۱۵۱ | عاصروں کے دربار میں نبی کان لاپرواہی کا اثر |
| ۱۵۷ | ادنیٰ کے سرداروں کا بی قرینہ کے بارے میں قصہ | ۱۵۲ | نبی قرینہ کے سردار کا انہیں دعوت کا حکم |
| ۱۵۸ | کچھ ہی سرداروں کی سفارش کرنا | ۱۵۳ | ان کا حیرتوں و گھبروں کو مٹانے اور |
| ۱۵۹ | مجرور حاکم - | ۱۵۴ | مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تحریک پیش کرنا |
| ۱۶۰ | سید بن معاذ کا بی قرینہ میں | ۱۵۵ | مہم جو کا سفارت کی استدعا کرنا |
| ۱۶۱ | ایک نئی سند | ۱۵۶ | حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے |
| ۱۶۲ | سید کا اپنے فیصلے پر سہواریوں | ۱۵۷ | اطاعت کے بغیر مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا |
| ۱۶۳ | سے موافقت پانچا | ۱۵۸ | سردار کا سپرد ہوا رہا - |
| ۱۶۴ | نبی قرینہ کی تاریخ کا تذکرہ | ۱۵۹ | نبی قرینہ سے مشق غیر کا موقف |
| ۱۶۵ | سید کا بی قرینہ کے قتل کا فیصلہ دینا | ۱۶۰ | مہم جو کی آخری کوشش |
| ۱۶۶ | سید بن معاذ کے قتل کے وقت وقت | ۱۶۱ | صحابہ نے اللہ عزوجل کے رسول سے خیانت کی |
| ۱۶۷ | سید کے بچے کا نام پڑا کوشن یا | ۱۶۲ | اور لیا یہ کہ اپنے آپ کو مسجد میں باندھنا |
| ۱۶۸ | مہم جو کے شعلہ قتل کے فیصلہ کی تفسیر | ۱۶۳ | ابو ہاشم کی تربیت |
| ۱۶۹ | قتل کے بعد بی قرینہ کے قتل کے بارے میں | ۱۶۴ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں |
| ۱۷۰ | حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بی قرینہ | ۱۶۵ | سارا مال وقفہ کرنے سے روکنا |
| ۱۷۱ | کے قتل کی کارروائی کا مشاہدہ کرنا | ۱۶۶ | مقابلہ میں بی قرینہ کے رسول کا اثر |
| ۱۷۲ | نبی قرینہ کے قتل کے بارے میں | ۱۶۷ | مہم جو کے قتلوں میں جانفرو کی دھمکی |
| ۱۷۳ | سے پہلے گفتگو کرنا | ۱۶۸ | بی قرینہ کا اذیت و اضطراب کرنا اور |
| ۱۷۴ | نبی بنی قرینہ کی شراعت | ۱۶۹ | عاصروں کا غم کرنا |
| ۱۷۵ | نبی قرینہ کے سرداروں کو کچھ قتل کیا گیا | ۱۷۰ | ادنیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے |
| ۱۷۶ | کیا تم کسی جگہ بھی غفلت سے کام نہیں لیتے | ۱۷۱ | کے پاس بی قرینہ کی سفارش کرنا |
| ۱۷۷ | قتل ہونے والے سید بن معاذ | ۱۷۲ | نبی قرینہ کا حکم |

| صفحہ | نام | صفحہ | نام |
|-----------|---|------|--|
| ۱۹۳ | عجب بات | ۱۹۳ | تاریخی سوال |
| ۱۹۴ | یہودی کا ایک عجیب واقعہ | ۱۹۴ | یہودیوں میں الاقوامی قانون کی نظر میں |
| ۱۹۵ | یہودیوں اور عیسائیوں کا ہنگام | ۱۹۵ | یہودیوں کے مذہبی عقائد اور عیسائی عقائد کی تشریح |
| ۱۹۶ | فنانس میں عورت کی شہرت | ۱۹۶ | ہر حکومت کا اپنا خاص قانون ہوتا ہے |
| ۱۹۷ | ماں جو بیٹے کے درمیان جھوٹی شہادت دے | ۱۹۷ | یہودیوں کا قتل اور دین الاقوامی معاہدے |
| ۱۹۸ | دہلی کریم کی آمد عیدہ و عیدہ کا حق تریف میں | ۱۹۸ | یہودیوں کے باشندے اور ہندوؤں کے |
| ۱۹۹ | شادی کرنا۔ | ۱۹۹ | یہودیوں کی تہذیب کی خرافات |
| فصل چہارم | | ۲۰۰ | نئی تریف کی حیثیت میں ان کا حکم |
| | | ۲۰۱ | شاہدہ و ناع |
| ۲۰۲ | نئی تریف کے کھنڈرات پر | ۲۰۲ | اسلام پر اعتراض |
| ۲۰۳ | یہودیوں کے قتل کے فیصلے پر اعتراض | ۲۰۳ | یہودیوں کے تہذیبی قوانین کا موازنہ |
| ۲۰۴ | کرنے والے | ۲۰۴ | یہودیوں کی مذہبی عقائد |
| ۲۰۵ | ہر مسلمان کے لیے انتباہ | ۲۰۵ | یہودیوں کی مذہبی عقائد |
| ۲۰۶ | یہودیوں کی مذہبی عقائد | ۲۰۶ | انتباہات پسند افکار پر |
| ۲۰۷ | مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان معاہدہ | ۲۰۷ | اسلام اور غلامی |
| ۲۰۸ | معاہدہ کے چار سال | ۲۰۸ | اسلام نے غلامی کو جائز قرار نہیں دیا |
| ۲۰۹ | معاہدات و معاہدات یہودیوں کی نظر میں | ۲۰۹ | اسلام بر قسم کی غلامی کو منظور دیتا ہے |
| ۲۱۰ | نئی تریف کا دانا کو خوار کی صورت میں | ۲۱۰ | اسلام نے جنگی غلامی کو کبھی جائز قرار دیا |
| ۲۱۱ | معاہدہ کی اہم و فضالت | ۲۱۱ | اسلام میں غلامی نہ تھا بالکل سادہ ہے |
| ۲۱۲ | یہودیوں اور مسلمانوں ایک قوم ہیں | ۲۱۲ | اسلام میں ایسی کوئی قوم موجود نہیں ہے |
| ۲۱۳ | یہودیوں کی تہذیب کے باشندے ہیں | ۲۱۳ | غلامی کو منظور دینے کے معاہدے نہیں ہیں |
| ۲۱۴ | یہودیوں کے معاہدہ پر اس کی تشریح | ۲۱۴ | یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان غلامی کی حیثیت |

| صفحہ | آیت | صفحہ | آیت |
|------|--|------|--|
| ۲۲۶ | اسلام میں غلامی کی صورت کی شکل یہی ہے۔ | ۲۲۸ | اسلام کو اسلام کے عناصر و حقوق |
| ۲۲۶ | غلامی سے اسلام کا جنگ کرنا۔ | ۲۲۸ | اسلام میں ملک و اسلام کے درمیان مساوات |
| ۲۲۶ | غیر مسلم غلام کی آزادی | | اسلام کے غلام کے لیے آزادی |
| ۲۲۶ | غلامی کا استیفاء اگر غلام نے اسلام کی رکنی | ۲۲۹ | گناہ عازہ سے کچھ کھولا |
| ۲۲۷ | غلاموں اور آزادوں کے درمیان مساوات | | اسلام ایک کو سابقہ غلام کے |
| ۲۲۷ | غلام اور اسلام میں قیادت کا منصب | ۲۲۹ | آزادوں کے لیے پریشانی بھرا کرتا ہے |
| ۲۲۷ | اسلام اور غلامیت | ۲۳۰ | آزادوں کی پریشانی کی اطلاع کا وجہ |
| ۲۲۷ | انعام پسندوں سے ایک بات | ۲۳۰ | غلاموں کی آزادی کے لیے غلاموں کی دشمنی |
| ۲۲۸ | مسلم بزرگوں سے خطاب | ۲۳۱ | اسلام نے غلام پر ملک کا اختیار کر کے پیش کیا |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(f)

غزوہ بنی قریظہ سے حاصل ہونے والے سبق

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّالِيُّ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا
مُوسَى وَهَارُونَ وَمُؤَدِّي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِمْ
أَمْرًا بِمَا جَاءَهُمْ

اللہ تعالیٰ اسلئے فتوحات کے لیڈروں اور اقواج، اور ملکر اسلامی کے دشمنین
 ورائے کے لشکروں سے داخلی ہزار و ران لوگوں سے بھی جہنوں کے قبل ایں اس سلسلہ میں
 کام کیا۔ اور ان سے بھی ہر جہاں کل اس سلسلہ میں کام کر رہے ہیں۔ اور ان لوگوں سے بھی
 داخلی جو صدق و اخلاص اور مہدی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت اور اقوام عالم
 میں ان کی سرپرستی کے لیے کام کریں گے۔ تاکہ اللہ کے بولے والا ہوزور و خیر اسلام اور مسلمان
 جہزیت تارکچوں و ظلمتوں کو چیر کر ہونے اور عدل و انصاف و مساوات کو پھیلانے
 ہوئے اور تقویت و عقیدہ کی تڑپ سے قرآن کریم کے جھنڈے بلند کرتے ہوئے مشرق و
 مغرب میں غروب و غفلت پر چھایا جائے۔ آمین

میں نے سب کچھ نامہ سلوٹ: لفظ سلوٹ۔ اور حذام کے لیے ایسے حذام سحر کے، کہ جو فطری کتاب کو غلط سمجھا

[illegible]

موجودہ غی ترظیف کے مستحق ہے۔ اس میں بہت سے فوائد اور غور و فکر کی باتیں ہیں جو ہم نے بیان شدہ مٹولف کی معنی آرم سے اعتدال نہیں ہے۔ اور بعض اوقات مجھے اس کے اسلوب عرفی و تکمیل اور اعتدال سے بھی اختلاف چھو ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسے وقت میں جس میں بہت سے مسلمان اپنے وسعت پذیر عقیدے اور قدر تہذیب سے نا آشنا ہو گئے ہیں۔ مٹولف نے جو کچھ لکھا ہے اپنے عقیدے سے اسے اذیت اور اپنی امت کی قدر تہذیب کی خاطر لکھا ہے۔ یہ تو کچھ سیکھ رہے ہیں وہ نہیں نقصان سے گافارہ نہیں ہے گاٹلہ ہیں کئی ہے جو اس جیسی کتاب کو جن میں مسلمانوں کے مال اور مستحقین کے لیے معنی ہلے جاتے ہیں۔ خاص طور پر عربوں اور عام طور پر مسلمانوں کی پھیلا ہے۔

اسلام کے دو بھائیوں میں پہلے مسلمانوں نے اسلام سے شغف رکھ کر عقیدہ دہل،
جانثار کی دنیاکاری، سیاست و اقتصاد، اخلاقی، بلند مشاموں، عزت و عظمت
و زلف و بات و تہذیب کے اپنے دشمنوں، یہودیوں، منافقوں، مرتدوں، و مسیوں،
اور برائیوں پر فتح پائی اور آئندہ بھی مسلمان اپنے دشمن پر اسلام کے ظہیر نئے نہیں ہائیں
گے۔ کیونکہ اس میں جان و دنیا وادی کی تحقیق بر سر است کرن پڑتی ہیں۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے غریبوں پر مسلمانوں کو ایسی ذمہ داریاں عطا فرمائی ہیں اور اس کے بغیر خواہ وہ بقدر ہی جلد جہیز کریں ہرگز مسرفرانہ ہو سکیں گے۔ پہلے مسلمان جو اپنے اس ذمہ کے متعلق تھے جراثیمانی ذمہ سے پیدا ہوا تھا۔ دنیا میں تہذیب و ان اور احترام کی لگ بھگ دیکھے جاتے تھے۔ وہ اپنی تہذیب پر فخر کرتے تھے اور روشن افکار

[illegible]

اور صاحبِ دِراستہ اس کا دفاع کرتے تھے۔ اور آئندہ بھی وہ اپنے دین سے تعلق کے بغیر دنیا میں قدر و دان اور احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھے جائیں گے۔ انہیں اس کی تہذیب پر فخر کرنا ہوگا۔ اور اس کا دفاع کرنا ہوگا۔ اور علوم و ادب اور فنون کے میدانوں میں اس کے کارناموں کو اجاگر کرنا ہوگا۔

سببِ تنگ وہ اپنے تصرفات و مملوک اور اعمال میں اپنے دین کے اصولوں کا عملی نمونہ نہ بن جائیں اور دین پر چلتا پھرتا مجسمِ عمل صالح نہ بن جائیں وہ دنیا میں حصول کی نگاہ سے نہ دیکھے جائیں گے۔ کیا ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ جو کہ مشرق و مغرب سے اصول رہا کریں۔ اور اپنے اصولوں کو پس پشت چھینک دیں اور اپنی تہذیب سے اعراض کر کے مغربی یا مشرقی تہذیب پر فخر کریں۔ مغربی میں بھی تہذیب ہے۔ اور مشرق میں متحدہ تہذیب ہے جو اسکا ہے۔ اٹلانٹک برسرِ بحیرہ کا یہ حصہ مسلمانوں کے خاتمہ کے در پہ ہے۔ کہو کہ مسلمان وہ حقہ قوت ہیں جن کی گہری قیامت سے بینہ دی پر مشرق و مغرب بیک وقت خائف و ہراساں ہیں۔ کیا ہم پست پیٹری کے بد سے ملے ادنیٰ چیز سے میں۔ جن ہم یہ سب کچھ مقلد اور تابعدار ہیں کہ دروز و یک ہوتے۔ کھاتے پیتے ان کرتے پڑتے ہوئے کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں ہم مشرق و مغرب کی حقیر دم سے برسرِ کمر نہ ہوں گے۔ اور دم اپنی حقیقت سے بڑکا نہیں ہوتا وہ اپنے ملک کے پیچھے انجام کو سمجھ کر دھڑلے پھرتے ہیں۔ اور جن لوگوں کا یہ لگنا ہے کہ مشرق و مغرب کے پیچھے ان کی ذلیل گروٹ انہیں قوت و عقیدہ اور تہذیب کا مقام اور لادش و مہربانی ان کا اٹوٹ انگ بنا دے گی وہ کھان طبع پر دھوکہ کھاتے ہیں۔ وہ قوت و خلاقا رہیں۔ یا کھلی طور پر ان کے کارندے ہیں۔ کیا انگریزی زبان بولنے والے افریقی فرانسیسیوں کا اٹوٹ انگ بن گئے ہیں؟ کیا آجہنی پڑے کے پیچھے غصہ حالِ مشرقی حکومتیں روکی کا اٹوٹ انگ بن گئی ہیں؟

انگریز انگریزی بولنے والی افریقی اقوام کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے حکم و حکومت کی طرف دیکھتا ہے۔

اور فرسیدیں فریختہ ہوئے والی افریقی اقوام کو ایسے دیکھتے ہیں جیسے متبرع، تابع اور یکجہتا ہے۔

اردین اور شترکی حکومتوں نے اپنے متعلق سوچا سمجھا ہے اور کچھ کرنے کے بعد اٹھ کھڑی ہیں، جنہوں نے بڑی کاوش اور سجدہ کے بعد عورت و انکار سے بیگانگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ انہوں نے اپنے امتیازی وجود کو کھو دیے ہیں اور وہ غلام بن کر رہ چکی ہیں جیسا کہ پیرینٹ دیوگو سلاویدہ روڈانیہ اور البانیہ نے کیا ہے۔ ایشیائی ایتھاد قطر سے آ رہی ہے اور پھر پانی بہہ پڑتا ہے۔

اسی طرح بنی افریقی اور ایشیائی حکومتوں نے اپنے متعلق سوچا سمجھا ہے اور پھر کچھ کرنے کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی ہیں انہوں نے فرانس، اٹلی، نیڈرلینڈ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ سے متعلق کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ انہوں نے اپنے امتیازی وجود کو کھو دیا ہے۔ اور وہ اب بڑی حکومتوں کا غلام بن کر رہ گئی ہیں۔ درحقیقت افریقی اور ایشیائی حکومتیں ہمیشہ ہی استعماری نظریات سے ازیت اٹھا کر رہتی ہیں۔

اسی بات نہایت ہی افسوسناک ہے کہ جون ۱۹۶۶ء کے ایک عربی درسلے نے یہ بات مثالی کی ہے۔ اور دوں کا قومی ترانہ، ایک عرب ملک کے ایک عربی ارادہ میں پڑھا گیا تو غزوں اور تائیموں سے اس کی پذیرائی ہوئی اور سب اس عرب ملک کا قومی ترانہ اس عربی ارادہ میں پڑھا گیا تو اس کی پذیرائی استہزائیہ و مسخر سے ہوئی اور اس خبر کو ایک عرب ریڈیو اسٹیشن نے ۲۵ جون ۱۹۶۶ء کو سوسائٹ کے شام کی خبروں میں نشر کیا یہ کیا بات کہتی ہے۔ اور کیا یہ سب کچھ فریجی اور گاروٹ کی مصلحت کی خاطر کیا گیا ہے۔ عرب اور مسلمان اپنے عقیدہ اور اپنی شہادت سے یہ گناہ جو چکے ہیں اور جو قوم خود اپنا احترام نہیں کرتا یہ ممکن ہی نہیں کہ دوسری اقوام اس کا احترام کریں، آدمی جس جگہ

آپس میں بھی شدید جنگ ہو گئی تو انہیں اس کے مقابل کرتا ہے مالا نیکہ ان کے دل پر گونجتا ہے۔ اس کی سبب وہ بے عقلی ہیں۔ اور یہودی افسر حبیب اکرام مقدس کے معاملاتی سائنس دانوں کے جیوش عرب انہوں کے ساتھ مذاکرات کے لیے آئے تو اس وقت تک حاضر نہ ہوئے تھے۔ انکار کر دیتے جب تک انہیں یہ یقین نہ ہو جاتا کہ عرب انہیں تسلیم نہ کرتے ہیں۔

ایک اور یہودی گٹھی دستے نے، خریف ۱۹۴۸ء کی ایک رات کو جلیون جیٹی پر حملہ کر دیا اور پھر مردوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا اور عراقی فوج نے جو جلیون کے پاس پڑاؤ کے چھوٹے تھے اس کے قربان کے قریب ایک گاؤں کی سی اعلیٰ کر قربانانے کے صرف چند گروں سے تہا کر دیا۔ اور یہ بات مشہور کر دی کہ یہ کارروائی یہودیوں سے انتقام لینے کی خاطر کی گئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے جلیون سے عربوں کو قیدی بنالیا ہے۔ اس کے بعد یہودیوں نے قیدیوں کو بہت بد چھوڑ دیا۔ اور ان اہمالی گاؤں کی تباہی پر ابھی چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزے تھے کہ انہوں نے قیدیوں کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ بھیج دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسرائیلی نے ارض مقدس میں اپنے پاؤں مضبوط کر لیے اور نہاد و رسل میں تین بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ آکر گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسرائیلی نے اپنے مادوں کو عربوں پر چھوٹنے کی طاقت پائی اور اسرائیلی کے میں پرست جو عظیم حکومتیں تھیں ان کا بھی بے پناہ و شیطانی جس کی وجہ سے اسرائیلی نے عرب علاقے اور دارالسلام کی مقدس زمین کو ہتھیایا۔ اور ہر لوگ اسرائیلی کی پشت پناہی کر رہے تھے، انہوں نے سرزمین یہودیوں کے ساتھ عربوں کی طاقت کا موازنہ کیا تو وہ ایک سوچیں یا اس سے زیادہ فتنے اور اہوں نے مسلمانوں کا جائزہ لیا تو وہ پانچ سو ملین یا اس سے زیادہ تھے جب کہ یہودی ان دونوں قریبھ ملین تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ طاقت کی میزان یہودی عربوں کے برابر ہے۔ اس لیے وہ دونوں ہیں۔ کیونکہ ان دونوں عرب سیلاب کے جھاگ کی طرح تھے۔ اور اگر ممانہ اس کے برعکس ہوتا تو یہ صورت حال نہ ہوتی۔

اللہ جس دن عربوں اور مسلمانوں نے ثابت کر دیا کہ وہ صحیح مسیحی میں سرور ہے تو

وہ تمام عالم کو اپنی جانب پھینک گئے۔ کہونکے طاقت کی زبان ہی تھا یہ عالم میں سنی عاقی ہے۔ اور جو قرآن اس حقیقت کے مخالف ہے وہ بکرا کی دہرہ جیڑا ہے۔

۸۹ھ میں عرب فریبیں پیدہ ہوئیں۔ مسلمانوں کی اوصول بیڑوں میں بکڑی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں کے دن عربوں کے ساتھ اور ان کی عیالیں شہزادوں کے ساتھ تھیں۔ یہود جسے کہیں نے عراقی دنیا کے انہماکیاں جیسے میں جب کہ وہ نصلیوں سے واپس عراقی رہی تھیں کہا تھا ہے

• عراقی قوم اور اس کے بانیوں کو سلاست نہ کرو، ہمارا خدا تمہاری مصیبت ایک ہے۔ وہ نیزہ خود یا بھلاؤ شخص کہ اس ہر تہ ہے وہ نیزہ نہیں جوتا۔ بلکہ معلوم ہے کہ محمد رسول اللہ کا دین مسلمانوں کے لیے وقت پسند نہیں کرتا۔ جو شخص جہاد کرتے ہوئے مرتا ہے وہی ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ بزدلی کی زندگی گزارنے والے کو ہمیشہ زندگی نہیں ملتی۔

یہودیوں کا حضرت طاقت کی زبان کو سمجھتے ہیں۔ اور ان کے بغیر فلسطینی عربوں کی شکل ہرگز حل نہ ہوگی۔

بائیں ارقام متحدہ اسلامی کونسل: زمین الاقوامی کا غرض نہیں ہے۔ جو رعایت تقاریر قصائد درمورد غل ہرگز اس شکل کو حل نہیں کر سکتے۔ اور ان پر یہ نہیں عملی ضرب اٹھل صدق آؤ ہے کہ

”مک ۱۲ انہیں گالوں سے سیر کر دیا اور وہ دانش لے کر چلتے تھے“

(۳)

یہ وہ اسباق ہیں جو یہود کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تاریخ کے سبب عربوں کی عبرت کے لیے نمایاں کہہ سکتے ہیں۔ یہ اسباق اور یہ عبرتیں عربوں اور مسلمانوں پر واجب کرتی ہیں کہ وہ ارضی مسلمانوں سے پناہ جیتا جو احق واپس ہیں۔ اور ان اسباق اور عبرتوں کی یاد دہانی کے سوا اس کتاب سے اور

کوئی فائدہ نہ بھی ہو تب بھی اس کتاب کے لیے یہ کافی فخر کی بات ہے اور اس کے
تو کف کا اجر کے لیے کافی ہے۔

میں استاد محمد اسماعیل ہاشمیں کی بار آور مساعی اور ان کے معنیہ جہاد کو سلام
نکالتوں کا

عالم محمد رشید کثیر اومشی اللہ علی سید القادرات و قائد المسافات و حل الرجال و یصل الیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(محسوس و شیعہ بنی قریظہ)

بادجو وہی معاہدہ کے جو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان مشترکہ مواقع گزرتے اور باہم پر کسی شے نے اور عدم جارحیت کا معاہدہ تھا، یہودی اسلامی دعوت کا مقابلہ کرنے سبے اور اس دعوت کے علمبردار بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکلات پیدا کرتے تھے اور آپ کی دعوت کی بھائی بڑا شکوک شبہات پیدا کرتے تھے اور اس سے نفرت کی غرض سے بھڑائی باتیں اور افواہیں پھیلاتے تھے۔ اور ہر اس شخص کی مدد کرتے تھے جو آپ سے جنگ کرتا یا آپ پر بخون ملتا اور آپ کے اصحاب کے لیے مشکلات پیدا کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ اسلام کے خلاف اس کی حکومت کو ختم کرنے اور اس کے بھائی کے خاتمے کے لیے ہر بہت اختیار کرتے تھے۔

انہوں نے آپ سے کہے ہم نے معاہدے کا کوئی پاس نہ کیا اور نہ پختہ میثاق کا محاذ رکھا۔ کیونکہ یہود کے نزدیک ان معاہدات و میثاق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ کہیں اس کے ان کے تھک والے سر سے عامی طور پر ان کا اپنا ذمہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پڑب میں ان کی حرکت و مسکنات، ان کے معاہدات و میثاق کے مطابق نہ تھیں بلکہ ان کی ترکات و مسکنات ان حالات کے تابع تھیں جو شخصی مصلحت کی حدود میں آتی ہیں۔ پس اگر وہ حالات کو موافق پاسے تو بعض معاہدات کا انہماک کرتے اور مسلمانوں پر عیب لانے کے لیے حرکت میں آجاتے۔ اور اگر انہیں موقع نہ ملے تو مناسب کی طرح مناسب موقع کے لیے خاموشی اختیار کر دیتے۔ پس کئی بات یہ ہے کہ یہودی وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے عیسائیکارانی مذہب کو دنیا میں اختیار کیا۔ عیسائے اس کا سب کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا۔

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے یثرب میں چار سال کے طویل عرصہ کے دوران ان یہودیوں سے بہت سی ترکاہیف اور مصیبتیں کاٹیں اور آپ بڑے علم اور دنیا فانی سے ان مصائب کا مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے ان لوگوں سے بھی درگزر کیا جنہوں نے ان یہودیوں میں سے آپ پر تشدد حاصل کرنے اور آپ کو قتل کرنے کی کھائی تھی۔ آپ ان سے درگزر کرنے میں انتہائی حد

عکب چلے گئے اور ان کو معرفت مدینہ سے جلا وطن کرنے پر اکتفا کیا۔ عدا کے جزو تسلیم کے تسلیم کرنے اور غیر مشروط طاعت اختیار کرنے کے بعد آپ کو ان کے تباہ کر دینے پر پوری استعداد حاصل تھی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے مقابلہ میں معرفت اس وقت تک قطعی مؤقف اختیار کیا اور ان کو خوشنود کر دیا کہ ان کی زبان سلاطین، حبیب ان میں سے ایک (فریق) بنو قریظہ نے جہد شکنی اور غداری کی تاہم یہاں تک اور ذیل نثرین برہم کیا (یہودیوں نے عہدہ کو قبول کیا اور میناق سے غداری کی اور اپنے قول کی سہمستی کی اور احزاب کے خوفناک مرکز میں قریش اور غطفان کے جانناؤں کے ساتھ حد سے اور ان کے انجام کی نہایت نازک گھڑیوں میں اپنے مسابقت و موافقت کی پرواہ کیے بغیر مسلمانوں کو پیچھے سے غریب لگنے کے لیے تیار ہو گئے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کو کلیتہً نیست و نابود کر دیں۔ پس ان کو کلیتہً تباہ کر دیا چنانچہ ان کی جزا تھی اور یہی وہ انجام ہے جس کی طرف انہوں نے مسلمانوں کو اس وقت دھکیلنے کا عزم کر لیا تھا۔ حبیب انہوں نے عزات کے جنگ بازوں کے باغیوں میں اپنے ہاتھ بچھٹے اور قوت اور عمل مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی تھی پس سزائی سختی (احزاب کی جنگ کے غارت کے بعد ان یہودیوں کی سے ۳۰۰ مسلمانوں کے ساتھ ان کی قتل ہونا ہے) اس عظیم جرم غداری کے مطابق ہے جس کا ارتکاب ان یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف کیا تھا جو عیاشی و فساد اور عداوت عدم جارحیت اور شرب میں ایک قوم کے طور پر رہنے کے عہد کے پابند تھے۔

(۲۲)

اس کی وجہ سے کہ غزوہ بنی قریظہ وہ آخری اور عظیم معرکہ ہے جس کے فیصلہ ثمر

مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان مسابقت کے بعد یہودیوں کی ہزیمت ہو گئی اور یہودیوں نے اپنے دین پر رہنے ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے دین پر رہنے ہوئے ایک قوم بن گئے۔ دیکھئے سیرت ابن ہشام بعد بنو اسرائیل

سے یہودی قوم کا مکمل صفایا جوا۔ اور اس خبیث عنصر سے اس مبارک خطے کی تہذیب کمین
بھونک۔ نیز اس لیے بھی کہ یہود کا جزیرہ عرب سے قدیم تعلق ہے جو میلاد مسیح سے بھی
کئی صدیاں پہلے کا ہے۔ اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ ہم وہ مکمل اصلاحی نظام لگایں جس سے
اس کتاب کے پہلی اور دوسری فصل سے جو جزیرہ عرب میں یہود کی مختصر تاریخ پیش کی
جائے فصل میں جزیرہ عرب میں یہود کی اسلام سے پہلے کی مختصر تاریخ بیان کی گئی
اور دوسری طور اسلام سے لے کر عزیزہ فیبرنگ کی مختصر تاریخ پیش کی ہے۔ یہ اسلام
اور یہود کے درمیان کا آفریں محرکہ ہے جو ہم سے اس سلسلے کے پانچویں کتاب کا موضوع
ہو گا۔ انشاء اللہ۔

پہلی فصل میں ہم نے اختصار کے ساتھ (اور کبھی مفصل طور پر) یثرب انصار اور
الغریہ، خیبر، طبرہ، اور دوسرے شمالی علاقوں میں یہود کی تاریخ کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح
ہم نے اسی فصل میں یمن میں یہود و رست کے بارے میں بھی بیان کیا ہے۔ نیز عمومی طور پر
ہم نے عباسی عربوں کے درمیان یہودی دین کے اثرات کو بھی بیان کیا ہے۔ یہود اس
مذہب کے عربی تہذیب و ثقافت سے متاثر ہوئے کہ وہ اپنی اسرائیلی ثقافت کو قبول کر لے
اور ان کی عبرانی زبان کی یہ کیفیت ہو گئی کہ سولے چند ناموں اور کائناتوں کے اور کوئی
ایسی طرح بدل بھی نہ سکتا تھا۔

اور دوسری فصل میں ہم نے اختصار کے ساتھ اسلام کے مقابلہ میں یہود کے
دشمنانہ سرائف کو بیان کیا ہے۔ اور گرم دسرو جنگ کے دن تمام مراحل کی طرف اشارہ
کر رہا ہے جنہوں نے یہود اسلام کو ان واس و آت سے اس کا لا رہا
ارض پر چڑھا ہے۔ اختصار کرتے ہوئے ہم نے اس لیے بیان کیا ہے تاکہ ہم
تاریخ کو اس عنصر کی حقیقت کے متعلق ایک واضح نظریہ دیں جو ہر زمانہ میں عرب لڑی
اور شاد انگیزی کا باعث رہا ہے۔

(۳)

اس غزوہ میں بنی قریظہ کے پیروروں کے فقر و بشارت، محمد صوماء و میمون کے ماسے جانے کے باعث، اسلام کے تقلید کی دشمنوں جیسے ہنن، سزلی اور میمون کی قلم کاروں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے ظالمانہ حملے اور تنگداناہ انتقاد استعمل کیے ہیں اور اسی طرح ان کے شاگردوں نے بھی جو اسلام کی حرمت منسوب ہوئے ہیں، ان صوبہ کا نہیں یہ کہ ان پیروروں کی بنا ہی کی گائی اور حبیانہ اور عقیلہ نہ فطرت کی نشاندہی کرتی ہے جو حقوق انسانی اور مذہبی انسان کے منافی ہے۔ ہم نے اس کتاب میں ایک خاص (مخصوص فصل) متفق کیا ہے جس میں ہم نے ان تمام انتہائیات کا جائزہ لیا ہے جو ان دشمنوں کی طرف سے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے ہیں۔ اور ہم نے مفصل مناقشہ کر کے عبرت و عبران سے ان انتہائیات اور انتقادات کا باطل ہونا ثابت کر دیا ہے۔ نیز ہم نے اس امر کو بھی واضح کیا ہے کہ بنی قریظہ کا قتل قانون و انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہوا ہے۔ اور وہ ایک ایسا عمل ہے جیسے آج تک کے تمام قوانین و ضوابط نے ثابت کیا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ظالمانہ سزا تھی جو تین جرائم کے مرتکب لوگوں کو دی گئی اور ان کو عتاب عام کے تمام بین الاقوامی قوانین جلا سٹنٹ اس شخص کو موت کی سزا دیتے ہیں ایران میں سے کسی ایک بزم کا مرتکب ہوتا ہے۔ پس جو بنو قریظہ کی طرح ان سب کا اکٹھے مرتکب ہوا اس کا یہ حال ہو گا۔

اور اسی فصل میں ہم نے بنو قریظہ کی عورتوں، ائمہ بچوں کے غلام بنانے کی بحث کے موطن پر عمومی طور پر اسلام میں غلامی کے موضوع کو بھی پھیلایا ہے۔ اور دشمنان اسلام کی طرف سے جرات و اہمات غلامی کے بارے میں اسلام کے توقف پر لگائے گئے ہیں ان کا بھی جائزہ لیا ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ اسلام غلامی کے متعلق قانون سازی کرنے والا پہلا مذہب نہیں (اور نہ ہی اس کی حوصلہ افزائی کرنے والا ہے بلکہ یہ وہ دین وحید ہے جس نے غلامی کے مختلف طریقوں کے خلاف جنگ کی ہے

اور مولائے ایک نوح کے دس کے نام سوتوں کو بند کر دیا ہے اور اس ایک نوح کو بھی اس نے ایک نہایت تنگ دائرہ میں محدود کر کے لے باقی رکھا ہے۔ اور یہ غلامی ان عاقلانہ لوگوں سے جو رویت آئی ہے میں مسلمان اسلام دشمنوں کے خلاف حقہ لیتے ہیں۔ اس نوح غلام کو اسلام نے جیسے ہی دانا رکھا ہے جیسے کہ متعین جنگوں کے لئے ردا رکھا ہے جس کے خیر کوئی بدلہ نہیں کیا ہے یہ جیسے کوئی عیہ والا معاملہ ہے۔ اور مسلمانوں کے لیے دشمنان اسلام کے مقابلہ میں لے ہاری رکھنا ضروری ہے کیونکہ ان کے قبضہ میں جو مسلمان قیدی آجاتے ہیں وہ بھی نہیں غلام بنالیتے ہیں جن میں عورتیں اور بچے بھی ہوتے ہیں۔ اور ہم نے اس فعل میں ثابت کر دیا ہے کہ باوجود یہ کہ اسلام نے اس نوح غلامی کو باقی رکھا ہے، اس نے غلام کو حقوق دیے ہیں۔ اس کی حفاظت و عنایت کا فیصلہ بنا ہے۔ یہ حقوق دنیا کے کسی قانون نے غلام کو نہیں دیئے۔ اسلام تو اُسے اس بلند درجہ تک لے گیا ہے کہ اس نے اس کے اندر اس کے انکس کے حقوقی عامہ کو برابر قرار دیا ہے۔

(۴)

اس کتاب میں قارئین کو تعجب معلوم ہو گا کہ عجب سے اس قوم پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبان سے لعنت پڑی ہے۔ اس کے اخلاق کس قسم کے برکتے ہیں۔ وہ دیکھیں گے کہ جزیرہ عرب میں اور خصوصاً مسلمانوں اور ان کے دشمن طغیان اسلام کے ساتھ اس قوم کے نظریات میں مختلف قسم کی کیسی اور مختلف رنگوں کی عہد شکنی اور خلافی اور موافقتیں اور بدعہدی کے غمناک نمونے پائے جاتے ہیں۔ جو دولت و عزائی کا بحر و دریا اور ذائقہ کا عجب خوشنماک پلیٹس رکھتے ہیں جس کی مثال کسی مغضوب قوم کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ ان اس تاریخ ان کا ریکارڈ رکھ رہا ہے۔ دئے افسوس، عرب علاقے میں لوگوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جس نے میکیناوی لائٹوں مذہب کی شاگردی کی ہے وہ عہد شکنی اور موافقتیں پرستی میں جو کئے نقش قدم پر چھینے لگا ہے۔ جب انہیں خیال

جو کتاب ہے کہ احادیث سے کی بنیادی احادیث میں ان کا غائب ہے تو وہ لوگوں کو احادیث کی پہچان اور پابندی کی دعوت دیتے ہیں۔ اور حبیب انہیں پتہ چلتا ہے کہ انہیں اس معاہدہ میں کب کی پہچان اور پابندی کی اجازت دے دعوت دی ہے کوئی خاص غامض نہیں۔ خود اسے پاؤں سے۔ دانت سے۔ اور دلوں کے ایک گوشہ میں بھیج دیتے ہیں۔ بلکہ اسے وحی اللہ فیضان اعمال کے سر تک پہنچاتے ہیں جن سے اعمال کا کوئی آدمی کبھی مرتکب نہیں ہوا۔ یہ دیکھ کر مسلمان خود کو اللہ کے ہون کو تہا کر سیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اس جہتوں کو نصرت و تائید کر سیکھتے ہیں تاکہ خود را در سخت مسلم قوم کو خوشنودہ لکھیں جس جو اپنے اجداد کی بلند مگر تائید کے کندھوں پر کھڑی ہے۔ ان حرکات سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اس طاقتور اور مضبوط قوم کو تابع فرمان اور نو آبادی بنا دیا جائے۔ جس نے صدیوں پر باد تابع فرمان اور نو آبادی بنانے والے جارحیت پسندی اور جنگجوئی کو ناکر کے دلچسپ کیا ہے۔

یہی یہ قوم کسی قسم کے غیر ملکی تسلط کو تسلیم نہ کرنے اور ثابت قدم رہنے میں غریب ملل بن گئی ہے۔ یہاں تک کہ غیر ملکی تمام اقوام میں اس کا نام جنگ بازوں کو فنا کرنے والی اور باغیوں کو اب مکمل سنبھالنے والی اور سرکشوں کو رام کرنے والی قوم پڑ گیا ہے۔ لہذا جب کہ باغی اور طلوع اس سے زیادتی اور جنگ کرتا ہے تو اس کی جلیجگ فوج کو مدفن کر دیتی ہے وہ اس کی آرزوی اور اسنگوں پر پانی پیر دیتی ہے اور اس کی فوج کو خواہ وہ کس قدر مضبوط اور زیادہ ہو کہ وائی کے لیے انحرک اور بد میں آسنے والی اقوام کے لیے عبرت کا موجب بنا دیتی ہے۔ اور آج بھی اسی مضبوط طاقتور اور خود دار قوم کے مٹانے کی تاریخ اپنے آپ کو جواز ہی ہے۔

(۵)

جو شخص یہودی اخلاق سے نا آشنا ہے اور جسے اس نور بشر کے ساتھ جو بشریت کے جسم میں غریب اس مریض جسم کی طرح ہے اسے کھنکھانے کی خبریں ملے۔ اور

یہی اس کی تادیب کی حقیقت ہے واقف ہیں، وہ ان مصائب کو جو اسے اقوام کی طرف پہنچے دیکھنا پسندتے ہیں، بہت عظیم خیال کرتا ہے۔
اور اس اوقات جب اس پر حق پر جلا وطنی کی سزا نازل ہوئی ہے تو وہ اسے بہت بُرا خیال کرتا ہے۔

لیکن یہودی قوم کی غیبات سکے، ہر روز صدیوں سے اس کی تاریکی حقیقت کا اظہار کئے بغیر گہرائی کے بغیر ظاہر کرتے ہیں یہ وہی وہ تو ہمہ گاہی کے ہر فرد کے فانی اور روشن میں بہ امت رچی بسی ہے کہ دعائی میں اس کا سب سے عظیم ہر چیز اس کی کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ اخلاقی بگاڑ، عقائد کی انحرافات، اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کی خوفناک فسادات اور اقوام کی دعائی میں تمام ان افعال بہت دور اقدار کی سند ہیں، موت اور موت پروردگار کے غور و فکر اور تصور بہ ہمدی کی نیکی منت ہے۔

اس کی دلیل میں یہی بات کافی ہے کہ کسی بشر کی تحریک کے لئے قتل، تخریب اور تباہی کے وہ جرائم کیے ہیں اور اس حد تک وحشت و در پرستی کی ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے تاہم اس نے اس کی مثال نہیں دیکھی۔ بشریت کو مختلف نسلوں میں جو مصائب پہنچیں وہ اس کی تحریک بھیجے نہیں، یہ مصیبت یہودی مفکرین کے بھلاؤ کرنی کے مطابق آتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کئی دلیل نہیں کہ بشریت ان مصائب کا بقاء دیکھنے والا (کھل کر) نہیں ہو سکتا۔ یہودی کا یہی اسی طرح تباہ کرنے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ انقلاب انسان کے اور اگلے نہایت میں جو خوفناک اور وحشت ناک فسادات کے جرائم ہوئے ان کے منسوبہ اسے اور ہر ایک وہ یہودی ہے جس کی طبیعت خیروں کو تباہی دینے والی دیکھ کر قدرت حاضر کوئی ہے اور یہی ان کی طبیعت اس قسم کی جو وہ مدد سے اقوام کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اور اگر ان کے ساتھ رہیں گے تو ان کی تباہی و بربادی کو ناشر نہ کر دیں گے۔ جیسا کہ تمام اقوام عالم کو معلوم ہے۔ ہمیشہ سے یہی یہودی پر جلا وطنی اور تباہی کی سزا نازل ہوئی ہے وہ ہر دور اور ہر زمانے میں اس کی شکایت کرتے ہیں۔ وہ اکثر انہی جرائم خادریں

اگر وقت رہا سہا سہا سے خود امریکہ کے لیے ایک عظیم خطرہ ہے اور وہ عظیم خطرہ

”ہر دلوں کا خطرہ ہے۔“

۱۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزارا وہ اپنی جد تسمیٰ کا رونا رو رہے ہیں اور اس سے

ان کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں ان کے اہل و عیال کے ملک سے نکل دیا جائے لیکن میرے دوستوں اور آج حکمرانوں، انہی فلسطینیوں اور ان کی جائیدادیں واپس لے دیں تو وہ فلسطینی واپس نہ جانے کے لیے ٹھوکر جڑبات کا شکار نہیں بنیں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ فلسطینی ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ان کے اپنے سببوں و غرض ہیں۔

فقیر کہنے لگے کہ: "وہ جب کہ سب سے مسدا رہے تو وہی فرقہ کا مسدا کہی تو یہی جو حرکت کہ انہماک دیکھ کر
اسی دستاروں کی علامت کا امر کہ اس مسدا کی قدر سے کیش عزت اور اہم ہے جس سے ۱۹۵۷ء کے دستور اور دستور
سے ٹھیکہ کی "وہ جب انہیں معلوم ہوا کہ کسی طرح ہمواری سے بہ تکلیف پر ایک چھتورہ، وحشت زدہ ہو گئے۔ پھر
تجسس کے یہ غوغاؤں تصنیف کی بات ہے۔ اور ان تصنیف کے بارے معلوم ہو کہ جاپانی نگار نے اسی تصور پر کہ ایک محکمہ نسفہ
کو جو وہ ہے جس کے مندرجہ میں تمام قومیں پیشتر آئیں گے یہ انکار میری کسی یہ علامت نہ کرنا تو ان کی جو جووری
خطرہ سے متعلق ہے" انہماک خاصی ہے "امت اسلام اور دین کی خدمت کے لیے، غمگین بڑی زبان میں
اس دستار کو جو جن اہل ان کی خدمت میں شہادت کیا ہے۔ اور اسے بین الاقوامی محاسن اور امریکہ اور دوسرے
حاکم کی سیاسی اور محمی محاسن میں یہ غمگین کیا ہے، اتحاد واقعی کی کوشش سے یہ دستار جو صابہ العسکریہ
نے اپنے ایک ترانوہ شائع کیا ہے۔ اسی طرح "اسلام" القند اسلامی اسے ۱۹۵۵ء اور ۱۹۶۷ء میں
اور اخبار "المنطق" نے اپنے شمارہ ۵۱۱ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ میں شائع کیا ہے۔ نہ کہ
معدن، تنہا کے شکر گزار ہیں۔ اس کے حال بلکہ درجہ ان مسلمانوں میں اس جیسے جو ان کی عزت کے تاکہ
وہ یہ بھی جانیں کہ یہ دین کے اچھے پیاروں۔

رجسٹری میں ہونے کی نسل سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔

اگر دیکھو کہ مسلمانوں میں رہا سہا کے عقیدہ سے نکال دیا جائے گا تو سو سال کے
 اندر نئے سرے پر ان کا اس قدر سیلاب آ جائے گا کہ وہ ہماری قوم کے عالم بن
 جائیں گے اور سے تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ اور ہمارے کسی حکمران کی ٹھکانی بدل کر رکھ
 دیں گے جس کے سینے پر اپنے خون، درباروں اور سوال اور شخصی آزادی کو فروغ کیا
 ہے اور ابھی دو سو سال نہیں گزرے کہ ہمارے پوتے کھیتوں میں جہودیوں کے لیے
 خوراک مینا کریں گے۔ جب کہ یہودی کمرشل باڈیوں میں رشک سے اپنے ہاتھ ملتے رہتے ہیں
 احباب کرام میں آپ کو ان پناہ کرتا ہوں کہ تمہارے ہمیشہ کے لیے یہودیوں کو نکال باہر
 نہ کیا تو تباہی قبول نہ کیجئے۔ اور پوتے امانت لویں گے، یہودی خواہ وہ کس منسلک
 ملک ہمارے درمیان میں وہ کبھی بھی ہمارے مندرجات کو اختیار نہیں کریں گے۔ اور پھر
 اپنی چٹکری کھال کو یہ سلفی طاقت کی طاقت نہیں رکھتا۔ تب یہودیوں کی ملک میں داخل
 ہونے کی اجازت دے دی گئی تو وہ اس ملک کے لیے فطرہ بن جائیں گے۔ وہ ہمارے
 اربوں کو ختم کر دیں گے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انہیں دستور کے مطابق حال باہر کیا جائے
 میں مسلم نو جوانوں اور ان کا اناطہ خدمت میں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقلمند و فکری آزادی
 سے سرفراز فرمایا ہے اور غور کریں اور ان کا اور خواہشات کے اذکار میں گرنے سے بچایا
 ہے یہ یہودیوں کو پیش کرتے ہوئے حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ نہیں اس سے فائدہ پہنچے
 اور ہم پر اپنی دائمی دشمنی سے اپنا فضل فرمائے اور وہ بہت نفس نمرینا الہیہ۔
 واللہ اعلم بالصواب۔ اللہ درہولہ دہموشین

محمد احمد ریاضی

جدید مملکت سعودی عرب

۱۵ صفر ۱۴۱۶ھ - شہ ۱۹۹۶ء

بیم واپس جا کر ان کے علاقہ میں۔ ہیں گے۔ ہمیں وہ اپنے حاسیوں کے ساتھ وہاں آئے گئے اور پھر یہاں پر رہاں ٹھہر گئے اور ہرینہ کے عظام فوارج میں بالائی علاقے تک پھیل گئے۔ اور وہاں انہوں نے قلعے، گول اور گھنٹوں، تیار کرکے۔ اسیہانی کے لال کے مطابق اس فوارج کے افراد کو پتہ چل گیا کہ سب سے پہلے ہرینہ میں سکونت، اہلیہ کو کرنا ہے۔

اب روپیہ دوسرے ترانے کی بات جس میں یہودی دین کی طرف آئے۔ اس کے متعلق مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حبيب رومی نے ۱۲۱۳ء میلادی کے درمیان زمانہ میں شام کے علاقہ یرشلمہ کی خدمت میں یہودی کو قتل کیا اور انہیں سزا دی کہ وہ یہودی جہانگش پر بھیج دیے اور وہی علاقے سے دور مدار کے پلاسن ملا قوی میں متفرق ہو گئے۔ مشر او لیری کے بیان کے مطابق ان یہودیوں کی نئی قرینہ اپنی نصیحت اور نئی ہیبت کے بدولت غافل تھے۔ یہودیوں کے سامنے سے جنوب کی جانب مغرب کی طرف جہانگش اور اسی جانب چلتے گئے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے ساتھ تھک چاہر پر پہنچے حیران سے پہنچے جہانگش پر پہنچے۔

مشرقِ افریقہ، اٹالیا کے مرلے، اسیبائی کے قول کے ساتھ اتفاق کر رہا ہے یا اس نے یہ بات اس سے نقل کی ہے۔

”جب رومی شام میں بنی اسرائیل پر غاصب آگئے، تو انہیں سزا دیں
 وہاں لے اپنی کتاب الاغان جلد ۱۹ صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم عربیہ اسلامیہ لاہور

۱۰۱۔ یوں تو غور کر لیا، مگر نصیر الدین جو احمد علی سے بھاگ کر حجاز چلے گئے تھے۔

یہ محنگوڑ سے بہرہ ور، حسبِ شرب کے علاقہ میں پہنچے تو انہیں "اسلام پر فساد" کے
 انہوں نے اس واقعہ پر اپنا توڑ پھوٹ کیا، چوں کہ وہ سب کے انہوں نے اپنے
 میں سے ایک آدمی کو راجہ قتل کے سبب ملایا، حاکم نے انہیں دھمکا کر کہ انہوں نے کسی بھی

حالانکہ اس علاقہ میں بعض عرب بھی قبائلیوں کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔ یہ قبائل صحابہ کو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کی آمد تک صنف و قشر کا شمار تھے۔ اس لیے یہ یثرب میں یہودیوں کے دلائل اختیار کرنے تک ان سے متوجہ ہونے کی ہمت نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی انہوں نے ان سے جنگ کرنے کی کوئی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ غیر ملکی فضیل لوگوں سے کی جاتی ہے۔ اور جیسے جیسے ہمارے مکتبہ کی مدلول موجود ہیں ان میں کوئی ایسی بات موجود نہیں جو یہ بتائے کہ اس اور خزرج کی آمد سے قبل یہودیوں کو اس علاقے میں کسی شک و شبہ یا حلقہ کا سامنا کرنا پڑا ہو۔

یہودیوں کی طرح یثرب کے مختل جٹ بھی یہاں تک کہ سیلاب کی پہلی ہمدی آئی تو اللہ تعالیٰ نے تاریکی کی مٹی پر تباہ کن سیلاب بھیجا۔ اور وہ منہدم ہو گئی اور سند کے انہدام سے قبل یثرب کی حکیمت اشراق اوسط کے سب سے سرسبز و شاداب علاقوں میں سے تھی۔ اس کے باشندے محمد پر علیہ السلام سے طاقتور عربی قوت تھے اور سند کے انہدام کے وقت ان کے عظیم بادشاہ کا نام عمرو بن عامر بن زبانی تھا جسے تاریخ میں "امامہ" کا لقب دیا گیا ہے

اوس اور خزرج میں | جب سند انہدام ہو گئی تو یثرب کی طاقت کمزور ہو گئی اور اس کے باشندے مذہبی بنی مشر جو گھڑوں پر

سے تھے جو بطلان بن ہمارے جٹوں میں سے تھا ان میں سے قہار نے شام کی طرف چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ بن گئے اور نئی عراق میں طواغیت ہو گئے اور وہ ان کے پیچھے چلے اور انہیں سے الحریق کے بادشاہ بنے جو کافر بنی المشافہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی طرح اوس اور خزرج یثرب انگریزوں سے تھے اور ان کی آمد علاقہ میں یہودیوں کی حکومت کے زمانہ کی اسلامی گھنٹی تھی۔ ان پر انہوں نے اوس یثرب میں آباد ہونے ہی یہودیوں کو اس طرف سے تنگ کرنا شروع کر دیا کہ وہ بھی صدر بنی کی حکومت اور اس کی عظیم دولت و ثروت میں شریک نہ ہو جائیں۔ لیکن اوس اور خزرج یہودیوں کی مصلحت و قوت کے سامنے عاجز رہے۔ اور مدینہ میں آباد کرنے کے وقت سے ہی نہایت تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت میں تھے۔ انہیں

کئی قسم کی قوت و طاقت حاصل نہ تھی۔ اور ان کے غریب بھائی اجماع سے پہلے سرسبز کا محل
باشکریہ سے آئے تھے اور ان سے بھی زیادہ کمزور تھے۔ لہذا اس اور غریب نے کسی تعلقہ زور و اثر پر
تسلط کر لی جو ان کی ملکیت میں تھی۔ ان میں غلطی ہی کبھی ہوتی تھی۔ پس وہ تلگتہ سنی ہیں۔ سب سے
اور یہودی عداوت سے شاد کام ہوئے تھے۔ اور سب دولت میں ان کے و قیوں یہ تھی۔

درحالت یک شے زور سے نکلتے تھے۔ یہاں تک کہ یہاں تک کہ پہلے نشانہ جہانوں سے
جہانم کے بارشاد تھے۔ سب و طلب کرنے کے متعلق غزوہ تلگتہ، پس اس اور غریب نے پہلے
ایک پیشہ مالک بن محمد ان کو خراسان کے بارشاد و جہیلہ کے پاس بھیجا۔ اس نے وہاں پیشہ کر
لیے اپنی قوم کی بد حال اور شراب کے علاقہ میں آباد ہوئے۔ اسے یہودیوں کا لقب اور ان کے دوست
و مرشد سے شاد کام ہونے کے متعلق بتایا۔ اور یہودیوں کو بچا دھونے کے لیے اس سے
توقیہ و طلب نہ۔ پس عمال بارشاد اپنی قوم کے ساتھ پہلے غریبوں کی سب سے
پیشہ بنی۔ اور اس نے یہودیوں پر حملہ کر کے ان کی طاقت کو توڑ پھوٹ دیا۔ یہ ایک حریف
و افسر ہے جن کی تفصیل ناپہنچتے ہیں۔ اس کے بعد غسانی بادشاہ پہلے ملک کی طرف
وہیں آئے۔ اسویم سے قبل عربوں کے ہاتھوں۔ یہودیوں کے سب سے پہلے یہودیوں کے
اس جنگ کے بعد جن میں غسانی بادشاہ نے یہودی سب جہان اور یہودیوں کی غلبہ و قوت
تباہ کر دیا۔ اس اور غریب نے بھی یہودی اور وہابی یہودیوں کے مدد و معاون بن کر ان
بے گناہ کر کے رکھے۔ اور انہیں دھتکارنے لگے۔ حالانکہ پہلے یہاں سے پہلے کہ بھی
جڑت نہیں کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہودیوں کی بڑی قوت و بڑی قوت و طاقت
محل تھی۔ یہ یا نہیں پہنچتے تھے۔ اور انہیں دھتکارنے لگے۔ اس وجہ سے غریب
کے درمیان سب و جہان، توقیہ میں۔ یہاں تک کہ ان اور غریب کے سردار۔ نکسین و ان
نے ایک مدد چیر سوچی جس نے یہودیوں کے سرداروں کی ایک بڑی طاقت کو تباہ کر کے رکھا
وہاں۔ ان اور غریب نے یہودیوں کو حد سے بڑھ کر قتل کی راہ

اس طرح کہ انہوں نے (اگر وہ خرمذ) سے مہر و بیوی کی قیمت و شوکت کو خرید لیا، اور وہ فیل ہو گئے اور ان کی بادشاہی میں رہیں اور وہ گزیرہ بھر گئے اور عربوں سے شدید نفرت کی گئی۔ اور اس وقت تک انہوں نے صمدیہ میں پانچ ہزار ہیکڑا زمین کی ملکیت نہیں پائی۔ جب تک انہوں نے اس اور خرمذ کا عیض بننا قبول نہیں کیا، حتیٰ کہ یہودیوں کا ہر بزرگ اس اور خرمذ کے کسی قبیلے کی پناہ سے گرفتار نہ ہو سکا۔ اور یہودیوں کا یہ کہ وہ اس کے متعلق اس کے متعلق ہیں جو فریاد اور توبہ نصیر اور ان کے شہار اور اس کے متعلق ہیں جو تھے اور خرمذ کا اور ان کے شہار خرمذ کی متعلق ہیں جو تھے۔

اس نکاح سے جس کی بیوہ کی ادا میں اور خزانہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پھر یہ کہ
علاقہ میں یہودی کوشیتے کی ضمانت دی اور اگر وہ ویسا نہ کھستے تو عرب تباہی انہیں ہاں تک پہنچا
کوشیتے کبھی کبھار یہودی زیادتی کرنا دیکھا اور خزانہ کے درمیان تباہی کن جنگ سے بھڑکنے
پیدا ہوتی تھی بن جانے لگا۔ کیونکہ یہودیوں کا ان قبائل سے طیفانہ تعلق تھا۔

مشہور تیار ہو کر جناب پادشاہت میں کی بجلی اور خیر و برکت کے درمیان ظہور اسلام سے
ظہور عرصہ فعلی تک جلتی رہی اس کی وجہ یہ تھی کہ تہذیبی خزینہ جس نے جنوری طبع کے بہو مولوں کی
ذاتی تہذیب کرنے کا شش کی تھی اور انہیں وہاں سے نکال دیا ہر کیا تھا۔

[illegible]

سے مشکب کیا ہوا تھا، انہوں نے عرب قبائل کے درمیان اپنے قتلہ کی خود کو دست و پا کرنے کی تمام سرگرمیوں کا قصہ سواد سے گزار دیا مختلف قسم کے ساز و کار کی بنیاد پر اس کا اپنی دوست کو بڑھا دیا تھا اور وہ ملک شام سے شرب لاسے پہنچے اور لاسے پیا جگہ ٹھہرے تھے۔

یہودیوں کا ایٹالی مرکز | جلد ہی شہر کے پاس پہنچا اپنی فریاد کی وجہ سے فریبلا تے اور سودی قرض یہ سنے تھے جس سے انکی دوست میں اضافہ ہو گیا تھا۔

نیک کردہ وال کے داد شاہ بن نکھ اور مال و نقد پر قبضہ کے باعث انہوں نے اپنے کھوسے ہوئے قتلہ خود کو کچھ حصہ دوبارہ حاصل کر لیا۔ اور وہ انہوں کی اثر و رسوخ سے بہت پرست تھا ان کے درمیان جنگیں بھی ہو رہی تھیں اور خود بخود شرب کے علاقہ میں یہاں تک کہ ان قبائل کے درمیان کسی قسم کی دوستی نہ تھی کیونکہ یہاں یہودی وجود کے لیے خطرہ تھا۔

اور وہ اپنے خدشہ کی خود کو دوست بننے لگے اور بہت پرست عرب قبائل کو ان سے غریب بنے انکو اور وہ مختلف مسائل سے اپنے اس سیاسی اور ملکی مسئلہ کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے جس سے وہ اس کے خزانے کے ہاتھوں کھوسے گئے اور اس دور خراج کے بہانہ تباہی و تباہیوں کو برپا کرنے لگے اور ان دونوں قبیلوں کی کوست کو کھوسے گئے۔ جس سے ان کے ہاتھوں کے تباہی و تباہیوں کے سبب وہ دورہ مسئلہ حاصل کرنا ان کی ہر بات سے گزرنے کا یہ مقصد ہر زمانہ پر بلکہ یہودیوں کے ہاتھوں اور خراج کے نام سے ہے۔ ان میں یہودیوں کا ہر مسئلہ جاہلیت کے مبعوثین مختلف تعلقات کے باعث اس اور خراج کے کسی قبیلہ کے ذریعہ اپنی مخالفت کرنا رہا۔ یعنی اور خراج کے ہاتھوں کو جی شکست کھانے اور مسئلہ کے کٹنے کے بعد جو وہی انہوں نے شرب یہودی ایک ہاتھوں کو قتلہ خصوصاً ان دورہ کے ہاتھوں میں ان میں یہودی یہ طور مسئلہ ان کے ہاتھوں کے ہاتھ تھے۔

یہودی اپنی دوست کے ہاتھوں اور خراج کے مسئلہ کو کٹنے کی خودی قرض سے پہلے پر یہودیوں کے لئے دشمنانہ دور میں کے امتیازات میں سے ہے جو انہیں پیشہ و طبع و اپنا تھا اور ان بددوں کے ذریعہ ان کو اس مبعوث بنیاد پر کو اچھی طرح نہ کر سکتے تھے۔ مسئلہ مالدار طبقہ بنا رہا تھا اسلئے انہیں نے سو دن میں سودی کا دینا کو لازم قرار دیا گیا ہے یہودیوں کے لئے ان کے

کی دیکھ کر ہڈی ہے، اور کسی تاجرانے یہود کے باہر زانیہ تسلط کا خاکہ نہیں کیا۔ کبھی وہ یہ ہے کہ سووی کار بار کی حرمت نے شراب اور دیگر عرب کاٹک میں یہود کے غیر پر شاہ کی طرف لٹکا ہے۔

مور لینے کے علاوہ یہودی صلیق قلعہ منہ مفتوں کی بھی امتیاز رکھتے ہیں جیسے وصالی بنائی اور وہ کام کرتے ہیں جن سے عرب غریب کوستے ہیں وہ انہیں جیڑ پٹے خیال کرتے ہیں اس کے علاوہ وہ دھیرے تجارتی کاموں میں بھی حصہ لے کر ہر ایک سہرازم مل میں اسلام کے قس شراب کے امر باشندے گندم، آٹا اور کچی سمجھو روک کی تجارت کرتے تھے اور جاہلیت میں شراب کی خرید و فروخت کرنے اور اس کے بیچنے میں مشہور تھے۔ اور خاص طور پر شاہ سے شراب اور جزرہ کے مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی شراب لانے کے لیے جاتے تھے اور شراب کی فروخت سے انہیں جزا ملنے جاتا تھا۔ اور سہرہ میں در قرآن میں شراب کی حرمت کے نازل تک ان کی دکانیں کھلیں۔ جہاں پر بہت سے وٹل شراب لینے کے بیچھ آتے تھے۔ پس اس وجہ سے یہودی شراب کی دولت کا ذخیرہ کر پتے تھے اور اقتصاد کی طور پر اس کے حاکم بنے بیچھ تھے اور کوئی شخص مال نفوذ اور اس کے تابع نہ تسلط کا ارکار نہیں کر سکتا۔

یہود و غیر یہودی
یہود و غیر یہودی کا علاقہ (جو سرحد کے شمال مشرق میں واقع ہے) یہودیوں کا تھا۔ ان کے پڑوسی اور اس دشمن قوم کنعانی تھے۔ وہ کسی سرسبز زمینی علاقہ پر کھیت کرتے۔ ایک شراب کھانا بہت سے اس طرح اس امر میں بھی کوئی نزاع نہیں کہ یہودیوں نے غیر کے علاقہ کو ہا دی تھا اور کھور سام سے مدد پر قس اس پر قہر میں ہو گئے تھے۔ مگر کوئی شخص غلطی کے ساتھ بیان نہیں کر سکتا کہ یہود غریب کی کبھی آئے۔ کیا میدد سے پہلے یا بعد اس بات میں بھار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ابن خلدون اپنی تاریخ کے پیر الیبرس کی جسد و ام کو اس نزل کے مضر فیروزہ ۱۷ پر بیان کرتا ہے کہ غیر یہودی یہودی اور یہودی نہ پہنچا تو یہ ہے جس تاریخ کو یہودی شراب میں آئے تھے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ وہ جنگجو لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حماد میں مگر نہ کو نہاد کہا تھا، غیر یہودی ان طرح قیام پذیر ہو گئے جیسے ان کے جہاں شراب میں قیام پذیر ہوئے تھے۔

جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد انہیں خلائق کے ایک قیدی کی قتل نہ کرنے کی وجہ سے غلام بنی دال کے لئے دیکھ دیا اور قسم کھائی کہ وہ انہیں داخل نہیں چلے دیں گے تو وہ تیار ہو کر حجاز کی طرف پلٹ آئے اور مدینہ سے ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ سے ان علاقہ کی جنگوں پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے تیار کیا تھا۔

ابن خلدون کا بیان تو یہ ہے کہ اگر وہ اکثر حجاز میں اپنی کتاب "تاریخ العرب قبل الاسلام" جلد ۱ ص ۱ پر بیان کرتے ہیں کہ خیمبر کے یہودی اس قتل سے اس وقت تک میں مذکور سواروں اور میلاد بعد از کل ہلال کی تباہی کے بعد حجاز کی طرف ہجرت کرتے اور خیمبر میں ٹھہر گئے۔

خواہ کوئی صورت میں یہ بات تمام مرد خیمبر کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ خیمبر میں یہودی اجنبی اور غریب تھے جو ظہور اسلام سے چند روز قبل اس علاقہ پر قابض ہو گئے اور کبھی باڑی اور کھجور کے کاشت کرنے لگے۔ یہ لوگ طاقتور جنگجو تھے۔ انہوں نے اپنے خداوند کی وجہ سے خیمبر پر اپنا تسلط جمایا۔ یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں مسلمانوں کے ہاتھوں اس کا سقوط ہوا۔ کیونکہ جو خیمبر کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف ملے ظلم وعدوان اور سازشوں کا مرکز بنایا تھا۔ جیسا کہ ہم قبل از میں اس کتاب میں یہ بیان کرتے ہیں اور اس کا مفصل تذکرہ ہمارے کتاب عزیزہ ازراہ میں ہے۔

یہودی خیمبر کی قوت و طاقت کے حامل تھے اور تاریخ بیان نہیں کرتی کہ خیمبر کو کارونی بنانے کے طویل عرصہ میں ظہور اسلام تک انہوں نے کسی جنگ میں حصہ لیا ہو اس طرح ظہور اسلام سے بھی بیان نہیں کرتی کہ انہی شہر کے یہودیوں کی طرح کبھی فائدہ پہنچی ہوئی ہو خیمبر کے خیمبر و قلعوں کی وجہ سے انہوں نے خیمبر میں یہودیوں نے اپنے تسلط کے دائرے میں بنایا تھا اور ان میں مشہور قلعے سات ہیں۔ قلعہ ناظم، قلعہ قوس، قلعہ شق، قلعہ قطا، قلعہ اسلام، قلعہ برفیخ اور قلعہ کعبہ۔

جب مسلمانوں نے ہجرت کے ذریعہ سالانہ خیمبر کو فتح کیا تو ان تمام قلعوں پر قبضہ کیا اسلام سے پہلے خیمبر میں یہودیوں کی تاریخ کے متعلق ہمیں کچھ بیان کیا جاسکتا ہے جو اس تاریخ میں ملتے ہیں کہ وہ اس تاریخ کا شریک کے یہودیوں کی تاریخ سے یا کہ ان کے یہودیوں

کی تاریخ سے یہ قطعیہ مسئلہ تھا کہ ان کی تاریخ کا یہی وہ زمانہ تھا کہ جس نے چھ ماہ قبل مسیح میں ہمارے ہمارے
تھا جس کا ذکر اسلام سے قبل بھی مشہور تھا اور آج کے دن تک مشہور ہے تو اس کی کچھ اہمیت
نہیں رہی۔

پس خیر کہ تاریخ اسلام کی آمد کے بعد کسی بھی اور مشہور ہوئی ہے۔ اور اس تاریخ کا آغاز
تھوڑا سا دیر کا ہے۔ ان عرب سے علاوہ ان کے جاہلوں نے یہودیوں کی نصیحت کی جس سے وہ تکبر
اور غرور پر مشرب ہو گئے اور ان کی عظمت و فخر کی خاطر ان کی عظمت میں ہرگز اس کی
تعمیل غزوہ خیبر میں بیان ہوئی جو پانچ سو سال سے اسلام کے فیصلہ کن مسرے کی پانچویں
کتاب ہے۔

یہودی شمال میں | مسلمان علاقہ تھے یہودیوں نے جزیرہ عرب میں پناہ گزینا اور
شمال میں چھوٹے چھوٹے قلعہ دار تھے جو ادوی القریٰ سے
اتھالی شمال میں تمام کے علاقے تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور جو وسطی یہودیوں کا مرکز اور
کی وجہ سے مشہور ہیں وہ ادوی القریٰ اور تھاویں۔ یہ دونوں وسطی سرسبز و آباد تھے۔
جہاں چشمے اور پانی کو بخور ہے۔

تاریخ میں سب سے پہلے ان غطول میں یہودی کی کچھ پرانی جماعتیں رہتی تھیں
لیکن صحیح طور پر ان پرانی یہودی جماعتوں کے دور کی تاریخ معلوم نہیں ہوئی۔ جیسا کہ عرب
اور غیر عرب دونوں کے وجود کی تاریخ کا حال ہے اور جب ان دونوں غطول میں یہودی کی
تاریخ کا (اسلام سے قبل کی یہودی جد کی تاریخ) عرب، غیر عربین کی تاریخ سے موازنہ کیا جائے تو
اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ خصوصاً ادوی القریٰ کے یہودیوں کی تاریخ کے متعلق تاریخ نگار
انتہائی ذکر کیا ہے کہ اس خطے میں ان کا وجود پایا جاتا ہے۔

تاریخ نگار ادوی القریٰ کے یہودیوں کی منازل میں یہودی اور غیر کے درمیان میں ایک
ذکر اسلام کی آمد کے بعد کیا ہے اور وہ اس طرح کہ حسب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح ظہیر
کے بعد مدینہ منورہ کو ادوی القریٰ سے آپ کا گزرنے والا تھا تو آپ نے یہودیوں کو دعوت اسلام
دی۔ مگر انہوں نے جنگ کی ٹھان لی تو آپ نے ان کو دعوت اسلام سے جنگ کی۔ اس کے

بعد انہوں نے مذاکرے شروع کیے اور مصالحت کر لی جا ہی تو حضور صلیہ السلام نے مصالحت کوئی اور آپ نے جس طرح اہل غیر کو ملتے غیر ملکی کے بعد دہاں ٹھہرایا تھا اسی طرح انہیں بھی ان کی زمین و اسواں اور اولاد میں ٹھہرنے کا حق دیا جس کو اسلام کے زیر سایہ اپنے ممالک اور باطن کے بارے میں مطمئن ہو کر رہنے دیے۔ جسے بنی اسرائیل نے ظہر پر دعویٰ ہو کر تسلیم کیا۔

تیسرا لوگ یہودی

یہودیہ اور سرحد پر عرب میں ایشیا کی شمال مغرب میں واقع ہے اور وہ اسلام کے پہلے کی تاریخ میں خواہ اسلام سے پہلے کی ہو یا بعد کی، گورنہ کنال میں پڑی ہوئی ہے۔ ان کی غلطی کی تدریک کا ذکر ادا کی القرنی اور حدیث کے شمال میں سمجھ سکتے ہیں دوسرے قلعہ کے یہودیوں کی تدریک کے مقابلہ میں بار بار آیا ہے۔

اس کا باعث شہرہ سرحد کا امیر اسحاق بن عاریا ہے جو مشہور قلعہ کا مالک تھا۔ اور عرب میں غلامی سے پہلے کی تاریخ میں بار بار اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی طرف فصیح اشعلاہ نے عہد کو منسوب کیا ہے۔ اس نے اس حد تک حمد و ثناء کیا کہ اپنے ملک کو سرحد القیس کہنا کی وفادار عقیدے کی ذریعہ کر دیا جس نے اس کی عہد شکنی سے انکار کیا تھا۔ جب اس کا ذکر کیا گیا تو اس کی کتب میں بیان ہو رہا ہے کہ یہ قلعہ نہیں بنا کر یہودیہ میں مشاعرہ ہو تو تیار کیا گیا تھا۔ اس کے قلعہ اسلام یہودیوں کی کوئی قابل ذکر بات محفوظ نہ رہی۔ اسلام کی آمد کے بعد اس نے عہد کے یہودیوں کی تاریخ میں نہ اور اس سے زیادہ یہی ذات بیان ہوئی ہے۔ کہ وہ ملک پسند تھا اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کوئی جنگ سر نہ کی اور نہ ہی اس کے متعلق کچھ سوچا۔ بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں غیور کے سقوط اور شہداء کی شہادت کو دیکھ کر غم و غصہ کے نغمے سن کر اسلام کی فاضل اختیار کرنے سے ہی اسلامی حکومت پر یقین لانے میں جلدی کی۔ پس انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ نے ان سے مصالحت کر لی اور مسلمانوں نے ان سے کوئی قبول کر لیا۔ اور وہ اسلامی حکومت کے زیر سایہ امن و امان سے رہنے لگے۔

سے داخل ہوا ہے۔ اس بات کو کسی اسلامی مؤرخ نے قطعیت سے بیان نہیں کیا۔ لیکن ایسا ہونا بعید از مرئیت نہیں۔

۱۔ یمن میں یہودیت کیسے حاصل ہوئی | اسلامی کتب میں ابن اسحاق اور طبری کے بیان کے مطابق، اسلام سے قبل یہودی

موجود ہو کر وہ علاقوں میں تقسیم کرنا ممکن ہے۔

۱۔ آمربیت اور غلیظہ کا زمانہ

۱۲۔ خزیدی اور حجازی کا زمانہ

آمر بیت اور غلیظہ کے زمانے کا آغاز تین کے بعد ثالث کے بعد ثرب میں یہودیت کے مطلق بگوش ہونے سے ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس عہد میں بادشاہ نے شمال اور ایران سے وہاں اس نے جنگوں میں حصہ لیا۔ اور قومات و مملکتوں کی طرف مایوس آئے ہوئے مغرب میں یہودی دین کو قبول کیا، اور طبری اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس بادشاہ نے مدینہ میں بنی قریظہ کے دو عاملوں کے ہاتھ پر یہودیت قبول کی۔ اور ایک واقعہ میں جس کی شرح طبری نے بیان ہو رہی ہے کہ یہ عہد میں بادشاہ (شیخ ثالث) قبائل معدالی (کرب) کی طرف اس کے باشندوں کو ایک ہزار ہن ہاک کرنے کے لیے آیا۔ انہیں حبیب بن قریظہ کے دو عاملوں کو اس امر کی اطلاع ملی تو انہوں نے شیخ بادشاہ کے پاس ذکر اسے نصیحت کی کہ وہ اہل مدینہ کی ہلاکت کے غم کو خیر باد کہہ دے۔ انہوں نے کہنے لگے بادشاہ ایسا نہ کر۔ اگر قریظہ کی جزیرہ ہوتا ہے تو قبیلے اور اس کے درمیان کوئی چیز طاق جائے گی۔ اور اس میں تمہ پر ہندوستان آئی ہوئے کا خوف دامن گیر ہے اس لیے کہ ہاں یہودی ہونگے ان دونوں نے جواب دیا کہ ان کی نذر میں قریش سے جو غنی اور حرم میں ظاہر ہو گا یہ اس کی ہجرت کا وہ ہے یہ اس کا گھر اور خراب گاہ ہو گا تو وہ اس راستے سے رگ گئی اور اس نے غم کو کیا کوئی وہ لوگوں کے پاس علیہ ہے اور اس نے جو زمین ان سے نہیں چاہیوں نے اسے حیرت میں ڈال دیا ہیں وہ ان دونوں کے درمیان کا شیخ ہو گیا اور مدینہ سے واپس چلا گیا۔

اور حبیب المدینہ کو اس امر کی اطلاع ملی کہ ان کے بادشاہ نے یہودی دین میں شمولیت اختیار

کرد ہے غزائوں نے اس پر نوبت لڑی طرح محسوس کیا، یہی وجہ ہے کہ جب وہ یمن میں داخل ہوئے لگے تو حمیرہ کی تھاں لٹکے اندر یمن کے درمیان حائل ہو گئے۔ اور کہنے لگے تم یمن میں جانے ہاں نہ آؤ گے جتنے دن کو چھوڑ دینا ہے تو اس نے انہیں بتا کر اس کا نیا دیوان کے بہت درمیان دین سے بہتر ہے۔ حمیرہ کی بادشاہ اور اس کی قوم کے میٹر دیوانہ فتنہ اور عداوت کے بعد یمن کی تعمیل میں سپہ اس نے جانتی نظر سنا لیا۔ درود و دیوہی عالم بھی جتنی اہم شریک سے اپنے ساتھ بھی لے کر لے گیا اس پر مٹ دینا وہی اس کی مدد کرتے تھے۔ انہوں نے تمام قوم یمن میں داخل ہوئی اور اس دن سے یہ یمن کا سرکاری دین بن گیا۔ یہ یمنیہ تبتہ کے یمن کا دارالخبرہ بننے کا سبب مدد غازی ہے۔

درمیان میں یہودیت کی گزری اور اس کے ہر کلاہی کی جلا وطنی نے بعد کا آغاز ملک بنو نضیر، انجیل میں نامی، اور سرسبز آفریقہ بادشاہ کے انجام سے ہوتا ہے اور یہ وہ بادشاہ ہے جو حملے کے محاب الامور میں غنہ والوں کو بھی کیا تھا۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں مذکور ہے۔

نہ یمن نے بیان کیا ہے کہ یہ خاص روز و فرس کا طعنہ مل کر یمن میں یہودیوں کے لیے رکھ رکھا۔ پھر یمنیہ اپنی قوم میں سے کران کو صرف گیا۔ اس میں یمنی بن مرید کے یمن کو قرب کرنے اور یہودیت کو قبول کرنے کی اہمیت تھی اور انہیں افسانہ۔ وہ کہتے ہیں یہودیت اختیار کر لیں۔ یہ یمنی تو قتل کو ناپسند کرتے تھے۔ پس یہودیوں نے یمنی بن مرید کے یمن کو قبول کرنے کے بجائے قتل کو ناپسند کیا۔ جس سے اس کا غنہ بھول گیا اور اس نے غنہ میں ملک دے کر قائم کیا۔ پھر اس ملک سے یہودیوں نے غنہ کو لے کر لے لیا۔ اور اس نے ان میں سے تھوڑے تھوڑے افراد کو قتل کر دیا۔

یہ وہ افراد تھے جن سے گھناؤنے رسم کا کتاب کیا، کہ کی طرح قرآن کریم نے رشادیت میں بیان کیا ہے کہ یمنی اصحاب الکفر و التارکات اور ذہاب علیہما وھوہ علی ما یفعلون یا یفعلون غیور و انفسہم اور یمنیہ ان کے غنہ خلیفہ

احباش کے ہاتھوں تباہی کی حکومت کا خاتمہ

نبیہ ہیش کے ہوشہ کو اس راجہ کی امداد می ہو میری دل کے بادشاہ ذوالفاس یہودی کے ہاتھوں اس کے لھوانی لھانوں کو پیش و با تو اس نے تہہ مردم کے یہاں ایک ٹیلم کہ تیار کیا جس میں ستر ہزار حبشی جاندار شامس لٹھے امداس نے فوج کے ساتھ کو حکم دیا کہ وہ ذوالفاس سے جنگ کرنے کے یہ سمندر مہرہ کر کے یمن جائیں۔ پس اس نے حکم کی اطاعت کی اور حبیب و دوقل فوجوں کی مدد میری ہوئی تو وہ فاس کو شکست ہوئی فاس کا ٹھوڑا حصہ سمند میں لے کر گھس گیا یہاں تک کہ پانی نے اسے ڈبو کر مار دیا اور احباش کو فتح حاصل ہوئی۔ پس حبشی مللا یمن پر قابض ہو گیا امداسلام سے قبل یمن میں یہ یہودیت کے خاتمے کا آغاز ہوئی ہے۔ احباش نے انہیں سخت سزا میں دیں اور ان کی قوت ختم ہو گئی۔ امریک سے یہودیت کا سایہ سگرٹنے لگا۔ اور ان کی اکثریت وہاں سے ہجرت کر گئی۔ امریک میں صرف وہی مکرہ طور پر یمن لوگ باقی رہ گئے جو قتل ہونے سے بچ گئے تھے۔ اسلام سے قبل احباش کے تصرف کے بعد یمن کے یہود لوگ پر شدید مذہب اور غلام کی سزا انازل ہوئی۔ پھر بھی یہودی پوئی یمن میں مسلمان تک پہنچا کہ غلام مسلمان تک یمن کی یہود احباش سمند ہوا دین میں یہودی لوگ یہودی مسلمان کے وسط تک باقی رہے۔ اور ان واقعات کے بعد یمن کے بیچ میں یہود لوگ نے فلسطین کو غصب کر لیا۔ وہ اسرائیل کی طرف ہجرت کر گئے۔

اس امر کی طرف اشارہ کرنا چھو مزدی معلوم ہوتا ہے کہ یمنی یہودی اسرائیلی قوم سے تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ عرب ہیں کیونکہ ہر شخص یہودیت کو یمن میں لایا وہ عربی میری بادشاہ تھا جس نے اپنی میری قوم کو اس دین کی دعوت دی۔ جسے اس نے عرب میں دہ یہودی عاملوں کے ذریعہ قبول کیا تھا اور ان سب نے اس کی پیروی میں یہودیت کو قبول کر لیا تھا۔ تاریخ سے یہ ثابت نہیں ملتا کہ اسرائیلی جنگ بہت بڑی فتلہ میں مرنے آئے تھے۔ عرب کا یہی صرف یہی بیان کرتی ہے کہ ملک تیغ میں نے عرب میں یہودیت قبول کی تھی اس کے ساتھ ان وہ اسرائیلی عاملوں کے ہوا جس کے واسطے عرب میں اس لیے یہودیت قبول کی تھی کہ

کون سا یہودی اس کے ساتھ نہیں آیا، اس لحاظ سے یہودی علی الاطلاق اسرائیلی یہودی نہ ہو سکتے ہیں کہ بطرب کا منہ ہے بلکہ وہ حمیری عرب ہیں جنہوں نے یہودیت اختیار کر لی تھی اور وہ بطرب اور حمیرہ کے شمالی علاقوں کے یہودیوں کے فتنہ انگیز قوم ہیں۔

اور یہ حقیقی مستعبد نہیں کہ جب بعض تباہی کے باغیوں جنہوں نے یہودیت کو قبول کر لیا تھا ان میں یہودیت کو سرکارت حاصل ہوئی اور وہ ملک کا سرکاری دین بن گئی ہو تو اسرائیلی یہودی بھی شام سے بھی آئے تھے یوں اگر کسی صورت سے اس امر کی طرف اشارہ نہ کیا جائے کہ مگر ڈاکٹر ترووی اپنی کتاب "تاریخ العرب قبل ان اسلام" کی جلد ۱ کے صفحہ ۳ پر لکھتا ہے۔

"یہ سب نزول کے ہیں یہودیت کے زوال کے زمانے کا تعلق اس زمانے سے ہے جب عبد قہریم کی تہذیبی، الحریک انداز میں قافلوں کے ذریعہ اس کا تعلق ملک شام سے ہوا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ علیہ السلام کے واقعہ میں ان تعلق کے طرقت جزیرہ عرب کے باغیوں کے علاقے سے یوں مستحضر ہوا کہ وہی علاقوں کی ہجرت کی طرف اشارہ پایا جائے کہ جس میں سے ایک عامل تجارت بھی ہے وہ بہر کی طرقت ہجرت کرنے کا منصب فتنہ زدہ لوگوں کا خاصہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل نے یہودیوں کا قبضہ کر لیا تھا۔"

اور ان امور میں کئی غلطیاں کوئی استغناء نہیں کہ جتنی حد تک یہی کے اوائلی میں بیخ خاص زور لاس کے نقل اور اجاڑنے کے ہیں بہر قافیہ جو جس کے بعد یہودیت نے جن میں اپنا کوئی نشان قائم نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ پھر اسلام کے وقت سے یوں یہودیوں کی حالت ڈگر کے تباہی نہ تھی اور یہی حال خاص کہ یہودیوں بطرب کا اور عموماً یہودیوں نشان کا تھا۔ نہ سرکے نے یہودیوں کے کے متعلق ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب ان کے ایزل حکمران نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے اسلام کی ہدیہ حکومت کو قبول کرتے ہوئے اعلیٰ کا اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو بڑھ دیا۔

جزیرہ عرب میں اسلام سے قبل یہودی اور عیسائی یہ فتنہ انگیز تھے۔

یہودیوں کے ملک۔ یہی وہ سرکاری اور شاہی مقامات ہیں جنہوں اسلام سے قبل

یہودیوں کی سرکارت تھی۔ جس نے ان کی تہذیبی حادہ کو دیکھا ہے ان سے جس سے علم میں یہ بات

نہیں آئی کہ تہذیب و عربی زبان مقامات کے سماجی کاہن نے ذکر کیا ہے۔ یہود کے اور بھی مرکزی مقامات تھے۔

بعض مشرکین کا خیال ہے کہ اسلام سے قبل ان کے میں یہودی کی موجود تھی۔ ان مشرکین
سے بعض بھی علماء ہیں۔ اس خیال کی کسی تاریخ ماخذ سے تائید نہیں ہوتی، خصوصاً اس خاص
تاریخ سے جسے انہوں نے اسلام سے پہلے اور بعد کی تاریخ عربی کی تحقیق کرنے ہوئے لکھا
ہے۔ اگر اسلام سے پہلے ان کے عقیدہ کے وقت یہودیوں کا عقیدہ کوئی وجود ہوتا تو مسلمان
مذہبین ان کی کتابیں جو عربی یہودی وجود کی تاریخ کے متعلق اچھے ترین ماخذ تصور کی
جاتی ہیں وہ اس سے بے غیر نہ رہتے خصوصاً اس لیے کہ غیر اسلامی عناصر میں سے یہودی اسلام
کے سب سے شدید دشمن ہیں، پس اگر یہ اسلام سے پہلے مکہ میں موجود ہوتے تو مکہ میں یہودی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے، ان کا مذاق اڑاتے اور ان کو تار و عموماً اس لیے کہ یہ اسلام کے وقت
قریش کو مطلقاً ناامنیات حاصل تھے۔ اعدائے ان کا سارا مذہب اسلام کے عقیدہ کے وقت حد درجہ
سمت ہوتا تھا۔

عرب میں یہودیّت کے اثرات

جزیرہ عرب میں یہودی اور خبروں کی تابانی کے
نقص کر کے ملے ہوئے اساتذہ معلوم ہو جائے

لالہ امجد علی شاہ کے چوتھے بیٹے نے عرب دنیا میں دیر سے مشہور مدینہ کے قیادہ عروہ گندھارہ کا پھر بھی بہت دیر سے اعراب پر بھی گئے اور یہاں پہلی طرفی مدینہ تک پہنچے۔ یہودی دین کا کوئی نام نہ نہیں پڑا اور عروہ کا شرب، غیر اہل دین شمالی علاقوں پر جو تھوڑا اسلام تک پہنچا دیوں کے تعلیم کو عروہ اور مرکز ثقل تھے۔ اور نہ ہی جاری میں یہ لوگوں کے غیر اشراف اور شمال کے کسی قبیلے یا کسی عرب قبیلے نے یہودیست کو اپنا دین بنایا یا پھر کوئی دوسرا وقت ہوا اور تا اسلامی

میں نے ان کے بارے میں تحقیق کی لی جیسے سے میں اس کی جانچ کر انہوں نے وہاں سے چلے گئے۔ ان کے بارے میں
 یہ کہتا ہے کہ ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ
 ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ
 جب تک کہ میں ان کے بارے میں تحقیق کر رہا ہوں تو ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ ان کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے کہ

اور عین نبیوں نے قبل از اسلام بعد از اسلام ہرگز یہ عرب کے وفات کی تاریخ کا اہتمام کیا۔
 ہے وہ طرز اس حرکت اشارہ کرتے ہیں اسکا کہ جنوں سے ان علاقوں کے تمام قوام نے یہودی مذہب کو
 گویا کیا ہے۔ لہذا یہودی مذہب کو کہتے ہیں ان علاقوں کے عرب مومنا بت پرستی پر قائم
 ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو لایا اللہ حسب اس میں داخل ہو گئے۔ اس کا مطلب
 یہ نہیں کہ عرب میں سے کسی ایک شخص نے بھی حق والوں کو یہودی دین کو اختیار نہیں کیا، اور عین
 سلطان عرب کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اس دین کو قبول کیا تھا۔ لہذا یہ بت ضرور سے ہیں۔
 و عرب دیگر مذہب والی علاقوں کی جہاں یہودی مذہب پذیر تھے وہاں سے گھر بھی عرب میں سے ان
 کی تعداد کوئی سے دو آدمیوں سے زیادہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قریب از اسلام
 کے اہم واقعات میں ہی کی طرف تیسرے کے واقعہ کا نام یہودی مذہب کے ناموں کے درمیان
 نمایاں نہیں ہے۔ اس کے بعد ابن اشراف طائی کا نام ذکر کیا ہے جو میں نے اس کا یہ اس کا مطلب
 یہ نہیں ہے کہ اس کے طرف قبیلہ علی نے یہودی مذہب اختیار کر لی تھی۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ
 اس کا ان یہودی یہی تھے جس کے باپ نے بنی امیہ سے بنی زوہیر میں لے لیا تھا تو وہ
 قریش کے قبیلہ میں یہودی ہو گیا تھا۔

دین علاقوں کے عرب میں یہودی مذہب کے ان کے کفر و کفر اور عدم اثبات کی ایک یہ
 دلیل بھی ہے کہ بنی عرب اسے یہودی مذہب کو قبول کیا۔ ان کو یہودی اور یہودی مذہب کا نام دینے
 کا کوئی اثر نہ ہوا۔ لہذا اسلام سے پہلے۔ جب یہودیوں کے مذہب سے ہجرت کی اور
 اس کے بعد وہ اور خرواج سے انہیں سخت جنگ کا نشانہ بنایا۔ اور ان کے اسلام کے بعد جب اسلام
 اور یہودی کے درمیان خیر مسیح اور مسیح جنگ ہوئی۔

لہذا یہ مسئلہ کا اس کے متعلق یہی نتیجہ ہے کہ یہاں کیا ہے کہ انہوں نے حالات سے غور کرنا
 کی یہ وجہ کو اختیار کیا تھا۔ ان کے لئے اپنے حکم کا بدلہ کے لئے یہاں کیا ہے کہ ان کی ایک
 بنی عرب کے متعدد آدمیوں کو قتل کر دیا تھا چوروں، چالاکوں اور ان کے ہر اسلام سے پہلے یہودیوں کو قتل کیا تھا
 لہذا ان کے حسب حکم یہودی مذہب کے خلاف ہوئے۔ مگر یہ نہیں دیکھ سکتے کہ انہوں نے انہیں یہودیوں کے خلاف کیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دین کے اندر بھی یہودی کی اناہیت اور اسے جس نے بہت پرست
 عربوں کے درمیان ان کے دین کی شاعت کی رغبت کو کمزور کر دیا ہے بلکہ مکمل ختم کر دیا ہے
 اس کی دلیل یہ ہے کہ جن سورہیں نے جزیرہ عرب کی تاریخ لکھی ہے ان میں کسی نے بھی کسی ایسا
 پروردگار کا ذکر نہیں کیا جو یہود کے کاہنوں اور علماء نے طوبیٰ محمدیوں میں بہت
 عربوں کے درمیان یہودی دین کی نشر و شاعت کے لیے کی ہو۔ جیسا کہ قبل از اسلام یہودی
 علماء کرتے تھے۔ وہ یہاں تک کی تاریخ کی اشاعت کے پتلا عرب کے پاس جاتے تھے
 جیسا کہ بکرانہ کے علاقہ میں ہوا جو اسلام سے قبل جزیرہ عرب میں یہاں تک کاہن اور علماء تھے۔

اور دوسروں کے درمیان یہودیت کی اشاعت کے لیے جوئی و زوروش نہ دکھانے
 کی عادت ہمیشہ ہی تمام یہودی باطنیوں کے لازم عمل ہی ہے حتیٰ کہ اس وقت تک بھی
 یہی کیفیت ہے جسے اچھی طرح مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور یہ بات جامعہ خیال کی توحید ہے
 کہ یہودیت کا ان عربوں پر کھنڈ نہیں ہوا۔ جن کے علاقوں میں طوبیٰ صدیوں تک وغیرہ یہودی
 بہتے تھے۔ اور خصوصاً شرب، خیبر اور شمل کے علاقہ میں،

لیکن میں یہودیت کے اثرات | اگر کسی طرف قیصر باقرم نے یہودیت قبول کر لی ہو
 اسیا کہ عمیروں نے یہی میں کیا تھا تو اس کا مطلب یہ
 نہیں کہ یہودیوں کے علماء یہودیت کی شاعت کے لیے ہر دھنگ سے کوشش کر رہے ہیں
 مگر یہاں دکھاتے تھے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یوں کے قیصر باقرم نے (مٹا) (مٹا) (مٹا)
 جو بہت پرست تھے نہ خیر کسی طور و فکر کے یہودیت کی اس بات کو قبول کر لیا جوئی قرآن کے
 دو عالم نے نصیحت کے رنگ میں اس کے ساتھ چلنے کی تھی کہ وہ مدینہ کو گزرنے پہنچائیں
 کہ وہ اسلام کے نبی کا ہیرہ کو اتر ہو گا۔ ان دونوں حضرات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار کیا
 جاتا تھا۔ اس نے ان دونوں کی باتوں کو اچھا بھی اور یہودیت قبول کر لی پھر وہ خود ہی کاہنوں
 میں گیا اور اس نے ان کی طرف جاکر یہودیوں کو یہودیت کی طرف دعوت دی اور انہوں نے اسے
 قبول کر دیا۔

پھر سورہ غنی کے سن واقعہ کے اسلوب کا سب سے سلیقہ نویس کتابت کہ یہ دونوں عالم حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے جمع ہونے پر قائم تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے دوسرے یہودیوں کی
طرح اس امر کو غلطی نہیں دیکھی کہ ایک عربی نبی حکم میں ظاہر ہو گا وہ مدینہ کی طرف ہجرت کرے گا۔
یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن میں لکھا کہ اگر اسکا نے حدیث کو تباہ کر دیا تو ایک قرآن سے اللہ
تعالیٰ سزا دے گا۔ یہی صحیح یہودیہ کی مخالفت کا واقعہ ایک انفرادی واقعہ ہے جس کی یہودیت
کی مخالفت کی تائید کے لیے کوئی مثال نہیں پائی جاتی اور اس کی ایک دہلیز یہ ہے کہ جیسا کہ ابن
اسحاق بیان کرتا ہے کہ یہودیوں کا عالم شک و شبہ کے ساتھ رہنے لگے اور انہوں نے دلوں
جستہ پرستوں کو دیکھا اور انہیں یہی فریاد کی طرف و طرف دیکھ کر انہوں نے غور و فکر کے ساتھ
ان کی تائید کی اور انہوں نے بہت پرستی جھڑپوں کا یہ ایک طریقہ وستان ہے مٹ

جزیرہ کے یہودی دوسرے یہودیوں کی نظر میں اور دوسرے یہودی جزیرہ
کے یہودیوں کو مارا مکی

کے لئے سے دیکھتے تھے۔ بلکہ وہ نہیں ایک معروف اور گمراہ جماعت خیال کرتے تھے۔ تاہم
العرب قبل اسلام جلسہ مشہور فلسفہ کی کتاب تہذیب کے یہودیوں اور العرب مشہور
حوالہ سے منقول ہے کہ۔

جزیرہ عرب کے یہودی دوسرے یہودیوں سے الگ تھلک تھے۔

اور دوسرے یہودی نہیں ملے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ
انہیں یہودی ہی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ انہوں نے موسیٰ قرآن کی مخالفت
نہیں کی۔ اور یہی محمود کے واسطے کی مخالفت کی ہے۔ یہود یہ کہ جزیرہ
عرب کے یہودیوں کے تعلق کوئی واقعہ عبرانی سر لکھنے کے واقعات میں
بیان نہیں ہوا۔



عرب اور یہودی ثقافت

آریہ نے سلتھ اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ جن پہ

کے جن ملائوں پر تیروں پہ سلتھ تھا۔ ان میں عرب

یہودی ثقافت سے کچھ بھی متاثر ہو گئے ہوں۔ مگر انہیں سمجھنا تک پہنچنا غیر ام

شہن کے علاقوں میں پورا مستحکم حاصل رہا ہے۔ مگر جو کچھ بولہ بنے منہ کے پرشس ہوا ہے۔

انہی کے یہودی عربی ثقافت سے متاثر ہوئے اور انہوں نے زمانہ گزشتہ کے ساتھ ساتھ اپنے

ان بہت سے انفرادی عناصر کو ترک کر دیا ہے۔ جن میں وہ مکتا تھے۔ اہم ترین

اہم ہر مقام پر ان کی شدید تاقلات کو ختم کر دیا ہے۔ جس پر اس کے کہ وہ عرب ثقافت

کو کچھ نہیں تھے۔ عرب ثقافت سے انہیں کچھ کر دیا۔ خصوصیت نامت و شعر اور اس کے

میدانوں میں اس کی۔۔۔ بطور وقت کی جگہ ان کے انہوں تک یہودی۔ انہی عربی اور عربی

طبیعت کی حفاظت نہیں کر سکے۔ جیسا کہ۔ اب تک وہ جس چیز تک میں رہنے میں اپنی طبیعت

پر رہے۔

جزیرہ عرب کی یہودی قبائلی و بطور دور مزار کے انہوں نے انہوں نے عرب اور

شام میں کچھ عربی اور جزیرہ عرب کی ایک ہی یہودی قوم یا ایسا نہیں تھا۔ انہوں نے انہوں نے

دیکھا جو۔ سوئے ایک نام کے اور دور نام۔ انہوں نے انہوں نے عرب اور عرب اور

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے انہوں نے

تسلسل رکھتا تھا۔

تسلسل غریزہ پر بہت چلتا ہے کہ اسرائیلیں یہودی، اعراب ثقافت سے متاثر ہوئے ہیں اور یہ ثقافت تمام میدانیوں میں یہودی ثقافت پر غالب آئی ہے۔ یعنی کہ اس نے زبان پر بھی غالب آگئی ہے جس کے ذریعہ ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں نہ عربوں کے ساتھ اور عبرانی زبان، شادی زبان بن گئی ہے۔ لیکن وہ ایک تنگ جتنے میں محصور ہو گئی ہے جو صرف ان کے بین الاقوامی ہے۔ ان کے کاموں اور ماحول کے یہودی اور سرائیکی اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کے اور ان کے جو ہم صرف عربی جانتے ہیں، تاہم ان کی کتابوں میں یہ ذکر نہیں پایا جاتا کہ وہ آج بھی عبرانی زبان میں بات کر سکتے تھے۔ اگر وہ ایسا کر سکتے تو کھڑے ہیں اس کا ضرور ذکر کرتے۔

اسب عربی ثقافت نے عربی مہاجرین میں ان یہودیوں کی ثقافت یہودیوں کے شعرا کو بچھا دیا۔ اور اس پر غالب آگئی۔ تو وہ اپنی ثقافت ہستی کو بھول گئے

اور ان کی زبان کے یہودی اور ثقافت کے علماء سے غافل ہے۔ وہ یہودی ثقافت کو اچھی طرح قائم نہیں رکھ سکے۔ جس فکر و شعریں میں ان کی طبیعت، عربی طبیعت سے متاثر نہیں ہوئی عربی و خزن کی ثقافت کے عظیم سمندر نے ان کو نگل لیا ہے۔ ان یہودیوں میں چھ اچھے شعراء ہوتے ہیں جو اپنی طبیعت اور فصاحت شعری میں عرب کے اصلی اور عظیم شعراء سے تشبہ نہیں ہیں۔

یہودیوں کے شعراء میں سے سب سے ممتاز انصاری بن عاریہ ہے۔

انسموأل بن عاریہ | جس کا شمار یہودی شعراء میں ہے اور وہ تیار کے یہودیوں میں سے تھا جو شام علاقے میں واقع ہے اور وہ اعراب قلعے کا ملک تھا اور غدار کی زبان یہودی ہے اور اس کا شمار میں سے نہیں ہوتا ہے۔ بہت شہور ہے جس کے بہت سے اشعار خزانہ اشعار کے طور پر بیان ہوتے ہیں۔

”بجب انسان نخل سے اپنی عزت کو ادا کرے کہے تو وہ جو چادر بھی اڑھے اسے غریب سمجھتی ہے۔ اگر وہ جان پر عظیم برداشت نہ کرے تو حین شاد تک جانے کوئی سبیل نہیں ہے۔ تو میں معذرت ہے کہ ہم تعداد میں نہیں آتے کہ ان کے کہنا کہ ہم غریب سمجھتے ہیں

اور یہی ہماری قلت نے نقصان نہیں دیا۔ اور ہمارے پڑوسی غالب ہیں۔ اور انکو لوگوں کے پڑوسی ذلیل سمجھتے ہیں۔

انسوأل کے فصیح اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

ہم نے اپنے سلامت کر کے والی اپنے سلامت نہ کر دیں نے سلامت کر
عورت کے کتنے ہی احکام کو نہیں مانا لیکن چھوڑ دیے۔ اگر میں مگر ابو کین
ہوں تو تو راہ راست اختیار کرو اور اپنے کہاں میں میری طرح گمراہ نہ ہو۔ اسے
ملاست مگر تو نے بہت ملاست کرنی ہے۔ اور اگر میں اس کا جواب دیکر تانوں
اس کو تک پہنچ جاتا۔ اور اگر کوئی جو ان ملاست لڑکی سلامت سے روکتا ہے تو اس
کو پڑتا۔ اور زبردستیوں والے مجھے دعوت وصل دی تو میں نے فرار کر دیا یہ
اسموأل کے اور بھی فصیح اشعار موجود ہیں۔ حرکان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

انسوأل کا چھٹی سیچہ | انسوأل کا چھٹی سیچہ میں اچھا نشانہ عرق تھا جس کا نام سید بن مرثد بن
عادیہ سہاس کے بہترین اشعار میں سے ہے اشعار میں ہیں۔

ہم نے سید کی کے گھر جو نعم شید کی دینے پر پہنچے تھے چیل مہلک اور اندیم بھر پر
گھر ملا ہے۔ ہم نے آواز دی تو گھر نے ہمارے ساتھ بات نہ کی۔ اور جب اس سے
سوال کیا گیا تو اس کا بھی کوئی جواب نہ تھا۔ میں نے خیال کیا کہ یہاں ہونے کی وجہ سے وہاں ہوا
ہے۔ تیری گھڑی سب سے کیا ہوتا ہے۔ ایک سبیل گلے میں ٹھہری ہوئی ہے اور بشریہ
کی راگہ اور کوئل کی وجہ سے خاموش ہے۔

اسی سید بن مرثد بن سید کی کے شاندار اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

جب عشق کے اسباب اٹھ پڑتے ہیں۔ اور سننے والا ہونے والے کو خاموش کر
دیتا ہے اور لوگوں کی عقلیں عاجز ہو جاتی ہیں تو ہم عاقلانہ فیصلہ کرتے ہیں۔ ہم حق کو باطل
جانتے ہیں تو جو چھوڑ کر باطل پر اصرار نہیں کرتے۔ ہم اس بات سے غور فرماتے ہیں کہ ہماری

عقلوں کو لگا کر رد یا جائے وہ جہاں دشمنوں سے مراد نہ ائے کو بھی سزا م کو رہی۔

پھر کہتا ہے :-

«جب میرا مال نہ ہو گیا، نہ صاحب نہ، مجھے براؤ کر دیا تو میں نے دیکھا کہ میرا سودا
کچھ بچا ہوا ہے۔ اور جب میں مال نہ ہو گیا اور میرا حال کچھ واپس نہ کیا تو میرا وہ پتہ ہے وہ
مجھ سے بات چیت کرنے لگے :-

ایک دن القرمی | میرا بے بہترین بیوی کی شاعری میں سے ادنیٰ بنی تھا جو
اپنی قید سے تسلی رکھتا تھا۔ اس کے اشعار میں سے یہ شاعر بھی ہیں۔

میر سے دن تیرہ گھنٹہ تک باور کیا کہ اس بیوی کا اصل بہت مشکل ہے
وہ متقی باغی ہے جو کہ بھاد کا ہاں میرا رہ کر ہے۔ اور اس کے ارد گرد خشک زمین ہو۔

اس سے یہ بات زیادہ لذت دہر ہے کہ وہ میں نے کہہ کر تھوڑا چلو تو غلہ میںے دلا ہے
مندر پر فوج اشعار اس نے اس وقت کہے جب اس کی بیوی نے اسے سزا دے کے
بعد اسے سعادت اسلام دی تو اس نے کہا :-

«میں جب اس سے ملتا تو اس نے مجھے، عربیہ اسلام کی کتاب نے مجھے پہلے دیکھ کر تو یہودی
ہو جا، یہ پہلی کتاب ہے اور اس کے میں پرتو تھا ہیں۔ اندر میری زندگی کی تمام علمات علیہ علم
کا دین بھی کیا ہی چھا ہے۔ ہم دونوں کو معلوم ہے کہ رسالت اس کا دین ہے۔ اور جو ہدایت
کے دروازوں تک پہنچائے وہ ہدایت پا جائے گا۔

یہ قادیان کی شاعر میں سے ایک ہوا تھا ہے وہ کہتا ہے :-

ایک روز تار پوری | یہ تو اس گھر کو بٹا ہے میرے کہتے ہیں کہ جسے مستوی اور شہ کی
طرف ہے کہ ہیں۔ وہ گھر ایک خوش عیبت ہر خوش صورت عورت کا ہے۔ اس کے دانستے ایسے
ہیں کہ جب وہ سنتی ہے تو یہ اسلام جو کتاب ہے کہ ہے کہ ہے اس کے سر زبان اور
حرفیں اور نیکو کہ لگا لگا ہوا ہے۔ یہ اس کے گھر میں سے ہے تیار جو گھر میں اسے

وصحبات بھول۔ ہمدرد وہاں سے جانے والی تھیں۔ سب سے امیر کی آنکھ بے غلاب ہے۔ وہ
آتش کی سے لڑیں چلتی ہیں جیسے کزبلا در میریت زندہ آدمی بلند کیا پر ہلکا ہے۔

سارہ قرظیہ | بہترین بیوہ کی شہادت میں سے سارہ قرظیہ بھی ہے۔ اس کے بہت سے
فصیح اشعار ہیں جب ابو جہلہ غسانی بلو شاہ نے بن پر حملہ کیا جس کا ذکر پہلے
بیان ہو چکا ہے قزاقی نے اپنی اہم جزو قرظیہ کا سر لیا۔

میر کی جان ان لوگوں پر لڑا اور جہنم کی حریم میں کسی چیز نے کام لیا دیا ہے جو ان کی شہادت
ہیں۔ غزوات میں ان کی تلواروں سے جزو قرظیہ کے جواڑوں کو تباہ کر دیا۔ ہم مصیبت میں پڑ گئے
اور وہ نصیبت بہت بڑی تھی۔ وہاں کے کھانڈروں کو غاص پاؤں میں گھروا لگتا تھا۔ اور گروہ ہانے
معاذ سے کوڑھاتے قرآن کی حفاظت میں جوار لڑ کر تلوار کر رہے تھے۔

یہودیوں میں ان بھی اپنے مشاعرے ہوئے ہیں جن کا تذکرہ انجمنی سے لطیفات اشعار میں کیا
ہے۔ ابو جہان اور دوست کے متعلق ہمدردی کی ان میں سے بیادری کے متعلق اشعار کہتا ہے۔
سید بن ابی العقیق۔ کہ بدین اشعار و سر کے کہ عمر ان ابو نفیس بن رفاعہ۔ ابو طلحہ بن اوس
بن زید بن عمار کے اشعار کے نمونے ہم نے ہم گنہائش کی وجہ سے بیان نہیں کیے۔ کیونکہ ہم
مقدمہ صرف دیتا ہے کہ یہودی عربی لغت سے اس حد تک متاثر ہوئے ہیں کہ وہ اپنی ثقافت کو
بھول گئے ہیں۔

کجا

اسی دین سے پیرو پر کا کلمہ گھٹ گیا اور انہوں نے اس کی عداوت کی تھان بنی۔ مگر کچھ وہ اس کی
اشاعت میں پہنچے تو سچی عزائم کی محنت اور پہنچے اس سبب ہی اور حال مسئلہ کے سامنے کو سکڑتا ہوا
دیجھتے تھے۔ غریب کے علاقے کو تے سر سے سے پہنچے تیروں تے سمیٹ رہا تھا۔ یہی وجہ ہے
کہ وہ اقل سادہت سے ہی اسی دین کا مقابلہ کرنے لگے اور اس کے عامل محمد علی احمد علیہ السلام کی
وہموت کی حد وقت کے باوجود میں شکوک پھیلنے لگے۔ حال ان کے پیرووں کے پہلے اور خصوصاً
ان کے علما اور عظیم دانشوروں کے یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور چاہتے نہیں تھا۔
یہ پیروی اپنی قزاق کی روح سے جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مقررہ سب عملوں سے سکڑی جانب
ایک نبی کو مبعوث کرے گا۔ اور ظہور اسلام سے قبل مہاجرین و مہاجرین میں پہنچے ہوں کو اس نبی مسخر
کی مدد کی پیشین گوئی کی تھیں کیا کرنے سے ہوا ان کے ان قزاقوں کی بھی مدد تھی۔ بلکہ یہ پیروی
حضرت نبی علیہ السلام کے ظہور سے قبل مدینہ کے باشندوں کو اطلاع دینے کے لئے نکلتے تھے۔
مخصوصاً جب وہ نہیں اذیت دیتے۔ مقررہ ایک نبی مبعوث ہوگا۔ اور وہ اسی کے ساتھ
ہوگا کہ ان سے انتقام لیں گے اور وہ پہنچے ہوں پر ایمان لا کر اور اس کی اتباع کریں گے
لیکن جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ یہ پیروی آپ پر ایمان لانے کی
کہا۔ حال ان کے پیروں کا یہ تھا کہ یہ نبی نبی ہے جس کی وہ اشارت دیا کرتے تھے۔
آپ کے دشمنان و سرکش اور جس سے ان کی حکومت کے ختم و تران مکہ پہنچے ہیں یہ بد بخت ہیں
گئے۔ اور دوسرے ان مدینہ تھان سے بار بار اس نبی کے ظہور کی بشارت سناتے تھے
وہ عداوت مند بن گئے۔

ایسا اتفاق ہوا کہ نہایت کچھ عام بنی عربین متاثرہ صحابی قوم کے آدمیوں کے
حوار سے بتایا دے کہ تھے کہ ہم پیرو ہوں کے آدمیوں سے جو باتیں سناتے تھے ان کی وجہ
سے ہم ان کی رحمت سے ایمان لائے اور اس سے ہمیں ہدایت دی۔ حال ان کے ہم مشرک
ہے۔ تھے وہ ان کے کلمہ کا سوا کچھ نہ تھا اور وہ بھی یہی ہے۔ وہ ان کے دیکھیں ہوتی تھیں
تھیں۔ بلکہ جب ہم انہیں لکھتے ہیں یہ تو وہ ہیں کہ نبی کے جہرٹ ہونے کا نزدیک ایک آپ ہم اس کے
ساتھ ہو کر تین ماہ و ہر دم کی طرح حق کر گئے۔ اور بات ہم ان سے سناتے تھے۔ یہی جب اللہ تعالیٰ

نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی خیریت و سعادت دیکر لوگوں کے لئے جہان کر دیا۔ اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ اس دنیا سے ہیں لیکن پالستے تھے یہی ہم آپ پر جلد ایمان لائے اور انہوں نے آپ کا انکار نہ کیا ان میں سے کچھ بدستے اور جاہل سے بائیسے ہیں۔ سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

وَمَا يَكْفُرُ أَكْثَرُ النَّاسِ بِهِمْ كَتَابَ هُنَّ آيَاتُ اللَّهِ مُحَدِّثَاتٌ لِّقُلُوبِهِمْ يَسْمَعُونَ خُفَّتِ السَّيِّئَاتُ
كُفْرًا وَانْخَفَتْ بِأَرْحَامِهِمْ مَا عَصَوْا أَكْثَرُ وَأَبْهَ ظُلْفَةً إِنَّهُ عَالِمُ الْغُيُوبِ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق پیروکاروں کی باتیں ابن کثیر نے اپنی

سنہ سے حضرت مسلمانوں کی (یہ) احادیث درج کیا ہے (میں نے بیان کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک یسوعی جہاں پہنچے تھے۔ ایک دن وہ اپنے گھر سے جہاں سے بائیں یا دہنی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اسلئے بیان کرتے ہیں کہ میں ان دونوں ان میں سے کوئی نہ تھا۔ کچھ ہر ایک چارہ تھی۔ اور یہ اپنے گھر کے صحن میں کھڑے کر لیا ہوا تھا ایک اس کے قریب سے آگیا، حساب امیران اور حضرت دھڑکاؤ کر گیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سب باتیں مشرکوں اور کفار کے لئے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ نبوت کے بعد کوئی بعثت ہو نہ پائے گی۔ انہوں نے اسے کہا تیرا بڑا چچا ہے خیراں اور سب کچھ جو نے دلا ہے اور لوگ نبوت کے بعد ایسے گھر سے اٹھ گئے عاریت کے۔ جس میں نبوت اور دوزخ ہو گا۔ اور میں میں نہیں ان کے اعمال کی جزا دیا جائے گی۔ اس نے کہا: ہاں اور میں پرسہ رکھتی جا سکتی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اس گھر میں اس کے حصے میں آگ کا سب سے بڑا مشورہ آئے جسے وہ کم کر لے۔ پھر میں میں داخل ہو گئے۔ اور اس شخص سے کہا کہ یہاں کوئی نہ کرے کہ وہ اس آگ سے کھات پاجائیں گے۔ انہوں نے اسے کہا تیرا بڑا چچا کی ملامت کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ان ملاقاتوں میں ایک بھی نبوت ہو گا کہ وہ نے اپنے ہاتھ سے منکر اور میں کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسے سب دیکھئے گا۔ وہی بیان کرتا ہے کہ اس سے میری طرف دیکھا۔ اور میں سب سے نو عمر تھا۔ اور کہنے لگا۔ اگر میں اس کے گھر سے نکال دیا جائے تو یہ اسے پائے گا۔

جہاں سے ساتھ میاں پھر وہاں دانی زمین پر جا کر جتا ہے یہ خدا سے بارگاہی کی دعا ملتا تھا۔ خدا کی قسم اچھی وہ اپنی جگہ پر ہی جوتا کہ بدل کر نہ لے سکتے۔ اور ہم سیراب چڑھتے اور یہ واقعہ لفظ یکن بار نہیں لکھی بار تھو۔ روکی ہیاں کر تاسے کہ پھر جانتا ہاں ہی اس کی سرست کا وشت قریب آئی۔ پس مجھ سے سلام ہو گیا کہ وہ مرے حال سے تو کسی سے کہا ہے گروہ ہرود قہد سے چنان کہ مجھے شراب اور غیر کی سر زمین سے شگنی اور ٹھوک کہ زمین کی حریت میں بیرونے نکلا نہت۔ نہ وہی کہتا ہے ہم نے کہا نہت آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں شہرینہ صورت میں بیٹے آیا تھا کہ میں ایک نبی کے ظہور کا منتظر ہوں جس کی آمد کا زمانہ قریب آئی ہے۔ وہ یہ فہرہ میری ہے، اچھی بہت تھا ہے۔ میری امید کرتا ہوں کہ وہ دعوت ہو گا اور یہی دعا شروع کر دے گا۔ لے کر وہ ہر وہاں کا نانا تھلے پاس آ رہی چاہتا ہے۔ پس سر سے یہ مجھے نہ رہتا ہو گا کہ وہ مخالفین کی غرض پر ہی کرنے کے انداز کے جری کیون کو تیر کر سنے کے لیے دعوت ہو گا۔ میں یہ بات تبھی اس سے ملنے نہ ہو۔

بہت دوسری کریم عمل اللہ علیہ وسلم دعوت ہر کے امتداد سے جو قرطیہ کا عامرہ کیا تو ان جو ان کے جو کریم تھے جو قرطیہ سے کہ، خطا کی قسم یہ۔ ہی نہیں کے تعلق الحقیقان سے نہیں دعوت کو غنی، تو بہتر نے بواب دیا یہ وہ نہیں ہے ان جو ان کے کہ خدا کی قسم اس کی وہی صفات میں ہیں انہوں نے اسلام قبول کر کے اپنے اندر لوٹاں اور خون کو محفوظ کر لیا۔

بہت دیر باوجود خاص سس نہیں کے کریم معنی، نہ علیہ وسلم ہی اور میں ہیں۔ اسلام سے تنگدلی ہو گئے۔ اور ان کے اول دعوت سے ہی صدر اور سرگئی سے آپ کے مخالف اور آپ کی تحریک کرنا کام نہت کے یہ پختہ راہ، اور کیا میں اپنے ان مخالفین کا مخالف ہوں جو اپنی یعنی تائید سے میں کہتے ہیں کہ یہ وہیوں نے حضرت نبی کریم صلی علیہ وسلم کو خوش آمدید کہہ اور نہایت اچھی طرح آداب کا ساتھ دیا کی۔ اور آپ کو محبت کا پیغام دیا۔ اور اس لفظ لگا دئے آپ نے قریب محبت کے کہ آپ بہت برحق کے دعوے میں، اور اپنے دین کے عمل میں جس کا اور دعویٰ علیہ وسلم کے دین کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ نہ کہ میں، اور میں میں قبیل کر کوئی تائید نہیں پائی جاتی، اور نہ

تمہے تو میرا باپ اور میرا چچا یہ عمر نہ اچھے آپ کے پاس گئے، اور غزوہ بنی قریظہ کے وقت واپس آئے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ دو روز بڑے ٹھیکے مانگے مسسٹ اور گھوڑے بڑے تازہ بنی گئے، سب سے پہلے ایک مسد، عادت ان دو روز کی طرف متوجہ تھیں، مگر خدا کی قسم اسی دو روز میں سے طے کے بلاست کوئی بھی بری طرف نہ جہ نہ ہوا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے چچا یا سر کو کئی بار میرے باپ کی بنی و غضب سے کہہ رہا تھا

کیا یہ دیکھا ہی ہے؟ اسی نے جب دیا خدا کی قسم قرین ہے۔

اس نے کہا کیا تو سے پہچانتا ہے؟ اسی نے جواب دیا ہاں!

اس نے کہا اس کے پاس میں تیرے دل میں کیا ہے۔ اسی نے جواب دیا جب تک فتنہ ہوگا اس سے عداوت گراں ہوگا۔ اور مظلومی پر اطمینان ہے۔ یہودی زحمت رہنے میں بنی نعیر کا سردار تھا، حضور علیہ السلام اور آپ کے دین کا نیر ایک ہی پرورش ہوا۔ اور جو حضور علیہ السلام کے علاوہ وسیع ہو کر اور نہ نہیں رہتا رہا۔ اور آپ کے خاتمہ کے لیے سرگرم عمل رہا۔

اس نے سر پیر میں انصاف کے دوران اپنی قوم کے اتفاق سے حضرت بنی کریم صلا اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے ایک سازش کیا، اور قبل از کوئی اس سازش کا انکشاف دینے سے بنی نعیر نے یہودیوں کی اطلاع کا سب سے بڑا سبب بن گیا۔

اور غزوہ بنی قریظہ میں سے اسلام کی بہت سی قسمت و نالہ ہو چکی تھی۔ یہ بنی اس شرارہ ہادی اور کما ہے۔ دوسرے یہودیوں کو ششوں کا نتیجہ تھا جو زور کی شکل میں مختلف قبائل کے بدزمنوں کے غیوروں میں فوجوں کو گھما کرنے کے لیے گھومتے پھرتے تھے تاکہ مسلمانوں کو ان کے دارالحدود میں تباہ ویران کر کے رکھ دیں۔ ان مسلمانوں کے قیام میں و حزاب کا اثر نکاح ہو رہا تھا جو توحید کے لفظ و کرم سے احزاب کی پہلی پر ختم ہوا۔ اور سید بن خطاب نے آپ سے خدا کی قسم یہی سر کی قیمت پیش کی جس کی وجہ سے بنو قریظہ کے غداروں میں سے فرسہ بانداؤں کے ساتھ نہ رہیں۔ بنی خطاب کے ہاتھ سے یہ قتل کا حکم نافذ ہوا۔ یہاں تک کہ بنی نعیر میں اس بات کو مفصل طور پر بیان کریں گے۔

اسلام سے یہودیت کا مقابلہ | جسب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہودیوں نے اسلام سے مقابلہ شروع کر دیا تھا اور وہ اس کے خلاف جھوٹی فتوایں اڑاتے اور اس کے خلق شلوک شہادت کی شامت کہتے تاکہ لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں اور یہ غیر مسلم کے قریب نہ آئیں۔ شروع شروع میں یہ مقابلہ ناہنجر سواروں کی شکل میں ہوا جن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں چینی کر کے آپ کو تکلیف دیتے تاکہ اس طرح وہ آپ کی دعوت کی صداقت کے بارے میں شک اور تردید پیدا کر دیں۔ اس سے ان کا مقصد لوگوں میں تشکیک پیدا کرنا تھا تاکہ وہ آپ کو قبول نہ کریں، مگر آپ کی بات ہی سنی گئی۔

ان یہودیوں کو اسلام کے خلاف سازشوں اور اس کی دعوت کے دھماکے کو دور کرنے کی جی بے پناہ جنگ پہنچا دیا، انہوں نے آپ کے مقابلے کے سببے اور آپ نے پاس دینے والوں کو پرانہ کرنے کے سببے ایک مضبوط منصوبہ بندی کی۔ اس یہودی منصوبہ کے مطابق ان میں سے بعض لوگ بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے، مگر باطن میں وہ کفر پر بند تھے۔ تاکہ وہ آواز کی کے ساتھ بنیاد سے سننے سے جن لوگوں کو اسلام سے باہر نکال دیتے تھے انہیں باہر رکھنے کا کام کریں۔ پھر یہ مقابلہ بڑھتے بڑھتے دعوت اسلامی کے بڑے نمائندے صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل تک پہنچا اور دعوت اسلامی کی مقاربت ہو کر تمیز کی گئی۔ جبکہ مسکوکہ کے بعد یہ واقعہ رونما ہوا کہ وہ لوگ اس کے بعد جو طریقہ لے گئے۔

یہود کی تشکیک و تبلیغ کے نچوڑنے | شروع شروع میں یہودی صحابہ و اہل بیت

صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے بارے میں شک پیدا کرنے کے یہ فائدہ حاصل کرتے۔ ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انٹینی کم ہو گئی اور بعض صحابہ اس کی تلاش میں نکلے تو یہ زنا العیبت اور یہودی تھا، امد بظاہر اسلام قبول کر چکا تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دعوت سے تسخیر کرتے ہوئے پہنچے تھے۔۔۔ تو صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال یہ تھا کہ اس کے

چکہ آسمان سے خبر نہ ملتی تھی۔ حالانکہ کھٹے آتنا جس پتہ نہیں نہ اس کی آزمائش کہاں ہے۔ اس سے اس کا مقصد اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے مومنوں کے دلوں سے یقین ختم کرنا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بیہوشی کی بات لا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ایک کچھہ لے لے گیا ہے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر نہ ملتی تھی حالانکہ کھٹے یہ بھی چہ نہیں نہ اس کی آزمائش کہاں ہے بلکہ تمہاری قسم کی دبی بات جانتا ہوں جو میرا خدا مجھے بتاتا ہے اور نبی اللہ نے مجھے بتا دیا ہے اور وہ اس کھائی میں ہے اور اس کی ناک ایک درخت میں اٹک گئی ہے۔ پس کچھ سونہری دھول لے کر آؤ نہیں لے لے دے اور یہ وہی حاکم بنی نضیر کی طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میان قرۃ باغ تھا۔ اور سلام کا قیادہ اوشہ جھٹے والے اس سے ہوئی کے تفرقہ گیر اس کی خواہش کے برخلاف لکھا۔ اور لوگوں کا اپنے نبی کے ساتھ پر ایمان بڑھ گیا۔

یہود اور شام سے قبلہ کا پھرتنا سب قیام شام سے ہو کر طرف پھر دیا گیا تو یہودیوں نے اس واقعہ سے بھی فائدہ اٹھانا چاہا اور وہ ہمیشہ نماز کا یہاں رہنے لگے۔ جن کا مقصد وہاں جبریل سے خبروں کے بیان کو کمزور کرنا تھا۔ بلکہ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تقدیر میں ڈالنا تھا تاکہ آپ اپنے رب کے حکم کی نافرمانی نہ کریں۔ ان کے ایجنڈوں کی ایک پادشہ آپ کے پاس آئی جس میں واقعہ بنی نضیر و قرام بنی عمرو

کا ذکر ہے اور یہاں پہلے ظالموں کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کا ذکر ہے اب ذکر ہے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی حد تک جتنا تھا۔ یہ تمام قیادہ اللہ سے منع کی بیوی کے غمزدگی کو بچانے کے لئے دشمن چھینا اور حاکم بنی نضیر سے باہر ہوئے۔ حالانکہ یہ یمن پتہ کی حکومت کو حقد کے ہاتھ پر تھا اور نہ ہی اس نے اپنے لئے جرات کرنے کی کچھ اہم دیا۔ بلکہ یہ کام گت بنی یمن، تباہی کو ایک کچھہ لے لے گیا پتہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قبائل میں آپ کے اہل خانہ سے غرضت تھی۔

یہ آپ کا کئی قدر جبرم تھا ہے تمام احباب کے ہاتھ میں بیچے ہیں غلو لہائی نے آپ کے ہاتھ سے یہ ایک قرۃ البیضاء علی خلق علیہم۔ ہم اسم کو جو ان کے سامنے ادب بنی کہ خاندان مناسبت اس سے چن کر بنے ہیں نہ کہ وہ اس زمانہ کی ان کے سپرد چراغ راہ تھیں۔

عسب بن اشرف نے کاعبدین درجہ و جزو نہ کیا تھا۔ اور کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جس تہجد پر قائم تھے اس سے آپ لوگوں سے پھر رہے۔ حالانکہ آپ پہلے نیکی کی عظمت پر ہم علیہ السلام کی عظمت اور ان پر تو نہیں۔ آپ میں قبل پر تھے اس کو طرہت بے انتہائی ہے۔ آپ کا تاج و تہجد فریاد ہے۔ اس سے ان کا معنی آپ کو اپنے ویسے ہونے میں نقص میں ڈالنا تھا۔ رسول پر صل اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی بڑا سبب نہ دیا تو ان کی نیکی و شجاعت اور بڑھتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ہاتھ میں یہ آیات نازل کیں۔

سَيَقُولُ الْكَافِرُ أَدْنٰى اٰتٰى سَ مَا دُوِّنَ هٰمْ حَتّٰى تَبْلُغُوْهُمۡ حَتّٰى كَاۡنُوْا عِجَاجًا... وَ سَيَقُوْلُ
مَنْ رَجَعۡتۡ خَلْفَ كُفُوۡنِ الْاٰمِنُوۡنَ

یہ یہودی سواروں کے دوسرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دلکھ دینے کے لیے جو کہ ہرگز اسے دورانِ تاریخ کی تلاش کی بہت ہی سے انہیں باطل پر غیور رہنے کی ضرورت تھی۔

ایک دفعہ انہوں نے کوشش کی کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے وقت یہ گواہی دہی کر دیں کہ وہ نبی قرآنی کی نسبت حق پر ہیں انہوں نے آپ کو حدیث میں یہ سوال پیش کیا۔
(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ پہلے نبیاں ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت۔ وہ نبی عربی ہیں۔ چنانچہ آپ کی جو قرأت ہے وہ آپ اس پر بھی پہنچی لائے ہیں اور آپ کو بھی جیسے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی میں جو میراثی حق ہے یا تھا حق نے اس کا انکار کر دیا ہے اور اس میں کسی دشمن و ظالم کو بھی نہیں۔ انہیں ان لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کا نہیں ملے گا۔ تم نہیں پہچانتے جو میں نے تمہارے حق باتوں سے بری ہوں وہ رسول اللہ کی لائیں ہیں) کہنے لگے ہم اس نے آج نہیں سمجھا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ کی لائیں ہیں اور آپ کی لائیں ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لے لیں۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ اٰتٰی کُلَّ شَیْءٍ حَقّٰی نَصِیۡمًا ۝۱۱۱ تَوٰرِیۡقَۃً اٰلَیۡکَ وَاَنْزَلَ یٰۤاٰمِنُوۡنَ رِجۡمَ وَاَنْزَلَ
کَثِیۡرًا مِّنۡ اَنْزَلِۡنَا بِاٰیٰتِکَ مِنْ قَبْلِہٖ اَنۡ تَقۡرَءَ عَلَی الْاَعۡمٰی اِنۡ کَانَ حَسِیۡنًا

اور کبھی کبھی یہ تیزی سے جو روحانہ فریب تک پہنچا دیتا کہ وہ لوگوں کو آپ سے۔ خدا آپ کے دین سے متفرک کرنے کی بجائے آپ سے متعلق رہ کر عبادت میں جیتے۔

حضرت بنی کریم علیہ السلام نے ایک مجلسِ تہذیب کی جس میں مدینہ کے بددین غصہ مند اور عورتوں کے عیسائی حاضر ہوئے۔ جب آپ نے انہیں دعوتِ اسلام دی تو ایک بددین لیڈر نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسے جیسے بن کریم کی عبادت کرتے ہیں۔ اس موقع پر انہیں کے ایک راہب نے قہر بھری لہجے میں سوال کیا کہ علیہ وسلم پر سوال کیا... اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ ہم سے یہی چاہتے ہیں۔ اور ہمیں اس کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اس سے اللہ کی بنا دچاہتا ہوں کہ میرا اللہ کی عبادت کروں، میرا اللہ کی عبادت کا حکم دوں۔ مجھے اللہ کی عبادت سے کام لے کر اللہ کی عبادت کروں کی اور نہ مجھے یہ حکم دیا ہے۔

اور انہوں نے سوالوں کے ذریعے آپ کو دھوکے میں لایا کہ ایک وفدِ رؤف کو آپ کی دعوت کی صداقت کے متعلق شک میں ڈالنے کے لیے نیا مسرت کے متعلق پوچھا جس نے متعلق بن کر خالی کے ہوا۔ اس کو کچھ طریقے تھے۔ آپ نے انہیں اپنی فیر مدعو بن کر دیکھنے سے سوال کیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ اپنے کچھے کے مطابق بنی کریم کو بلانے کی قیامت کب قائم ہوگی۔ اس کا جواب ان کا جواب قرآن کریم سے دیا۔

بِأَنزِلَانَا مِنْ سَمَاءٍ رَاقِيَانِ هَآؤُلَآءِ عِبَادٌ مُّشْرِكُونَ هَآؤُلَآءِ عِبَادٌ مُّشْرِكُونَ هَآؤُلَآءِ عِبَادٌ مُّشْرِكُونَ
ان جو اہل رب نے حضرت بنی کریم علیہ السلام کے ساتھ بحیرتِ منہ قرار سے کیے ہیں ان سے ان کا معنی یہ تھا کہ ہم کو آپ کی صورت میں لوگوں کے پاس سے پانچ سو ائمہ ہو جائیں گے اور عبادت کے انہیں اس حد تک پہنچا دیا کہ انہوں نے آپ سے ان چیزوں کا مطالبہ کیا جو آپ کے عقیدہ میں نہیں ہیں تاکہ وہ لوگوں کو اس طرح میں لائی دینا کہ آپ انہیں نہیں دیں۔ ایک وفدِ بددینوں کا ایک بددین نے یہی سے مناظرہ کے لیے آکر انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا یہ سچ ہے

کہ آپ جو علم رکھتے ہیں یہ سچی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سے جس سے قرأت کی طرح
مقرب نہیں کر پاتے ہیں۔

اسپ نے نہیں کہا کہ نہ تو انہیں ابھی طرح منسوب کر رہا اللہ کی طرف سے عظمیٰ
پہنچے ہیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ تو انہیں نے بات بدل کر اور وہ منسوب کر کے پرچہ
کیا آپ کو یہ باتیں کوئی انسان یا میں تو نہیں سمجھتا؟ آپ نے نہیں کہا خدا کی قسم یہی بھی طرح علم
ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور یہی اللہ کا رسول ہوں تو ان باتوں کو کہنے کی طرف سے
لکھا ہوا ہے کہ جو تو انہوں نے دوسری بات لکھ دی ہے کہ یہ بات بدل کر کہا ہے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جب کسی رسول کو بھیجتا ہے تو وہ اس کے لیے عہد بناتا ہے کہ آپ ہم
پر آسمان سے کوئی کتاب مانگا کر بھیجے جسے ہم پڑھیں اور پہچان لیں۔ اور تم آپس سے جھگڑ
کے آؤ گے جس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ بات نازل فرما کر انہیں گمراہ کر دیا۔

عَلَيْكُمْ اَلْحَقُّ اَلْحَقُّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هٰذَا اَلْخَبْرُ لَا تَكُوْنُوْنَ مِثْلَهٗ
وہ لو کہ بعد اس بعد بعض خطروں سے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایک علمی دار و کرب جسے بیت اللہ میں کہا جاتا تھا ان کے
ساتھ رکھے ہوئے اور آپ نے انہیں اللہ کی طرف سے دی قرآن کے ملازمین سے دو مالوں سے
آپ سے کہا کہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ان باتوں پر آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی ملت اور میری ملت وہ دو لاں کہنے لگے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو نبی ہی
تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میری طرف سے تو انہوں نے جلتے اور تھپتے سے
دو میان چھلکے دیے۔ تو ان دونوں نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان
دونوں کے پاس سے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْا يَدْعُوْا لِقَوْمٍ اٰمَنَ اَلْحَقُّ بِرَبِّكَ اَللّٰهُ يَكْتُمُ سِرَّهُ

تو انہیں فرمادے کہ وہ جو دعوت دیتے ہیں

آپ نے دیکھا کہ ان کے علماء اپنے ہم مذہبوں کو دیکھتے ہی ان میں ایک بڑا عالم ہی تھا جسے حضرت ابو بکر صدیقؓ جانتے تھے جس کا نام غلام تھا، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ وہ تو الی اللہ کہتے تھے کہ اس کے فطری تہذیب اور فطرت سے بڑا اور اسلام قبول کرنے والی قسم تجھے ابھی طرح علم ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ اس کے ہاں سے تھاتے ہیں اسے اور قسم قرآن اور انجیل میں اللہ کے خلق کو پڑھاتے ہیں تو غلام نے نہایت بے مینائی سے کہا کہ ابو بکرؓ کی قسم میں کوئی کتاب ہی نہیں اور نہ ہم اس کے حضور عاجزی کرتے ہیں جیسے کہ وہ چاہے ان عاجز کی کتاب ہے ہم اس سے بے نیاز ہیں۔ لیکن وہ ہم سے بے نیاز نہیں۔ اور گروہ ہم سے بے نیاز ہوتا کہ ہم سے بڑے مہربان ہو اور وہ نہیں نہ انکھا۔ پس کہ تمہارے نبی کا خیال ہے۔ وہ نہیں سوئے سے شے نہ کہ ہے۔ اور وہ نہیں سوئے وہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ غنی ہوتا تو ابھی یہود نہ دیتا حضرت ابو بکر صدیقؓ ان فحش قولوں کو سن کر غضب تک ہو گئے۔ اور آپ نے اس سنی عالم کے چہرے پر زور اور قہر ڈالا۔ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے اور تمہارے درمیان عہدہ ہوتا تو اسے دشمن خدا میں تیرا سر قائم کر دیتا۔

یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان پھر ایک عہدہ قائم تھا اس سے غلام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابو بکرؓ کی شکایت کی، آپ نے تحقیق کی اور حضرت صدیقؓ نے بھی مجھے کیا تھا اس کا افکار مذہبی اور آپ تک یہودی کی وہ گفتگو ابھی پہنچائی جس کی وجہ سے آپ نے سے قہر ڈالا تھا۔ تو یہودی نے انکار کیا کہ میں نے اس پر بات نہیں کہی کہتے فقیر ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرم کی تردید اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنَاهُ

یہودیوں نے یہ کہہ کر مسخرہ کیا۔ سلام اور خیر اسلام کے متعلق جو شہید اور وسیع جنگ فوج کی ہوئی تھی اس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ ان میں سے جو شخص وہ شہیدوں کو اس کی شہید کرتے اور اسے ایسا کہتے تاکہ توئی شخص ستا کر جو کہ اسلام کو قبول نہ کرے۔ سب عید اللہ بن سلام

میں نے ایک عالم تھے، تفسیر میں میرا نام نہیں ہے، میرا نام میرا ہے، اور میرا بیوی بیوی کا نام ہے۔
 قبول کیا تو یہودی صدر میں ان کے فرائض: یہ کہ گناہ کرنے سے باز رہنا اور جو چیزوں کی اور
 ممانعتی مطلقوں میں کہنے لگے کہ ہم یہاں سے صرف اسرائیل کے ایک ہی عہد (مسیح علیہ السلام) پر ایمان آئے
 اور اس کے پیشے بنے ہیں۔ اگر وہ جانتے ہیں کہ اچھے لوگوں میں سے ہوتے تو اپنے ہاتھ کا دیں نہ سمجھتے
 اور انکی دوسرے دین کی طرف جاتے۔ میں ان کے پاس میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ذل الذی
 لیسوا سوا دین الہی انکم۔ اسے ناشائستہ توفیق کیا اللہ انہما لیسوا سوا دین الہی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنہ میں ڈالنے کیلئے مسعودا بازاری کرنا ایک بڑا
بڑا جھوٹا ہے

بڑا جھوٹا جی کہ وہ جی کہ ہم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی رسالت کے بارے میں سوچا بازاری کرنے کے۔
 وہ ان کے آپ کو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا ہونے کے لیے آواز دے کر نے کا کوشش کی کہ اس طرح وہ آپ
 کے پیروکاروں میں جا کر گئے۔ ان کے جہاد منانے میں ان میں کہہ دیا، اس کے بعد ان مسعودا بازاری عہد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 دریاں ان میں شام سے تھے۔ آپ میں آپ۔ کہہ دیا ہے یہی کہتے وہاں دین یا تو یہ کہنے دوسرے
 سے کہا تو میں کہہ: (مسیح علیہ وسلم) نے کہا اس سے جو شریعت ہم اس سے کہہ دیا کہ اس سے
 نازیہ میں وہاں نہیں آفرود ایک بڑی بات ہے۔ کہہ دیا وہ آپ کے پاس آکر اپنے لگے اسے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ ہم یہودیوں کے علاوہ اشرف اور سجاد ہیں۔ اگر ہم نے وہی اشعار کہ
 لی تو یہودی جی آپ کے پیغمبر میں جا کر گئے۔ اور ہم کی مخالفت نہیں کر سکتے گے۔ ہمارے اور چور
 قوم کے معنی آفریدوں کے معنی میں لکھو۔ ہم کیا ہم نہیں آپ کے پاس نہیں جیسے کہہ دیا ہے۔
 آئیں۔ آپ نے دعوت بناتے ہیں کہ فیصلہ مت دیں۔ ہم آپ پر ایمان لائے اللہ آپ کی
 کسم پڑے ہیں۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعد ہر سو دے بازاری کہہ دیا کہ وہی
 دلیل اسے دلائل کر دیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اس کرم میں بازاری کے دوسرے میں یہ بات نہ لکھی۔

وان اذکم علیہم صاعونۃ اشد من سبعۃ اصواءہم وان قدر صرنا ان یفعلوا من
 بعض ما ائذنا انہ الیہ فان تجوزوا فاما منہ انما یزیدنا ان یفعلوا بعض ذلک
 وان کثیرا من الناس ما ستعون

یہود کا قبائل کے درمیان جوئی اور جمیدار کھنڈ کی کوشش کرنا

آپ پر فرما گئے اور آپ کو سداقت سے متعلق لوگوں کو شک میں نہ لانے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ
 یہودی مقتدر بھر آپ کے دکان اور غزرجی بڑا گاؤں کے درمیان فتنہ پھیلانے میں ان کے قدم
 قبائلی مخالفتوں کو برسرے کران کرمانی انا کا بھڑکتا دیدہ وہ واپس لانے کی کوشش کر رہے تھے
 اس بات پر یہودی و جمعہ شرب میں قائم تھا۔ اور اس سے ان کا مقصد تھا کہ دعوت اسلام
 عربوں کو متوجہ کرنے میں ناکام ہو جائے اور جمید لہام کی بنیاد رکھ جائے۔

لیکھ دیا ایک یہودی نام شام بن قیس بن سلالہ سے شہید کہہ رکھا تھا اور بڑا کاظم
 تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی اور غزرجی صواب کے پاس سے نزلہ اتوان کی الفت و محبت
 کیجھ کر آئے بہت فتنہ ڈیا، ملاخو قریب نہ لائے یہ وہ خونریز سرکھ میں ہی ملو کر رہے تھے جی میں
 اٹھ کر رہے تھے اور ان پر برہم پڑتی تھی اور یہودیوں کو ناکام ہو گا تھا۔ اسلام میں ان دونوں
 قبیلوں کے اچھے رشتے اس لیے اس لیے یہودی کو غفلت آگ کر دیا۔ اور اس نے اللہ کی کج ایمان اور یہودی
 وجود کے پیچھے شہید رہے۔ یہودی شرب سے تھے۔ یہودی وطن۔ یہودی قریبی بقا دعویٰ اور غزرجی
 کے آپس میں رشتے سہنے میں تھے۔ دھیمہ کہ وہ جاہلیت میں رہتے تھے۔

یہودی وہ ہے کہ حب اس یہودی کے صحن اسلام میں اسی اور غزرجی کے سرداروں کو انہیں میں
 اٹھتے اور محبت کرتے دیکھا تو کہا کہ تو قریب شام سے تھے یہ دیکھتے ہوئے تھے۔ خدا کی قسم جب ان
 کے سردار یہاں آئے ہوئے تو ہزاروں کی ٹوکان میں ہو گا۔ اس موقع پر اس سے ایک یہودی نوجوان کاظم
 دیکھ وہ ان لوگوں کے درمیان کھسکا جتنی فتنہ ورنہ میں فتنہ پرواز کی کے پیچھے رہے تاکہ وہ نہ لڑے۔

کرب اور ان کے درمیان نہ سرے سے جہلیت کی جنگ بھڑک اٹھے اور دھڑک اٹھی کہ
 کر دئی دئی ہو جائے۔ اور یہودیوں کا بیڑ بیڑ ہو جائے۔ اسی یہودی دم نے اس نوجوان
 سے کہا کہ ان کے پاس جا کر ان کے ساتھ بیٹھ جا پھر اس نے اپنے حکم دیا کہ ان دو لڑائیوں کی
 جیل تارین کے شک جوسہ سے کر دے اور سر کی دھاکا ہے اس پر ضرب لگا جس سے ان کے دونوں
 ہی دردناک یاد پھر گئی۔ اور اس نے خامی حیر پر اسے غور سے متعلق حکم دیا کہ ان سے جنگ
 برسات کے متعلق دست کرے اس بدزدان کے اور غرور کے اور میان میں طرغ بناؤ کہ جنگ ہمیں
 قہری قریب تھا کہ اس جنگ میں اس کے اپنے خود ہی بعد لڑیں کو تیار کر دیتا۔ کیونکہ وہیں اس میں ان
 پر راجع حاصل ہوئی تھی اور یہ اسلام سے تھکا۔ مروجہ جیسے کہ بات ہے اور یہ اس غامض جنگ کا آخری
 اخیر ہے جس کی جنگ جہلیت میں ان دونوں قبیلوں کے درمیان پیشہ ہوئی۔ جنگ تھی۔

اور غور یہودی نوجوان نے

خانہ جنگی کی آگ بھڑکے میں یہودی کی کامیابی ابو ہریرہؓ نے اس واقعہ کا بیان کیا

اور اس وجہ سے کہ جس میں شامل ہو گیا اور ان سے بڑھ کر کسی نے پھر انہیں یہودیوں سے نصیحت
 اور سکاتہ فریق کے مطابق جنگ بھڑک کے تدارک کی طرف سے آیا اور ان میں سے ہر کوئی اپنی
 اپنی قوم کی بہادری کا ذکر کرنے لگا۔ اور مجلس میں ہارنی باتری اور فتنہ کے آثار ظاہر ہونے لگے۔
 پس اس یہودی نے جنگ کی آگ کو بھڑکانے کے لیے جنگ بھڑکانے کے لیے کچھ بہادریاں اور
 بھڑکانے والے شامہ نے شروع کر دیئے۔ یہی مجلس میں فتنہ کی آگ نکلائی ہوئی اور یہ دونوں قبیلے
 ایک دوسرے کو کالیب جیسے لگے اور دونوں قبیلوں کے آدمی ایک دوسرے سے ہرگز نہ ہوا۔
 جس نے لگے اور ہم بھڑکا۔ آخر ایک تریں حدت، نتیجہ کر گئی۔ اور غور کے ایک لیڈر نے
 پہنچ کر اسے اس سے کہا اثر تم جا ہو تو ہم دونوں قبیلوں کے درمیان خاتمہ جنگ کے
 لیے تیار ہو جائیں۔ یہودی غرض غصہ ناک ہو کر جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ کہنے لگے
 کہ پھر یہ میدان میں مدد کرے گا۔ پھر دونوں قبیلوں میں جنگ کا امر ہو گیا۔ اور ہر دونوں
 پہنچا ہوا اس کے ساتھ لگے کے لیے مقدمہ جنگ کی طرف سے پہنچا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ سے نجات ملنا

نبیہ کی اپنے خلیفہ منہ الخاسر کو باطلیت اچانک سعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ ہاجرین کے ساتھ ہجرت تمام دریں پہنچے جس حکم و حکمت کے یہ تھا۔
 صفحہ ۲ پر نے دیکھا کہ ہر قبیلہ ایک طرف اکٹھا ہو رہا ہے تو آپ نے خدا وادعیت اہل بیت
 اس عظیم فتنہ کی جنگ کو کھینچ دیا۔ آپ نے وہاں قبیلوں کے درمیان کھڑے ہو کر فریاد کرتے
 کہ اے وہ عظیموں سے دُور میری موجودگی میں جاہلیت کے یہ دعویٰ حال تک اللہ تعالیٰ
 نے نبی کی اسلام کی طرف راہنما کیا کہ ہے۔ اور اس سے نہیں عزت ہی ہے اور اہل جاہلیت
 کا تم سے خاتمہ ہے۔ اور کفر سے نہیں بچایا ہے۔ اور تمہارے دوسروں میں اہل بیت ہیں کہ ہے
 اس موقع پر وہ لوگوں پر اپنے کی طرف راہنما کی گئی۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ایک سوراٹ
 چال ہے۔ انہوں نے اپنی تلواروں کو نیام ہی کر لیا۔ اور نیزوں کو کھینچا لیا۔ پھر انہوں نے
 دایندہ پڑھا اور گرائی ہو گئے اور دوسری قبیلوں کے آؤنی آؤں میں ایک دوسرے سے
 سداقتہ کہنے لگے۔

اس طریق سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کی ہجرت

سبھوئی فتنہ کا خاتمہ

اسی کو ناگام بنایا۔ انہیں یہاں کے بن ناگام واپس کر دیا۔ یہاں
 تھا کہ ان کی وسیع کاری اور سازش کا مایہ جو باقی میں کامقصد مسلمانوں کی و حضرت کو پورا
 پایا کرتا تھا۔

نبیہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے انتقام لینے کے لیے کوئی کمر
 سے کمر نہ اور پرتختوں وسیلہ بھی ترک نہیں کی تھی۔ لیکن آپ کے درگاہ سے ہر
 ہو جائی۔ اور آپ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ ایک افغان کے جنہی علما و اکٹھے ہوئے جنہوں جیسے نبی
 نے اندہ کو حوالہ کیا۔ اور اسلام میں عربوں کے زیادہ سے زیادہ دشمن نے ان کی ہمدردی
 کردی تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ صحت کو نہ نہ کہی نہ پیرا اور خدا رب بن عوف ایک دوسرے سے
 کہنے لگے کہ آؤ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر نازل ہوئے مائے کلام

[illegible]

یہودیوں کا یہ رسالہ اورینٹل اسلام سے واسطے کی کوششوں و دن کے مسئلہ فرائض و
کافروں کے لئے ان کے جہد و جدوجہد کے کچھنے کے متعلق ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگوں پر
کافر و منافق و مشرک کی حیثیت سے یہودیوں کو یہ بھیج کر دیا اور وہ اعلیٰ اہل ایمان کی بڑی ہوشیار و متدبر
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمنا کی کہ میری شہادت اور
آپ نے اہل ایمان کو موت کی پہلی شہادت لگائی اور جب کبھی وہ کسی مجلس سے گزرتے ہیں تو
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلاتے ہیں کہ اسلام علیکم کی بجا آئے اسام علیکم کہتے ہیں اس کا مطلب
یہ ہے کہ تم پر برکت ہو آپ یہ یہ وجہ کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں پھر آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا
کہ جب یہودی جنس اسام علیکم نہیں تو تم جو آپ میں صحت میں نہ آکر رہے۔

اور مجھ کی چٹے ننگے میں کھد سے بڑھ گئے اور ہر مجلس میں اس بات کا ذکر کرتے تھے کہ تکی شہید میں ہمیں شہ علیہ وسلم کا ذکر آجیستہ اور ان کے نظام علماء اس قسم کی باتوں سے واقف ہی نہیں ہیں۔

ایک یہودی عالم کا انہیں رسوا کرنا

ان کے ایک عظیم عالم نے صندینہ کی ایک مجلس

ان کے نقش کو ثبت کر دیا۔ اور حضرت فتنہ و نسا و بہو کو نے دے دیں وہ چاہتے ہیں کہ میں حق

لڑا ہوں۔ لہذا یہاں ایسا ہے۔ اور سر شمسیت اس کا اذکار فرمائی۔ کہ عالم نے ان عباد کے حسن

احترام کو غفلت کر دیا جو لوگوں کے دلوں میں راقی و دلچ تھا۔ یہ نام عبداللہ بن سلام تھے جو خود مختار و

لے جو ہر یوں عباد میں شہرت تھے۔ انہیں شکر تھی کہ سلام کو حاجت سے نوازا۔ جب عالم کی طبیعت

میں زہر پھیل گیا۔ اور صحت بھڑک اٹھی۔ اور انہیں انہیں یہودی عباد کے دلوں میں بڑا بڑا ہر سے

طعن و تہمت تھی۔

ان کے خلاف مسلمانوں کا مسلحانہ آپ جی معاصرہ کے بعد دعوتِ اسلامی کی رو سے رکاوٹیں کھڑی نہ کرنا اسے یہی
 قیاس ہے۔ بہت زیادہ پسند ہے کہ دعوتِ اسلامی کی مکمل اور عظیم خدمت سرانجام دی جائے۔ جس سے
 نئی طرزِ اسلام کے دعوت و ردی اسلام کے خلاف ان کے ہتھیاروں کی اہمیت کم ہو اور یہ اسکی ضرورت
 ہو سکتی ہے کہ لوگوں کے سامنے ان کے یہودیوں کے آجوشِ خائن اور ناقض کو سنوایا جائے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے بعد اس میں مزمن کو جو رکھنا
 کے لیے عبد اللہ بن مسعود نے ہنس دیا مری یہودیوں کے علماء کے اٹھنا جو مکہ تک پہنچنے
 اسلام کے اعلان کے متعلق سخت غلبہ کی اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہودیوں کو معلوم ہے کہ ان کا سرورِ ابد ان کے سرور کا بدلہ
 بھول رہا ان سب سے زیادہ عالم اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا جو ان قبل اس کے
 کہ انہیں سیرتِ اسلام دینے کا حال معلوم ہو جائے آپ ان کو بلا کر میرے متعلق دیکھتے کریں
 اگر انہیں پسند مل گیا کہ یہ اسلام لا چکا ہیں قرآن سیرت متعلق وہ باتیں کریں گے تو فوج بھیجیں گی
 حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حرکت آدمی بھیج کر انہیں مانا۔ جب وہ آپ کے پاس
 آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ یہودیوں کا جو اللہ کا تقویٰ اختیار کر رہے ہیں قسم میں ذات
 کی جس کے سوا کوئی سمیر نہیں انہیں اب بھی طرح سے مسموم ہے کہ یہ خدا کے رسولوں میں اور ان کے
 پاس حق سے کڑیا ہوں۔ جسے تم اسلام قبول کرو۔ آپ نے یہ بات انہیں من نہ کی انہوں نے
 اپنی عادت کے ساتھ ہی انکار کیا۔ اور کہتے تھے کہ انہیں اس کا علم نہیں اور نہ ہی میں معلوم ہوا
 کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر آپ نے ان سے پوچھا تم میں عبد اللہ بن مسعود
 جیسا کہ انہوں نے ایک آدمی کو اب دیکھو وہ ہمارا سرور اور ان کا سرور ہے اور ہم سب سے بڑا
 عالم اور ہمارے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ سلام آئے گے
 تو تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ کہنے لگے خدا کا جہاد وہ اسلام نہیں لاسکتا۔ اس موقع پر حضرت
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حیران کن حقیقت سے سامنا کر دیا۔ اور انہوں نے کہہ کر کہا کہ میں اسلام
 ان کے پاس آؤ۔ عبد اللہ بن مسعود ان کے یہودیوں سے یہ اقرار تو لے چکے تھے کہ وہ ان کے
 سرور اور سب سے بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے انہیں اس پر نہ یقین ہی کر دیا۔ انہوں نے اپنی

محمود سے دوسرے کے ساتھ کوئی نہ تھی۔ آپ نے ان کے پاس کر۔ تین ہی طلبہ کے ساتھ
لوٹے گئے۔

سے گزرا ہوا، وہ ہاتھوں میں غصہ کر رہا تھا کہ تم جس کے سوانحی سہو دہیں
میں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ سب کے سوا ہی ہیں، اور حق کے ساتھ نہ ہیں۔ وہ یہ
بات میں کہنے خوش ہوئے پھر انہیں صبر و شکر کرنے سکے۔ انہیں اچھے لگے تم مجھ سے
بہتر ہو۔ پھر کہنے لگے یہ بہتر اور بڑا آدمی ہے اور بڑا آدمی کو بہتر ہے۔ بعد ازاں میں سلام
نے حضرت بنی کریم کی تعریف ادا کی۔ وہ بڑا سونے والا تھا وہ بات بہت سے جس سے میں
فرستہ ہوں۔

ایک دفعہ بیرونی صابریہ اللہ میں گیا مجھے جس کے
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا اور آپ کی
روح کو روکنے کے لئے سوانحی ہاتھوں میں لے گئے۔

یہ وہی تورات ہے جس کے
کے حکم کو تبدیل کرنا۔

حکمت کے مطابق انہیں ایک مرد اور عورت کے ساتھ لے کر آیا اور ان کو انہیں
مقرر کیا کہ ان کی موت اور مردانہ بے لکھن تھا۔ پھر انہیں وہ چنے آپ کو ملے دینے گئے
انہوں نے اس حال کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ یہاں پہلے
پر اتفاق کیا اور کہتے تھے کہ اس مرد اور عورت کو نہ ملے گا کہ ان کے پاس سے جائے۔ اور پھر
کہ وہ ان کے پاس نہ آئے کہ حکم ہے۔ وہ نہیں کہہ سکتے کہ ان اور وہی پر حکم ہے کہ وہ وہی ہی
نہیں کہہ سکتے۔ پس اگر وہ ان اور وہی کے پاس میں بھیج دے کہ ان کو اس کی چیز ہی کہہ دے
اور وہ اپنے اس کو تصدیق کر دے اور ان کو وہی کہے کہ ان کے پاس میں رہے کہ وہ وہی ہی ہے
ان سے وہی کہہ دے۔ یہ نہ ہو کہ وہی کہہ دے کہ ان سے وہی کہہ دے کہ ان سے وہی کہہ دے کہ ان سے
مستحق یہاں لے لے کہ وہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے لے اور ان سے

محمود سے دوسرے کے ساتھ کوئی نہ تھی۔ آپ نے ان کے پاس کر۔ تین ہی طلبہ کے ساتھ
لوٹے گئے۔

[illegible]

یہودی کہ اپنے تمسخر میں رسوا ہوئے | یہودیوں نے سرِ شمش کو زانو ٹکیا ہوا تھا اور معرکے میں
میرزا اسد اللہ نے یہودی پر عظیم فتح حاصل کی۔ مگر

انطور ہے جس سے اپنی محنت کا نفع کم ہو۔ اور وہ اس طرح کہ جب یہودیوں نے میں نظر۔
لوٹنے کے لئے شہر پہنچے تو یہ حالت تھی کہ یہودیوں میں سے بعض نے ہم کی ضمانت کی کہ وہ آپ سے ایک
عالمی مسخد کو لائیں۔ اس پر یہ عالم کہ یہودیوں کو یہ بھی کہہ دیا کہ یہودیوں سے مانگے کو گناہ اور ان سے کہتے
ایک عالم کو کہ وہ عہد اللہ میں سلام منبر میں بیٹھ کر ان کے لئے دعا پڑھے اور یہ شخص یہودیوں کے
شہر سے لہذا وہ جس سے تھا جس کی ان کے لئے اسلام کی طرف مانتا تھا۔

اردیہ: ایک عالم تھا جس میں اس شخص نے کرا کر کہہ دیا۔۔۔ یہودیوں نے اپنے پی

[illegible]

کو بھنسا لیا۔ تو رات میں صبح سے تیرن کرتی رہ کر شادی شدہ زانی کے متعلق رحم کا حکم ہے
 یہودیوں اس بات کے بڑے آمیزد مستحق تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیقت سے
 آگاہ نہ ہوں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ نہ تھے۔ لیکن آپ اپنی قوم کی طرف سے بھی
 کچھ دوسرے نہ سکتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔

وہ خاتم تو رات کو بڑھنے لگا۔ اور جب رات اس وقت تک پہنچا جو شادی شدہ زانی کو
 رحم کرنا واجب کرتی ہے تو اس نے اس کا پیرا چاہا تھا۔ لیکن وہاں اور اس سے آگے نکل کر جانچا
 لیکن علیہ السلام جو قرآنی زبان کے بڑے اہل فہم تھے انہوں نے سختی سے اس کا ہاتھ
 پکڑا کر اسے روک کر دیا۔ اور حضرت فاطمہ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے
 خدا کے نبی یہ رحم کی حیثیت ہے یہ یہودی عام آپ کے سامنے پڑھنے سے روک رہا ہے۔

یہودیوں کا تو رات کے ساتھ قتل کرنے کا اصرار کرنا | یہودی عہد کی تاریخ
 اور محو کے بارے میں

اور علمی نیت کی دلیل کارمدائی کے پیش نظر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سرشار
 کرتے ہیں بلکہ ان کے گروہ یہودی ہمارے بڑے جو احمد کا حکم تھا اس سے ملنے سے جو رہے ہیں
 علم الہی کے چھوٹے ہر ایک چیز کے ساتھ کیلئے۔ تو ان یہودی علماء کو تعجب و تہمت
 و احکام الہی کے ساتھ قتل کرنے کے قریب کے بغیر کوئی چارہ کار نظر نہ پڑا کیونکہ جب عہد بن
 سلام نے ان کو روک کر کہا۔ اور ان کے سامنے ہم ناستوں کو بند کر دیا تو ان کے بیٹے اصرار کے
 بڑے کوئی طرفہ نہ تھا۔ وہ سب کے خدائی قسم جو تو رات سے ہم پر عمل کر رہے تھے۔ یہاں تک
 کہ جہیز سے تاجر گھرانے کے ایک خاندان میں آؤ گی نے زانیہ کو تورا شاد نے اس کو روک کر
 سے روک دیا۔ پھر اس کے ساتھ ایک آدمی نے زانیہ کو تورا شاد سے ملنے سے ہم کو جانچا۔

اور انہوں نے کہا کہ تو رات سے جب تک تو خدا نہیں کہہ گا کہ ہے۔ ہم نہیں کر سکتا۔ جب انہوں
 نے ملنے سے بات کہی تو اس کے بعد کچھ گھر کر انہوں نے تجویز پر عمل کر لیا اور ہم
 کا ذکر کرنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں پہلا شخص ہوا
 جس نے امر الہی اور اس کی کتاب اور اس پر عمل کرنے کو زندہ رہا ہے۔ پھر آج سے

زبانوں کے متعلق حکم دیا۔ اور وہ مسئلہ کریمہ ٹھکے۔ حضرت جید الدین عمر بیان کرتے ہیں کہ میں عین دلائل کو مجھ کو نہ دے تو میں شامل تھا۔ یہودی اکی طرح اپنی گمراہی میں غرق رہا ہے اور حضرت نیکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر راجحی جرنٹے روشن ملے اتوں نے ان کو مدد سے سرکشی میں اندوہ کر دیا۔ نیز انہو نے حضرت نیکریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر کسر کر دی۔ وہ جہنم کر دیا۔ لیکن بے فائدہ۔

اسلامی دھرم کے پیروؤ کو سب سے زیادہ

سے طاقتور تھے۔ اور اُن تیارانِ تمام دلوں کو بھی کہ قیام میں دعوتِ قرآنی کی لہر کو روکنے کیلئے
 انہوں نے اپنی زبانیں کھلا دی تھیں اور کہنے کی نیریزہ قدرت رکھتا تھا۔ جو اُن حملہ و فتنہ گشت
 بتاؤں پر ان کی حبیبیتِ حقیقت سے پروردگار کا نورِ اسام کے ساتھ ان کی دیکھ دہ جہادِ
 جنگ پرگزرنے والے بہروں ان کے حق تعالیٰ کے نفع ان کو راجح کرتا تھا تاہم ان کی شہرِ مرقعہ
 کی پوشیدہ آواز سے مردہ اشیا کا قیام۔ میں سے وہ کشمیر کے متعلق رائے کو سونچ کر
 کرتے تھے۔ اور کہتے اس کے لڑل پیرب ایہ وہ کہنا انہوں کو قبول کریں اور ان کی نصیحتات
 اور دروغت جدید کے متعلق ان کے پیدا کردہ شکوک سے متاثر ہوں اور ان کی سنگدلانہ جہاد
 کی جھوٹی افواہوں کے دھماکے میں بہ جاگیں۔ انہوں نے ان کو میرزا میں دیکھ چھوڑ دیا۔

اور انہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں بیٹھنے پر پانچواں اور سب سے بڑا گناہ قرار دیا۔ مدینہ کے تمام لوگ اور منظرہ یثرب کے ارد گرد بیٹھے والے (سوائے یہود کے) ورنہ اسلام دلواس کے فلاح کے صلے میں جو سب سے پہلے۔ یہاں تک کہ یہودیوں کے وہ دوست جو عرب منافقین میں سے تھے جنہوں نے مدینہ میں ان یہودیوں سے اتفاق کی تیسیم حاصل کی تھی انہوں نے اسلام کے مو جزن دھماکے کے سامنے بظاہر دین بھید پر ایمان لائے اور اس کے فلاح کی اہمیت کرنے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ اور پھر سب اس دین بھید پر کی داخلہ ہر شوزالہ صوبہ ایک قوم باقی نہ گئی اور وہ اس جنگی عرب بیہوش تھے۔

یہود کو یہ بات نہایت ناگوار گزری کہ انہوں نے اسلام کے خلاف جو دم شہ سر جوہ لیا تھا

ہنگامہ شریلی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت بڑی ناامی ہوئی اور اس بات سے بھی اثر بہت دکھ دیا کہ دعوتِ اسلامی کے ساتھ ان کی فلاحی جنگ کا نتیجہ کتنا شکست خوردہ اور ان کی امیدوں کا ٹکڑا کر کے اودھ کی کالوا میں بھجوا کر تمام شرین معشرہ (یہود کے سوا) اسلام کے جھنڈے سے تے آجائے۔ لہذا اس کی تباہ کن تاریخ کے بعد جو مسلمانوں کو جبراً مشرکوں پر مائل ہوئی تھی۔

قریش کے لشکر کے بدر کی طرف بڑھنے میں یہود کی دلچسپی | حبیب بن مہرہ کی

دوسرے سال سن ۶۰۰ کی قریب مسلمانوں کو غریب دلائے کے پہلے بدر کی طرف بڑھ رہی تھی تو وہ قریش سے تاجیں بھر کے نہ مل سکے۔ نیز وہ بدر میں صحرانواروں سے بہت امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مکہ کی پیغمبرِ فوج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امداد آپ کے اتباع کے خاتمہ کے لیے کوئی ہوگی۔ لہذا اس سے دعوتِ اسلامی کے بڑے جوش سے غور و فکر کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بدر میں قریش کی جنگ کے پیشے خواہشمند رہے۔ ان کی ترغیبی بلکہ وہ ہفتہ تو قلعے دیکھتے تھے کہ مشرکین کو مسلمانوں پر غلبہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ تمام اوی مساند مسلمانوں کا اس اتفاق کو دیکھ کر اچھا۔ تو معرکہ بدر میں فتح سکھتے تو ان کو مایوس ہوگئی۔ جو ایک ہزار مسلح جانیانوں پر مشتمل تھی۔ جو بھی طرح امداد تیار تھے امداد ان کے ساتھ تھے۔ دوسری جانب مسلمانوں کو مسلمان جانیان تھے۔ جن کی اکثریت یہود پر تھی۔ ان کے پاس نہ وہی نہیں نہ خوراک

نہی وہ وہاں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو عزت نفس کی جنگ شروع کی تھی تھی اور انہی عادات میں بدر کا پیغمبرِ فوج امداد قبول اس کے آخری نتائج میں یہود پر نہیں متفق ہو دیوں کہ مدد کر سبے تھا اس نفسیاتی جنگ کا ایک سفر یہ تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کے حوالہ کر کے ان کو روانہ کر دیا اور متفرق کر دیا۔ امداد نہیں گھبراہٹ میں ڈھلنے کے لیے بڑا دستہ متفرق کیا اس نے یہ بات بھی مشہور کر دی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فکر ہو گئے ہیں۔ امداد کی فوج صحرانواروں پر یہی تھا کہ جو چاہے۔ اور ان کی فوج البرہہ کی قیادت میں مدینہ پر قبضہ کر کے اور دعوتِ اسلام کے آثار کو ختم کرنے کے لیے بڑھ رہی ہے۔ ان چھوٹی فوجوں نے مدینہ میں مسلمانوں کے دلوں پر بڑا اثر ڈالا۔ اور انہی چھوٹی

خبریں کی اشاعت کے پیچھے بیورو کا بھی مقصد کارفرما تھا۔

اسی اعلان میں کہ مدنی بیورو کی ان چھوٹی خبروں کے نتیجے میں خلقِ حرم سے ملے پڑے تھے اعلانِ خبروں نے مدینہ کی طرف کو تنگ کر دیا لہذا قریظہ جاتی کو سناؤں کی فیکٹری بنائی۔ یہیں کہ ہاکٹ سرکہ بدریں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری کی خبر لے کر حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ عیدِ مسلم کا فاتحہ فوج کے آگے پڑھا گیا اور اسی نے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد مدینہ کو خبری تاکید کے ساتھ خوشخبری دی کہ مسلمانوں کو سرکہ بدر میں شہداء و ان کی قوتوں پر تباہ کی فیکٹری حاصل ہو رہی ہے۔ یہی اس فتح سے بھی کہ قریظہ مسلمانوں کو بر لا میں اس کے وسیع ترین وردان سے ملے ہوئے۔ مدینہ الرسولی خوشی و مسرت اور انبیر و قبیلین سے آخری صدیوں تک محمود اٹھانے ہوئی تباہ کن فتح کی خبر سے بے چوٹی ہو گئے کیونکہ وہ حقیقاً ایسا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور ربیع بن حذافہ کو سرکہ بدر میں فتح کی خوشخبری دینے سے متاثر فرمایا تھا کہ وہ اپنے کاتوں کو غلطی حور و قرآن پڑھتے۔۔۔ وہ مدینہ مدینہ کے قبیلوں میں اپنی ساریاں مٹا دے گا کہ مسلمانوں کو یہ رسمی قریش پر پوری فتح کی فتح کی خوشخبری ملے یہ ہے۔

۱۔ جب بیورو میں نے قریظہ ایڈیٹورس اور ان کے فوجی مسلمانوں کو کام سرکہ بدر میں فاتحہ نوی فوج کے خبروں کی عزت میں تشدد کی کر آئے۔ ان کی انگلیں پیچھے کی طرف بندھی ہوئی تھیں اور ان پر شک اور ذات کے اشارے کیا جاتے تھے۔ اور ان کے ذہن مفلکوں کی کہتے تو ان کو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ تو یہ سبھی ہی بہت ترسندہ ہوئے قریظہ تھا کہ وہ اپنی آنکھوں کو دھو کر خود مدینہ و قرآن میں اور حضرت ان پر غلبہ آگئی۔

بہن بیورو کی آواز میں شک میں نہیں اور ان کے خواب بھولنے لگے اور ان کی خوشی، غم میں تبدیل ہو گئی کیونکہ وہ اس سرکہ بدر میں مسلمانوں کو قریش پر فتح حاصل ہوئی مسلمانوں کے ہی منظر عام کے منتظر تھے تو یہ رکھتے اور انہوں نے فقط شرب ہی میں اپنے مسلمانوں کا انتظام سرکہ بدر کے کا آقا نہیں کیا۔ لہذا وہ جزیرہ عرب میں تمام عام کا انتظام ان کے سپرد کرنے کا آغاز کر دیا ہے۔ اور یہ بات سب سے کہ نے بیورو میں ان کا سامان خریدا ہے۔ یہ ہے اور وہ اپنے

انجام کو نہ کھینچے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلام سے جنگ کرنے کے پختے طریق بنانے
 لگے :

یہود کا جنگ کو وسیع علاقے میں منتقل کرنا عربی مقام کی میدانوں میں دعوت
 اسلامی کو بے قید و گنہگار بنانے کا

ہوئی اس سے اس دعوت کے علیرہ دونوں کے مصلحتی و مفاد افراطی، جہلہ، مفسد اور دہشتہ
 صہم کو سر مارنا منطوقی حاصل ہوئی کہ خون کا ایک قطرہ بہانے بغیر شرب کے تمام دشمنوں
 اس کے بہرہاں یا زبوں تلے آ گئے، بہانے اس کے کہ یہودی اس فیصلہ کن فتح کے بعد پانچ ماہات
 پر آم ہائے اور اس دینی حق کی بات کو قبول کرتے جہاں کے دونوں کی گہریوں میں آواز سے رہا
 ہے۔ وہ مقابلہ اور عناد میں ہٹے اور ان کے دونوں میں اسلام اور دعوت اسلامی کے
 خلاف مصلحت اور کینہ غریب افشاء جنوں میں کڈیہ پڑھا گیا اس نے یہودیوں کو اندھا کر
 دیا اور وہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حریف اور اتباع کے خلاف
 زیادہ و پیشہ علاقے میں سر کر کو مستقل کرنے کے یہ ناز و فکر کرنے لگے۔

یہودیوں نے دعوت اسلامی کی حقیقت کے متعلق بڑی حد تک سبوتاژ اور ٹکڑا کر دیا
 کی اشاعت کے طریقوں سے انہوں کو اسلام سے روکنے اور حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی صداقت کے متعلق شکوک پیدا کرنے اور ان میں جدید سے باہر نکل جانے پر بھی گفتاواہ نہیں کیا۔
 بلکہ انہیں انصاف کنیزہ امتیازی حریف بنانے کے غرض سے غلطی کر دہ اس کے ضمن ہی کہ دعوت اسلامی کے
 مضامین کو مٹانے اور اس کے علیرہ کو ختم کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کے حلقے میں ان
 صحابہ و انصار سیاسی ایڈیٹر جنیرہ عربیہ کی افراط و تفریط میں مومنانہ جہلہ کے نمبروں
 لگا اور شہروں میں شہری ممالک میں ٹھوس بنے لگے، ان میں سے کہ پر پیگنڈا کر دی جس کا ہتھیار
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے خلاف تغیر و تشکیک اور تکذیب کرنا ہو سہے (جیسا کہ یہ غرض
 ہی کہ نہ قیام) ہندو عربی قبائل کو نہ دینے اور دعوت اسلامی کے خطرہ کی وضاحت کو نہ
 دینے اور اس کے مقابلہ کی دعوت دینے کھینچ لگے تاکہ اس دعوت کے پیچھے چھوٹے سے قتل ہی اس کے پیڑ کو مار
 دیں اس دعوت اور دعوت کے راہیوں کا خون بہانے کے یہودیوں کی طرف

سے ان کے بعد صحابہ کی کے درمیان جنگ کا یہ خطرناک آغاز تھا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ یہودیوں سے سلام اور مسلمانوں کو فتنہ گس نہ پہنچنے اور ادا کر لیا جاتا۔ غزوہ بیت پرست طو حرن کو چلے جانے سے یہ مقصد نہ ملا۔ اس خطرناک آغاز سے مدینہ میں قیادت اسلام کو باور رکھنا پڑا کہ وہ چاروں اوارانہ رویہ کو تبدیل کر کے یہودیوں کا عقائد کرے۔ اب یہ یعنی یہودیوں کا جنگ نہیں دینی جس سے تنہا یا خطرناک فتنہ گس نہ ہو۔ محض عیب اور کمزوری ادا کرنا ہوتے ہیں۔ اب طاقتور بیت پرست تباہ ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ناپسندیدہ لگائی گئی مداح مرا لکھتے کہ سنے کی کوشش کی ہے وہی ہے اور انہیں فال و منال سے کہ مسلمانوں سے جنگ کرنے اور ان کے ہمہ گیر کرنا دشمنان کا قاتل کرنے کا ترغیب دیا جا رہا ہے۔ یہی بات سنے مدینہ میں قیادت مسوی کی حکایت و دعوت کے اسباب کو پسٹے پر آ رہا کہ جسے یہودی اپنی مقدسیت کے جدید متفقہوں سے خوف زدہ کر رہے تھے۔

بدر میں مسلمانوں کی فتح کے بعد یہودی کی پوزیشن | محرکہ مدینہ سے قبل یہودی

صرف ہر جنگ کی جنگ کا آغاز کرتے تھے جس کے نتیجہ و ناخاکہ سواہوں کے ذریعے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دینا۔ اور دعوت اسلامی کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنا تھا کہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جائیں اور دعوت کے علمبردار کا حشر دکھو دیں۔ بشرپ شاہجہاد کے تسلط کو اس سے کوئی خطر نہ تھا۔

ان تمام باتوں کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو مسلمانوں کی مدد سے دیکھ کر غصہ کیا کہ وہ دعوت اسلامی کے متعلق اعلان اپنی کئے دیں۔ بلکہ وہ اس دعوت کی حقیقت پر اعتراضات کرتے اور اس کے حامی کی اطلاع تکفیر کرتے۔ اور آپ صرف ان آیتوں کے بطلان کی دعوت پر اکتفا کرتے۔ حالانکہ آپ شریعت کے مکمل ادا اور آواز دے رہے تھے۔ یہ لوگ مناظر میں غلبہ ورنہ کے باشندے ہیں جو کہ وہ جواب دیتے آپ انہیں غور سے سنتے جن کا مقصد تنگی دینے اور آپ کی لائی کوئی قسم کی مسدقت میں شکوک و شبہات پیدا کر کے سونے کے نہ ہوتا۔ پھر بھی آپ ان کے براہمنیز کر سکتے تھے اور بات کا پس سے سکون کے ساتھ منہ پر گھبراہٹ کے برابر ہوتے۔ کوئی آدمی

یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ آپ نے ان یہودیوں کے خلاف کوئی مادی کارروائی کی ہو۔ حالانکہ آپ جانتے تھے کہ وہ اپنے تمام مناظرات میں تنہا کی انتہا کی خاطر کمٹ ٹیپ کر سکتے ہیں وہ صرف منافقت کے ساتھ بحث کر سکتے ہیں اگر آپ کے سامنے کوئی یہودی تھا تو آپ یہ منہ دے سکتے تھے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آزادی گفتار

صلی اللہ علیہ وسلم اس بارادارانہ مباحث کے ساتھ جسے آپ سے وہ آپ کی دعوت سے متواتر اور محنت و جنگ کرنے والے یہودی جاسٹس ہیں پہلے شخص ہیں جنہوں نے عقیدہ اور دین کے حق میں کبھی کوئی آزادی کا قانون نافذ کیا۔

آزاد دنیا کے جمہوریتوں کو آپ کے قوانین تسلیم کرنے میں دیر ہوئی ہو سکتی ہے۔ ان کی حکومتوں نے (وہ کو مطلق آزادی دے دی ہے) لیکن یہ آئین وہ خود رکھ کر اور جو چاہے اس کا اعلان کرے۔ خود وہ بات ناممکن دینی کی مرضی کے خلاف ہو اور اس کے نظریہ کے منافی ہو۔ یہ بات میں تاخیر کے منتفی ہیں جو مسیحیت میں کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے اور مستشرقین سو سال سے اپنے عقیدہ و دین اور نظریہ کے ہم دین مخالفین کے مقابلہ میں نافذ کیا ہے۔

مشرق میں یہودی تائید کے قوانین تسلیم دلت یہودی صدی تک اس بات کی استقامت نہیں رکھ سکے کہ وہ ان عام آزادیوں کے قریب نہیں چھٹک سکیں جو حضرت مسیح کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں دینوں کو دے دیں تھیں جو عقیدہ و دین اور فلسفہ میں آپ کے مخالف تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے متعدد مخالفین آپ کے ان یہودیوں کے مقابلہ میں دیکھا جنہوں نے آپ کے اند آپ کی دعوت کے خلاف تمام وسائل کو استعمال کیا، تاکہ لوگوں کو آپ کے حق میں بھٹکا دیں اور آپ کی دعوت میں شک پیدا کریں۔ لہذا وہ حراست کے ساتھ آپ پر ان آپ کی حالت پر یقین کرنے تھے۔ اس کے باوجود آپ نے ان کے خلاف کوئی مادی کارروائی نہیں کی۔ اور نہ ہی ان پر کوئی قانون نافذ کیا۔

اور نہ ان کو طرد و حق کی بات اور نہ ہی ان کی جیسی کوئی اور کارروائی کی ہے۔ حالانکہ آپ جنت تھے
 کہ آپ ان سزاؤں کے سینے پر پردہ قدرت رکھتے ہیں۔ کیونکہ حکومت بھی آپ کی تھی اور
 اور قوم بھی (سوائے رب و کے) آپ کے اشارے کی فرمانبرداری تھی۔ عقیدہ اور سیاست کے میدان
 میں مستحکم دنیا کے ترقی و تہذیب و تمدن بھی آج تک دشمن کے سامنے اس حد کو بردار رکھنے کی
 طاقت نہیں رکھ سکے۔ یہی مغربی جمہوری ممالک کے موجودہ قوانین، نظریات و مصلحتیں ہیں۔
 جملہ امت کے ساتھ ہم مغربیوں کو نام آزدی و باطنی دینے والوں کی ہمدردی بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس
 شراب کے ساتھ کہ پامیدان اسی سے تخریب بخانی دروگاہی کے درمیان فرقہ انگیزی اور انتہا پسندی
 کیا جاتی ہے جس میں آپ آزادانہ اس قدر کے اپنے استقلال کی عاقبت توجہ قرار دیں اس آزادی کو نہ کہ یہ
 ہیں اور تخریبی مقصد کے لیے آزادی حاصل کرنے والوں کو تعزیرات سے روک رکھتے ہیں جس کی انتہا
 قائم شدہ نظام کی برابری پر موقوف ہے۔

اور جب ہم یہود کے ساتھ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل کو دیکھتے ہیں تو
 ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہے ان سے رواں دواں حرکت کیا اور آپ نے انہیں اپنے متعلق اور
 اپنے دین اور نظام کے متعلق ہر بات اپنے کی کھلی آواز دی اور انسانی۔ حالانکہ آپ کو علم تھا کہ ان کا نام
 تنفیذ است اور مخالفت و جو بات کا مقصد آپ کے دین کو برادر کرنا اور ہم و انہوں کے درمیان
 فرقہ پیدانا اور قائم شدہ نظام کو سبدم کرنا ہے تاکہ معاشرہ پر ان کا تسلط۔ کہہ دیتے

یہ امام ہیں جیو کہ کتاب ہے ہم کچھ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہودیوں کی مخالفت میں ان کے
 کا نظام جو فرد کو نام آزدی دیتے ہیں ان مقام سے بہت دور ہیں جس مقام پر ان لوگوں نے
 پہنچا ہے۔ شعور و تہذیب ان کے دین آپ نے اپنے عقیدہ و دین اور نظریات کے تابع ہیں۔

جب تک یہودی آپ کی دعوت کے مندرجہ ذیل امور میں ہر پہلو پر فتویٰ دیتے ہیں
خطرناک طریق | تاکہ یہ اور نہ انی اعتراف سے کہے بغیر بڑھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم یہودیوں کے ساتھ جیسے معنوی طور پر ملکا تم ہے۔ اور آپ ان کے انتقادات و الزامات
 اور مشکلات پر ہر ملکیوں کے مقابل میں ان سے رونا دھنا کہنے میں انہماکی سے بچتے ہیں۔ تاکہ جب
 یہود نے اسلام کے مقابل میں دوسرا اپنی طاقت و بیعتی کیے کا طریق اختیار کر لیا۔ اور اس طریق

میں بڑھتے چلے گئے انہوں نے جنگ کی دھکی دیا پھر بہت بہت تباہی برپا ہوئی پھر کر کے نہیں رہا بگڑتا
 کیلئے حضرت غلام علیؑ اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے دیکھا گیا اور غور آپ کے فعل کی ممانعت
 کی تو حضور علیہ السلام نے بھی اس حد تک پہنچی کہ منسوبہ کے مقابلے میں دوسرا طریق اختیار کر لیا جو نونہ
 عزم و اہمیت کا حامل تھا اس مزم حاشیہ کا برسرے لاؤ لانا، اہمیت کی حمایت کے لیے تھا پھر حضرت
 نجف کریم علیہ السلام کی جانب سے پرمان چلے دی تھی اور جو ان جوں ہی مدد کی سازشوں اور دھڑکے
 جنوں میں تو ریس کستے جاتے تھے جن کا مقصد بنی حد تک تباہ کرنا اور آپ کے لئے ہونے کے نظام
 کو توڑنے کے واسطے پائل کرنا تھا میرا کہہ کے واقعات نے اس امر سے قدامت کی قیاس ہے۔
 قوی قول و حرکت کی حمایت میں بھی درست پہلو ہو گئی۔

نہ بکا کل بنائی ہے کہ سب نہ پہنچے ہیں جو یہاں سے ملنا لازماً ہے توئی ہو گئی وہ جو
 قنبر کا تھے جو جزیرہ عرب میں تمام بیوہ بڑھنے زیادہ بچھڑے تھے اور ان کے ساتھ ساتھ مزین
 کے سرمایہ و مدد بھی تھے۔ یہ بیوہ کا اور سر سے بیوہ کی قنبر کی کو چھوڑ کر اس کے اندر رہ چھڑے۔
 اور یہ مسلمانوں سے لے کر لڑائیوں جنگ سے طرز پر لے گئے اللہ یہ مسلمانوں کو بے عزت کرنے
 اور ان کی حکومت کے استغاثات کرنے میں اس حد تک پہنچ گئے کہ انہوں نے مسلمانوں پر
 دست و دھائی شروع کر دی جس کی وجہ سے فریقوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ جو قنبر کا جنگ کے
 لیے تیار ہو کر اپنے منسوبہ و قلموں کی پناہ میں آئے تھے۔ جن مسلمانوں نے ان کا سامنا کر لیا۔ یہاں تک
 کہ انہیں حواشی پر مجبور کر دیا پھر دین سے انہیں کل طور پر حیلہ دہنی کر دیا گیا ہے۔

پھر بیوہ کی منظر پر کرنے والی مسئلہ کا روایات، گفتگو کے حلقے سے نکال کر عمل کے حلقے
 پر آئے ہیں۔ جو قنبر کا جنگ کی جلا وطنی کے بعد مشہور بیوہ کی کعب بن اشرف قتل ہو گیا کیونکہ

لہذا وہاں پہلے لکھا ہے ۱۲ بیوہ کے ۱۳ برابر لکھا ہے کہ ان سے جو بیوہ قنبر کا جنگ کے بعد مسلمانوں سے ہر جنم ہونے
 ۱۴ سے ہیں جو رحمت قبول کر لی ہے۔ یہ بات۔ استاد محمد علی نے بھی اپنی کتاب تاریخ العرب لکھا اسلام
 جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ سے نقل کیا ہے۔

۱۵ جو قنبر کا جنگ کے بعد بیوہ کی جلا وطنی کے واقعہ کی تفصیل ہادی کی یہ فرجہ احمد ص ۱۰۱ پر دیکھئے۔

اپنے اہل لغو فکریہ سے دین کے امن کو بہرہ ور کرنے کا بیج پکڑا دیا اور اس علاقہ کا سب سے بڑا سربراہ تھا ابو عرب تھا۔ انھیں یہاں کے عہد میں قریش بھی شامل تھا، انھیں مسلمانوں سے جنگ کا کہنا نہ ہوتا تھا۔ جنگ کرنے کی دعوت دینا ملے

پھر کعب بن اشرف کے قتل کے بعد اہل یمن سے جو تعین کے بیوروں کو اہل وطن کی نگاہ میں ہو دیں وہ عہد شکنی اور اصرار میں یہاں تک لے آئی کہ انہوں نے اپنے علاقہ کے خلیفہ حضرت علی کو ہم علی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سزا کی۔ یہاں کے مشہور سرکردہ مشرکین پر سبوں کی فوج خلیفہ کو پہنچانے کے دو سالوں کے بعد آئی۔ اور وہ حضرت علیؓ کو یہاں پہنچانے کے لیے علم اور آپ کی دعوت کے خلاف جنگ کو لگاتار سے طرز پر میدان میں منتقل کرنے لگے۔

جب یہاں کے خلیفہ عمر کو یہاں کے مسلمانوں کو مشرکین پر فوج کا مل ہوئی تو یہودیوں کی جانب سے اسی وقت یہ ہتھیاروں معرکہ ہو جویں انہوں نے اس سے دو طرز پر معرکہ ہونے کی ابتدا جو تہذیب کے یہودیوں کے فتنے سے تھی اور اس کا اختتام تو قرآن کی تہذیب سے ہوا۔

پانچ سال کے واقعات کو ایک ٹکڑے میں بیٹھنے والے پر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یہودیوں کی ساعت سے بھی انہیں شدید درد تھا۔ یہودیوں کا اسلام کی جتنی کٹھن تھا۔ ہر دیکھنے سے مسلمانوں کے وجود کو ختم کر کے سوا کسی بات پر رضامندی نہ ہوتی اور ان سب سے پہلا سیٹھ بڑی شمشیر خیمہ کرنے کا ہوتا۔ اور ہر امر جنہوں پر وہ قبضہ کر لیں تو کھینچا دیتے اور قرآن کے دو میدان متعلقہ ہے۔ مگر حالات نے انہیں اجازت نہیں دی کہ وہ حضرت علیؓ کو یہودیوں کے خلاف ہر قسم کے ساتھ ایک دھڑائی میں جانیں۔

اگر یہودی جمہوریت کو تسلیم کرتے اور اسلامی حکومت کے جھنڈے سے اپنے خدو و شکوہ کا ریلو ضبط میمنہ ہونے کے ساتھ جھکے۔ اور ہم وطنوں کی طرح جمہوریت نظام سے وابستہ ہو جاتے اور اس کے زیر سایہ آجالتے۔ تو انہیں پہلے دین پر آؤ اور انہوں پر قائم ہونے کے لیے یہی حق ہو جاتے جو مسلمانوں کو ہوتے۔ یہ سب کچھ یہودیوں کے خلاف انہوں کے بدلے میں ہو رہے ہیں کہ یہودی

وہ: مسلمانوں پر مسلمانوں کے خلاف ازادی سے کام کہتے تھے اس بات کو واقعات نے پرہیز خیر و خاست سے ثابت کیا ہے۔

پانچ سال کے بعد یہودی تعاقبات کے استغ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انہیں ایسی دوران میں مسلمانوں کے ذہن کو تباہ کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں کیا اگر انہیں کسی لمحہ یہ سوچے میرا جہاں تیرا ہو تو مسلمانوں کو غم کہنے میں تیرا نہ کہتے خواہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان بڑا عہدہ اور جڑ پکھٹا ہوتا ہے۔

اور آخر قریب کے یہودیوں کے فعل پیشہ پر یہ سب سے بڑھ کر وضاحت کرنے والی بات ہے کہ انہوں نے مسلمانوں پر کیجے سے غریب و غلامی کی سازش کیا جب کہ وہ جنگ کے نہایت بزرگ مقام پر ایک زبردست دشمن کا تذکرہ کر رہے تھے۔ عہد نے اپنی کئی گنا زیادہ فوجوں کے ذریعہ ان کا اس طرح گھیرا کر لیا تھا جیسے عرصہ میں مسلمانوں نے جویرہ کو گھیر لیا ہے۔ آخر قریب کے یہودیوں نے یہ غدارانہ سی وقت کا جب کہ وہ مسلمانوں اور یہودیوں کے ساتھ کھڑے تھے مسلمانوں کے ساتھ متعلق تھے جس کے فقرات میں ہے کہ یہودیوں کے وقت میں مسلمانوں کے ساتھ اس طرح کا ایک حق نہ ہو گا جس پر عہد کا وفاق نہ ہو گا۔ جب لکھے کوئی جنگ پیش آئے جسے مغرب کے انہوں نے جی جی مین مسلمانوں کے برعکس تھا۔ یہودیوں نے ان غداروں کے ساتھ مل کر لڑنے کا بھلا لیا نہیں پیچھے سے غریب و غلامی کی سازش کی۔ پانچ سالوں میں یہودیوں کی دیکھ بھلی احمد وائی کے ساتھ ان کی یہ کارروائی اس امر کی دلیل ہے کہ یہودیوں نے اول مسلمانوں سے ہر وسیلہ سے اور ہر حالت میں کوئی ہتھیار نہ پر مسلمانوں کو قتل کرنے اور اس کے وجود کو ختم کرنے کی کھانی ہوئی تھی جب کہ مسلمانوں کی حالت ان کے برعکس تھی۔ ان یہودیوں کو تباہ کرنے کے ان کی کوئی ایسی قیمت نہ تھی۔ حالانکہ وہ ان کی بڑی ہتھیار سے آگاہ تھے۔ اگر مسلمانوں کی کوئی ایسی قیمت ہوتی تو وہ یہودیوں کو جب کہ ساز و برگ ان کے بالکل تھا پہلے ہی تباہ کر دیتا اور پھر ان کے کوئی وقت ان کی راہ میں حائل ہوتی وہ ان یہودیوں کی بڑا کام لیتے۔

تین ان حقائق پر ان تعاقبات سے تین سال قبل ہوتا ہے جو مسلمانوں نے یہودیوں کے مقابلہ میں کیے۔ جو تعاقبات اور مزاحمت کی انہیں معاشرہ کے بعد کج جنگ میں مسلمانوں کے سامنے تھی

ڈال گئیں۔ سولہ جلدوں کا مجموعہ یہ ایک ادا سے بھی زبردہ عرضیں گزرا سکیں۔

اگر مسلمانوں نے ان کو تہ و کتبہ کہنے کا منصوبہ سوچا تو اتنا ان کی استطاعت میں تھا کہ وہ ان
بتعمیلہ ڈنٹے سولے بیویوں کو بندیت آسان سے بھاگ کر لیتے۔ لیکن جو وہ تھا ایسا نہیں کیا کیونکہ
ان کی ایسی کوئی ترشہ ہی نہ تھی۔ انھوں نے ان کو صرف بڑبڑ سے جلا وطن کہنے پر اکتفا کیا۔
جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اگر یہودیوں کو موقع ملتا تو انھوں نے حضرت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر لے اور مسلمانوں کو قتل کرنے کا منصوبہ سوچا ہوا تھا مگر ہر جہد
منصوبہ میں قسمت ان کا ساتھ نہیں دے۔ بنی قریظہ ان کی پشت پر مہم کے ساتھ اتفاقاً دیکھا جوں
کہ اگر یہودی مسلمانوں کے مقابلہ میں ایسے حالات میں کامیاب ہو جاتے جیسے مسلمان بنو قریظہ اور
بنو نضیر کے کام میں ہوئے تھے تو وہ ان کی کھلی ٹھانی یہ ایک شیطانی مکرورہ کرتے۔

دوسرے عظیم مکر میں مسلمانوں کی فتح وہ پہلا واقعہ ہے جس نے یہود کے دلوں میں وہ
حسرت گھونپھڑا دیا جس سے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے وفاداروں کے
بائے سرکار کو دیکھ کر ہلاکی انگھٹکا۔ ان کا شرب کے میدان سے زبردستی کھینچ کر لے کر لے کر
کر دیکھ کر رفاقت اور خوفزدگی سے متاثریت کہنے کے پیرتا رہے۔

انہوں نے اس پر طرطریق کے ابتدائی قدم کے طور پر یہ کیا
یہود کا جنگ کی دھمکی دینا کہ ان مسلمانوں سے ٹکرائے گئے اور ایسی باتیں کہنے

گئے جن سے یہ یوں آئی کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کا دھمکی سے رہے جس حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہود کی تباہی سے نہ ملے تھے۔ ہم سب انہوں نے یہ طریق اختیار
کیا تھا۔ آپ ان کی ملکہ کے حرکات کی ٹکرائے کر چکے تھے۔

سب سے پہلے بنو نضیر اس طریق پر چلے اور مسلمانوں کو دھمکا یا اور انہیں تسخیر میں مبتلا
کیا۔ کہتے ہیں کہ اس قبیلہ کے بڑے بڑے سردار اس سے بھی تلخ و سوسے یہود پر نہایت شہادت
شری قوت اور سراہہ دے دی تھی اس سبب کہتے ہیں۔ ان کے پاس معتبر و جنگی غلے ہیں جن پر یہ فکر

لے جات کی سناں ہو رہے ہیں۔ یہ صورت شریعت کا تو لہ ہے۔

گستاخوں اور افسانے نگار سب سے پہلے یہ فراموشی نہ ہو کہ مسلمانوں کے نزدیک سچے انسان کے گھر میں بندے
 وندریں اور درخت پھوٹی نہ ہوں گی۔ گھر درختوں سے مٹا ہوا تر پتہ عورتوں کا نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیوقوفیت قلعہ کو نصیبت کرنا

شرائع کی امداد و تسخیر ہو گی گو وہ و غفلت اسلامی کے انتقاد کا سرِ مسمم کے پرستے ہیں حوادید جنگ اور غمخیزی سے بھرا، اندوہ و حسرت کی موریہ لہرائے علیہ السلام ان کے اندر بیانِ ماضیہ "در سق الف خلد" حضور علیہ السلام جنگوں، غمخیزی کی کوئی تاب نہ کرتے تھے۔ آپ نے حسب سے پہلے ان کی دینا کو بیدار راستے کی طرف توجہ دلائی کہ نہ نسبت اور نہ مذاکرات کا فربہ اختیار کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ ان کی اصلاح کرنے اور انہیں گمراہی سے واپس

دے اور خطرناک راستے سے مارنے کیلئے اسے اسکی بازو میں منہ دے گا۔ اور وہ طوطا کا طریق ،
 جوٹک کا طریق تھا۔ روئے بات کسی پر غصہ نہیں کہ وہ جنگ کی دھمکیاں دے۔ کہتے تھے رابطہ حضرت
 شایبؑ میں اور علیہ السلام اور دستگیر کے اور ہر قسم کی خوشخبری کی کوڑا سکنے کے شد یہ خواہ جہنم سے تھے
 تمہیں نے شرب کے دیگر قہاں میں سے جو تفتیقہ کو اس، جبکہ اس میں مدد کا اس کے بیٹے مرث
 اس سے دعوت دی تھی کہ آپ کہ یہ بھین حاصل تھا کہ یہ لوگ اس معاہدہ کو جو ان کے بعد مسلمانوں
 کے درمیان سے ہر چاہے۔ تو کہنے اور جنگ کی دھمکیاں دیتے تھے اس واسطے کہ ہر باد کرنے والی
 سرزمین پر طوطا ہے۔ اس جنگ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفتیقہ کو صحیح
 زاہد حرفت و اہل لہے اور مسلمانوں اور یہ یہود یوہو کے درمیان سے شدہ معاہدہ کی دفعہ شد
 پر پابند کرنے کی کوشش کی نیز آپ نے جن میں غلط و نصیحت کی اور سرکشی و باغی اور دوزخ میں
 کا طریق طبع رکھنے پر اذیتا کہ یہ یہ بھی تیار کہ جب قریش نے تعلیم و باغی اور سرکشی کا طریق اختیار
 کیا تو یہ نہ کہ وہ قریش بھی اس کا اثر نہیں سہا۔ آپ نے نہیں کہا کہ اسے گروہ و یہود و قریش پر جو
 عذاب نازل جہنم سے اس پیچھے مذہب سے خدا سے دوزخ و یہ بات نہیں ہے کہ جو تفتیقہ
 خدا سے یعنی ایسی بات جو یہود و مجوسی سے بہت چلتا تھا کہ وہ ظلم و باغی اور سرکشی
 کے استحقاق چلتا کا عزم نہیں کرتے ہیں جس پر قریش چلتے تھے۔ گریہ نہ ہوتا آپ نہیں

و جمیع بیت و کوشا تھے جو سرکہ چدر کے دو ذریعہ نشی کو پہنچتی تھیں۔

بنو قنیقہ کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت چاہتا تھا [حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کی نگہ سے نصیحت کا جواب نہ دیا۔ بلکہ باغی ہو کر یہ بھی یہ کہلا کر نکلا۔ حضرت میں شال تھا۔ اس سے اس کا پتہ چل گیا کہ جو وہی سخت رویہ رکھتا ہے۔ وہ مجھ سے کافر بن گیا۔ کافر بننے کے بعد اس نے کہا کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نصیحت کی اور انہیں معاہدہ کی انہوں نے کیا بند کی کہ نہ اس اور اس و ان سے نہ ہٹے اور جنگ و جدل کو نہ لائے۔ اور اس کو خواہاں کرنے پر۔ تنہا ایک تو بڑا بڑا نے جو اب میں جنگ کی دھمکی دی۔ بلکہ اس جنگ کے لیے انہوں نے تیاری کو دیکھا۔ اور یہاں انہوں نے اس کا انہیں یہ نصرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

کی بات ہمیں فرمائی سمجھتے ہیں۔ یہ بات آپ کو دیکھ کر میں نہ لے لے آپ نے اس کو ہم سے جنگ کو کہے کا مایاں حاصل کی ہے۔ ہم سے جنگ کا علم ہی نہیں ہے۔ نہ ایک قسم کے انہوں نے آپ سے جنگ کی کوئی بات کو پتہ چل جائے گا کہ ہم ہی ہوں۔

یہاں پہنچا۔

اس طرح اور پہنچتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ سے لگا اور اس کے زور اور ایک دوسرا اور اس کی طرف آپ کا بھروسہ ہونا ایک طرف سے اس طرف آپ نے اپنا غمناک کیا۔ اور اس پر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک طرف سے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ مگر اس کا انہوں نے جبر سلطنت بنا کر اس کے خلاف سے واقفیت پر نہ لگا۔ اس کے لئے کہ امت کے پرہیز سے کیا نکلتا ہے۔

بنو قنیقہ کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت چاہتا تھا [اسی سلسلہ امور سے بعد از پیش کرنے سے یہاں تک کہ انہوں نے اس جہاد کو

کے ہی میں پند جنگ کی طرف لائے کی کوشش کرنے سے یہاں تک کہ انہوں نے اس جہاد کو کو بھی نہ لیا۔ جو ان کے اور سامانوں کے۔ یہاں پہنچا تھا۔ اور فریقین کے درمیان جنگ

کھین گئی۔

ایسا معاملہ ہوا کہ کاتبہ کہ اس جنگ کا باعث یہ امر ہوا کہ ایک مسلمان حضرت سہیلہؓ میں جو قنیقہ کے بازار میں بیچنے لڑوڑت بیچنے لکھیے آئی اور حسب وہ بیچ گئی تو یہودیوں کی ایک پانچواں لکھیے مضرپ کرینے اور اس سے لڑنے لگی انہوں نے جان کر وہ اپنا چہرہ ترنگ کر دیا۔ مگر اس نے انکار کیا تو ایک یہودی نے اس کے گھر سے لکھیے لے کر اس کی پشت کے ساتھ گرہ لگا دی جس کا لکھیے علم نہ ہوا۔ یہی وہ اٹھی تو اس کی طرح گاہ نیچے ہو گئی اور یہودیوں نے اس سے جنسی مذاق کیا تو وہ مسلمانوں سے عذر مانگتی ہوئی چلائی تا ایک مسلمان وہاں موجود تھا اس نے زیادتی کرنے سے یہودی پر محرک کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور یہودیوں نے مسلمان پر لکھیے قتل کر دیا۔ تو ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اسی موقع پر یہاں کاتبہ کہ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کا محاصرہ کر دیا۔ مگر وہ کسی دوسری تفصیلات کا ذکر نہیں کرتا۔

ابن اسحاق کا مناقشہ | لیکن ایک مزید بہادری محقق کے یہ یہ لیلیم کرنا مشکل ہے کہ یہ انفرادی وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہونے لگا کے محاصرہ کا دوسرا بیان ضروری ہے کہ اس وقت سے بڑھ کر بڑے بڑے واقعات ہوئے ہوں جنہوں نے تو قنیقہ کے محاصرہ اور ان سے جنگ کرنے تک پہنچا ہو۔

بعض شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاصرہ اور بڑواری کو جانتا ہے وہ یقین رکھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت محاصرہ کیا جب آپ کو عہدِ نبوت سے کاتبہ ہو گیا۔ اس کا یہاں یہ ہے کہ آپ نے اسی کے بازار میں ان کے ساتھ میٹنگ کی اور انہیں انبیاہ کیا۔ اور نصیحت بھی کی کہ یہودیوں نے اس عہد کے واقعہ اور اس پر زیادتی کو مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اسی کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے قلعہ میں پہلے بیٹھے ہی بلکہ ان کی اہم قسم کی گفتگو اور مذاہمت کو ترک کر دیا۔ اور یہ سب کچھ اسی منعوبہ اور شہت کے مطابق تھا۔ مگر وہ اسی صورت پر بیٹھے کے یہ کو چکے تھے۔ جو قریش نے بدر میں کیا تھا۔ یہاں انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا۔

اور ایسی اسکانے تھیں اس کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کہتا ہے کہ :-

جو تہذیب و تمدن ہے وہ ایک ایسی چیز ہے جس کا وجود ان کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا اور بنو ہمدان کے درمیان جنگ کی گواہی دے مطلق بیان نہیں کیا کہ انہوں نے سزا کیے ہمدان پر :-

لیکن قرآن نے دھرم پرستوں سے عداوت کرنا واجب و اشعار کیسے کہ جو تہذیب و تمدن اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کا سبب اس عداوت کے واقعہ سے بڑھ کر ہے جس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب قریش نے ظلم و ستم و سرکشی سے مسلمانوں کو حقیر کرنے کے لیے واقعہ بدر میں جنگ کی ایک بھڑکانے کی کوشش کی اس وقت مرید میں پیرو یوں کی سرکشی اور ظلم بھی مسلمانوں سے گریز محسوس کرنے میں اس کا سبب بن گیا قرآن کریم میں جو تہذیب و تمدن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلِ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ أَعْرَضُوا عَنْكَ أَمْ لَمْ يَعْرِضُوا عَنْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ أَعْيُنِنَا ۚ قُلِ اللَّهُمَّ تَعَالَىٰ عَنِ الدُّنْيَا وَالْآٰلَةِ وَالْأَعْرَافِ ۚ

جہاں سے نزدیک یا دور ہو سب سے کہ جو تہذیب و تمدن کے نام کا انفرادی واقعہ ان پیرو یوں کے کامروا کا واحد سبب ہو بلکہ ضروری ہے کہ یہ وہ عداوت کی جانب سے کچھ اور پیشے و عداوت و عداوتات ہیں جسے جواب میں سے بھیجنا ہو کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا موازنہ کیا ہر ایک کو ان کے شر اور جبروت کا رد انہوں کو ایک حد کے اندر رکھیں جو تمام بشری قوم کو محدود نہیں تھیں جن کی کوئی حدود میں ملنے کی جگہ اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب میں جو تہذیب و تمدن کی عداوتی کے متعلق یہ نوٹ کیا ہے پھر وہ اپنے طہرانگریزی مؤلف ڈاکٹر شوگر کی رائے کا علم ہوا :- یہ تو صرف اپنی کتاب (محمد بنی ہمدان کے خلاف) پر لکھتا ہے کہ :-

تہذیب و تہذیب و تمدن کو جلا وطن کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرکز کی محضیت کا اہم سبب ہے اور محض و راستہ کے مطابق اس جلا وطنی کا سبب یہ ہے

[illegible]

پھر اس واقعہ کے بعد جن کی اپنے تھکوں میں پہلے تھے، اور محمد علی احمد علیہ السلام نے اپنے چار کاموں کے ساتھ ان کا معاوضہ کر لیا۔

خیر رضا گری و امی: ای بدایت پر، خیر خلتا ہے کہ۔

[illegible]

پھر خلیفہ کا اپنی خاص شہرہ بونٹ بھانجنا ہے

اودا اہمید، جنہوں نے محمد علی شاہ علیہ السلام کو یہود کے علاوہ دین کرنے کے لیے قید کر رکھا تھا، معلوم ہوتا ہے وہ اس سرکاری راتھ سے بہت اگے سے تھے۔ یہود جو اپنے احادیث میں حضرت علیؓ کے لیے مکمل استہزاء کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس لیے محمد علیؓ علیہ السلام نے ان کا مقابلہ کرنا ضروری سمجھا۔ اس کے باوجود وہ ہمیشہ ہی آپ کے ساتھ بعض انعامات سے فیضیاء یافتہ رہے۔ ہمیشہ شہادت شہیاد سے ان کی غوری کرتے رہتے تھے کہ وہ آپ کے باہمی معاملہ کی حقارت کے باعث آپ کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی۔

پھر حضرت شکر ہی ایک اور دروازہ پر آن کوئے سے صبح سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کا دروازی کا سہم ہوا۔ وہ کہتے ہیں
”خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم تھا کہ قریش مکہ کے ساتھ جو بیعت

دشمن ہیں، اگرچہ وہ اس کے خلاف سنا اور تعلقات کو ختم کر دیں، زور دے بغیر یہ اس بات کو اس سے کہہ دے کہ وہ اس سے شہر کیلئے جانے پر مستعد ہیں اور یہودیوں کے درمیان ہے پانچ کا تھا۔ یہ کہ اس کو قوت دے والا یہ ہے کہ اسے گالے، غراہ، کوڑے، سبب بھی ہو سکتا ہے، لیکن یہ انہیں پرنا تم میں کہنا حضرت علیؑ نے یہ اس کے خلاف غراہیں کے تحت نہ ہوئے تھے۔ اسے آپؐ کا سبب اور اس کی بی بی تو اسے حق و صل کے مسئلہ پر تھے۔ (روایت علی بن الحنفیہ عن صفوان بن عیینہ عن علیؑ)

بنو قنیقہ کا غنا مہرہ

سبب آپ کے نکلنے اور تہجرت کو سود مند ہے یا اور نہ کیجا

ان مکرر یہودیوں کا مندر بہ تلواریں کے سوا۔ مجھے پیش کیے بغیر

کوئی نادر نہیں آسلا۔ ان کے ساتھ جہاں کے یہ تیار کرنے کے بعد۔ پہننے اور غنہ

کلیا۔ اور انہوں نے اپنے قلعہ کو بڑا بنا دیا۔ یہ مکرر کے بعد۔ سر سے سہاں نصرت

شوان کا قاتل ہے۔ یہ مکرر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی تہذیب۔ یہ کہہ گئے۔ پندرہ رتوں

کھسکہ یہود کا مکرر وہاں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رسوخ فرما دیا۔ اور ان کو

کر گیا۔ اور انہوں نے، اعلیٰ عزت اختیار کرنے کے لیے مذاکرات کا رونا لہا کر کے، میں حضرت

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مذاکرات کیے اور ان پر شرطیں لگا دیں۔ ان سے کہہ دیا کہ اگر

مذاکرات کا نتیجہ ہو کہ حضور علیہ السلام ان کے مقصود جو چاہیں۔ یہ کہہ کر گیا۔ اس بات کا

میں نے یہودی سے کہہ کر یہودیوں کے وقعیوں میں نظر انداز کر دیا۔ یہ کہہ کر ان میں سے یہودیوں

سرو کے لیے کوئی حرکت نہیں کی۔ معلوم ہے کہ اس کا مراد وہ آج کی عداوت ہے جو جو

قیقات میں فرانس کے سفیروں اور فرانسیسیوں اور جو تھیں اور ان کے خط (یعنی) کے دو مہینے تک

مناقضین اور وقعیوں

مناقضین اپنے بیڑہ میں لے کر، ان کی قیادت میں، ان کے

کے ساتھ مل کر ان کے یہودیوں کے درمیان ہونے والے

کو چکر ہے۔ یہ غنا اور ان کے دل میں یہودی کے یہودیوں کے خلاف عداوت اور

خدا سے دعا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول ہو اور اس سے ہر مسلمان کو نصیب ہو۔ آمین

[illegible]

سے کہا بے تحیرہ روزِ جنی میری ذرہ سے اپنا ہاتھ نکال لراں اور بچے ناراض ہو گئے یہاں تک کہ لوگوں نے آپؐ کو سب سے پرانا دانگی کے آثار دیکھے۔ پھر آپؐ نے وہاں ناراض ہو کر فرمایا تیرا بچا اس لئے چھوڑ دیتے۔ انکو منافقین کے سردار نے آپؐ کی بات نہ مانی بلکہ آپؐ کو خدا سے پیچھا کا اور یہودیوں کے شوقِ معاشی طلب کرتے ہیں اسلئے کہتے ہیں کہ

وہ خدا کو قسم سب تک آپؐ حبیبہ و دستوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں گے یہی آپؐ کو نہیں تبدیل کرے گا۔ چار سو شیخِ سرمدہ اور جن موزرہ پرستوں نے مجھے احقر اسود سے روئے دیا ہے۔ آپؐ ان کو یکے سے کو کاٹ کر رکھ دیں گے۔ ہر ایک قسم کی وہ آدمی ہوں جو کہ خشن و درنگا سے خائف ہوں۔

اسی طرح اہلِ باطن کے مسئلے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے سردار کو دیکھا کہ قبول کیے بغیر کوئی جلدہ کار نظر نہ آیا۔ اور آپؐ نے اس کے یہودی عقیدوں کو یہ کہتے ہوئے معاف فرمایا۔ جادو تبرے ہوئے۔

اس طرح منافقین کے سردار نے سرکشی اور تمرد جو تصبیحات کے قوانین معفو قرار دیا تھا مالا محو وہ اپنی سرکشی، عداوت، شکیانہ اور نفرو کی سزا میں موت کی توقع رکھتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے شریعت کو بھی ملامت چھوڑ دی۔

یہودی کا سب سے بڑا باغی | بنو قریظہ کے یہودیوں پر جو سزا دی گئی تھی اس سے یہودی کا سب سے بڑا باغی | یعنی یہودیوں نے کوئی نصیحت حاصل نہ کی۔ حالانکہ وہ شریعت کے یہودیوں میں سب سے طاقتور تھے اور یہودیوں کے کلاس دشمنانِ طوطی کے علاوہ اپنے شریرانہ عقائد کا مدعا نہیں کر سکتے جو وہ اسلام کے خلاف تدبیر رکھتے اور اس لئے ہر شے ختم کرنے میں زیادہ بڑا حصہ۔

شریب بنہ بدربور کا سب سے بڑا باغی اور انہوں نے سورج و سراج و انکعب بن شرف سب یہودیوں سے بڑھ کر مسلمانوں کا استغاثہ کرتا اور انہیں بد چلیئے دیتا تھا۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ ایذا دلا کرتا۔ اور اس پر ترگوں کو آمادہ کیا کرتا تھا۔ وہ جوچ اچھا شاعر تھا اور مستزاد تھے کہ وہ مسلمانوں کے اہلِ عداوت کو ہر طرح مزا اور ناک کی عورتوں کی تشبیہ

کہا اور سرستان کے نام سے کر مقرر کیا کہتا تھا۔

ایک یسوی کا نائب عرب کے طے قبیلہ سے ملتا تھا اور اس کی زبان اپنی نصیب کے
 پیرو بولیں سے تھی۔ اور مزینہ کی ایک صاحب وادی بہترہ کے جنوب میں اس کا ایک معنیہ
 تھا۔ اس کے ملے میں پانی بھی بہتا تھا اور اس میں اس کی اور اس کے اتہار کی طرف سے اس کی ہر چیز
 اس کا اور غلہ پرورد تھا۔

ہاشمی کا بھائی تاج محمد | بہرہ کے عظیم سرکر میں مسلمانوں کی فتح، اس کے تعلق عہد اور مسلمانوں کے
 تباہ کرنے کی کوٹھن کا پہلا باعث تھا۔ اس یسوی کو حبیب اللہ علی کہ
 مسلمانوں کو جو یہ فتح حاصل ہوئی تھی اور اس نے دیکھا کہ وزیر بن علی در عہد اللہ بن معاویہ
 جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری تھی کہ یہ بھیجا تھا، مسلمانوں
 کو فتح کی خوشخبری تھی۔ یہ ہے کہ وزیر کعب نے ان کو فتحی لہر زوں کے نام لکھے جو بہرہ میں لکھی
 ہو گئے تھے۔ اس نے غلہ سے کہا کیا یہ چھ سب سے کیا ہی ہو گوں کا یہ دونوں نام سے ہے
 ہیں کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فتحی کر دیا ہے۔ یہ عرب کے اشارت اور لوگوں کے بارشہ
 ہیں۔ خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گوی کر دیا ہے تو زمین کا بطن اس کے لہر سے
 بہتر ہے نہ

مسلمانوں کے خلاف آگسٹ | باوجودیکہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ لے پا چکا تھا اس
 معاہدہ کی پابندی کے بموجب پیرو بول کو مسلمانوں کے
 دشمن جو ایک تفریق کی تائید حاصل نہیں کرے چاہیے تھی۔ اور باوجود اس کے کہ پیرو بول
 نے بہرہ و غلہ کے بعد مسلمانوں سے معرفت عہد کی پابندی کرنے اور یہ دونوں کو کئی قسم کی
 ایڑ بھائی کرتے دیکھا تھا۔ اس باغی کعب بن اشرف کے باغی کہتے اور عہد شکنی نے جو شہر
 اور میں نے تمام سہولت و موافقت کو دیا۔ کے ایک گوشہ میں ہے نا۔ اور عہد شکنی سے

ملے ان دونوں کے حالات کا تذکرہ بہرہ پر دیکھئے۔

ملے وہی نام جدا ملے

مسائل سے انتقام لینے کی نگرانی۔

باطنی مکتبہ [تھا۔] یہیں درحقیقت باطنی کو حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف براہِ عقیدہ کے اور مسلمانوں کے خلاف ہتھک ہتھکے کی ترغیب دینے کے لیے نکلا۔ وہی ترغیب نہ مسلمانوں کے اور نہ ان کے خلاف مسلمانوں یا چاہنے والوں کے ہتھک ہتھکے (جو اس کے بدستور تھے) اور ان کے ساتھ اپنی ہتھکوں میں انہیں محروک کر دینے کے سرور میں ان کے حق پر جانے کو یا ان کے گناہوں کے اس طرح و دان کے کینہ کو حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف براہِ عقیدہ کرنے لگا۔ اور ان کے خلاف میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کے جذبات بھر جانے کے لیے ان کی جھڑپ کرتے رہا۔

اس نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریظ کو بھڑکانے کے لیے تمام طریق اختیار کیے۔ حتیٰ کہ اس نے اشعار کو بھی بھڑکانے کا ذریعہ بنایا اور وہ ایک اچھا شاعر تھا۔ اور وہ اپنے براہِ عقیدہ کرنے والے اشعار کے ذریعہ قریظ کی مجال میں پھرتا پھرتا ان کے دل کے بے شکیدہ کینوں کو ابھارتے رہا۔ اور محروک کر دینے ان کے مقتول سروروں کو ابھاریا کرتے رہا۔ اور محروک کر دینے ان کے جو اشعار کہتے تھے کہ بنی قریظ کے مقتول کا ذکر کرتے رہے کہتے رہے۔

سہرہ کی جگہ کے بددعاؤں کو قریظوں پر پڑھنا اور انہیں بھانا یا ہتھکے اور ان کے سرور دینے کو ان کے زور و تہمت دینے۔ ہم ہتھکے ہوں اور شاہِ قریظ بھائی کرتے ہیں۔ کتنے ہی سینہ درد و زورگ اور خوشہ دل سرور اسے لگے ہیں کے چن تہا و طہ و لگ چاہی کرتے تھے امجد سندس وعدہ ملائی کرتے تہا و کثادہ و تہا سے کام لیتے اور ان کے برعکس ان کے سرور کو کہتے اور بھائی کرتے تھے۔ ان کے کہنے کر ان کی مصیبت سے خوش ہوں، اہی اشراف جزیر خراج کر پاسے۔ کاش جس گھڑی وہ قتل ہوئے زمین پہنچے ان کی لگائی ہوئی لہ بھٹ جائے۔

پھر اس نے خاموشی پر انہیں کام کرنا کہتے ہوئے کہا:

”مجھے بتایا گیا ہے کہ شام بنی نضیر و اہل الحکم کے قتل سے ذلیل اور نیکے بن سکے ہیں“
اس کے علاوہ بھی اس نے نظم و نثر میں بہت کچھ کہا ہے۔

بلاشبہ فصیح شعر عربوں کے دلوں کو متاثر کرنے والا سب سے بڑا اثر قدیم ہے شعر
کو شاعر کی مرضی کے مطابق دو گونہ کے دلوں میں ترکیب کرنے اور جذبات کو بھڑکانے میں
بڑی مہارت حاصل ہوتا ہے اور خصوصاً اس دور میں جب عرب و غیر عربی استثنائات کے شعروں کے افواج
اور فہم اور فصاحت میں صدمہ درجہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بلاغت کے
میدان میں نہایت حساس اور متاثر ہونے والے تھے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ قبائل کے درمیان
چکر لگاتے ہیں کعب بن اشرف کی گفتگوؤں اور ترغیبات کے آثار اس کے شعروں کا بھی
بڑا اہتمام و اثر تھا۔

اس دور میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ کعب بن اشرف کا یہ ترغیبی عمل اس کے اہل تہذیب
میں، یا وہ کارگر عمل ہے جس نے اس جملہ کی محرک کی تیار ہی میں اہم پارٹ ادا کیا ہے
محرک بد کے تقریباً ایک سال بعد قریش، یثرب میں جتلا مسلمانوں کے معین بنے آئے
تھے۔ ابھی یہ غیبت بیرونی ہوئی تھی کہ وہیں انہیں لوٹا تھا کہ مکہ میں یہ فیصلہ ہو گیا کہ مسلمانوں
کے گھر کے من گھڑتوں سے جنگ کی جائے۔ اور بلاشبہ کعب بن اشرف نے قریش سے
دعوت کیا کہ جب وہ مسلمانوں سے جنگ کے پے تیار ہوں گے۔ تو وہ ان کی مدد کے
لیے ہاتھ بڑھائیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ اس کے اہل تہذیب کے ہاں ہونے سے قبل ہی اس کی روٹ کو
جلد و زور میں لے گیا۔

اب واقعہ اس طرح ہوا کہ جب کعب و نضیر و اہل بنی قریظہ کا مشرطہ
ہو گیا۔ یہ جو تمام یثرب کی سلامتی کے لیے خطروں کا تھا۔ اسی لیے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف
کلمہ گھلا ترغیبات اور تہارت کئے لگا، ان کی پریشانیوں کو دیکھنا مالی تسلط و حاکم برآمد کوئی

مد حضرت بنی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔
نہایت بے رحم و دلالتی اور سیدہ اہل غزوہ نقاب دھری کعبہ کا جب حضرت بنی کریم صل اللہ علیہ وسلم

کہنے والی کو ششوں کے مقابلہ میں یہ رائیونڈی انتہا استغیاب کے جو معلومیت اُست کے متقاضی تھے اور جنہیں ہر تہذیب کا غلطہ کے مقابلہ میں اختیار کرنے کو قرآنی نفع مزاحمت و مہیب کرتی ہے قرآن پر غرور تھا گیا۔ یہ نفع، عہد سنی الدہ غزوی کی بیادوں کا جلد ختم کئے اسی کی حرکت کو اس کے شر کے بٹھنے سے حق الی کرنے کو واجب کرتی ہے۔

فَلَمَّا تَخَلَّى مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْهَازَهُمُ اللَّهُ بِسَوَاعِدِهِمْ وَأَنَّهُ لَا يَرْحَمُ الْفَاسِقِينَ
جو خبیثہ کے عہد شکن بیوہوں کا عاصرو کرنا پھر ایسی مدینہ سے جلد حق کرنا عہد شکن اور سرور اور غلی کتب ہی شریعت کو قبیح کرنا ایک سخت سبق تھا جسے یہودیوں نے اپنی طرف سے یاد رکھا پس انہوں نے حاجتی اختیار کر لی کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طمانع کے ہر دین و استقامت اور دعوت ترمیم کو تہذیب کا رول کی غزوی اور غلطی شریعت سے کے ذمہ ادا کر لیں اور حسب نری و روادری طبیعت اور مہیب کوئی فائدہ نہ دیا تو وہ امن و استقامت سے کیجئے والوں اور معاہدات کا احترام نہ کئے والوں کے مقابلہ میں ذراقت کے اشتغال کا لڑتی اختیار کریں گے۔ یہ لوگ معاہدات کا احترام اسی وقت کرتے ہیں جب انہیں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

مدرسہ شریعت حالات کا رد و مزاج ہونا
اور عہد شکن کے اصول پر و گیا! یہی وہ نے اطاعت اختیار کر لی اور ایک مرد و وقت جنگ انہوں نے کی قوم کی آفرینش کا انہاد نہ کیا۔ اور یہی وہ لڑا اور منافقوں کے خاموشی اختیار نہ کر لیجئے بعد اسی تمام عمر عہد شکنی حالات و مزاج ہو گئے۔ نیز انہوں نے یہ اظہار بھی کیا کہ وہ اپنے عہد کے پندریں۔

ان و علی مکرم نے مدینہ سے ہجرت نہا جس نے وال تہذیب و حکموں کے مقابلہ کے یہی حضرت علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موقع فراہم کیا، انہوں نے ان مہربان کی دھمکیوں کے مقابلہ کے

سیدہ جبریلہؓ کو گھیرے ہوئے تھے اور ان قریظوں کے مقابلہ کے لیے جس کے متعلق مسلمانوں کے دل سے یہ بات ابھی گونجتی تھی کہ وہ اس عظیم ذلت سے ہرگز عاجز نہیں رہیں گے جو ان کی قریش پر محرکہ برہمن نازل ہوئی تھی جس نے ان کے سرداروں کو خاک میں ملا دیا تھا۔ نیز جس کے نام جریرہ عرب بن ان کے سیاسی اور روحانی تسلط کو بگاڑ دیا تھا۔ اور یہ مسلمانوں کے خلاف وہ سچا اتفاقی جنگ کا ایک منظر درپیش کرتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرتِ نبویؐ کا خطرہ | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور لازم و مشابہت سے سیرتِ نبویؐ حضرت امام ابو بکر صدیقؓ کا مدعا اور مقتدر بردار علیؓ کے مدعا سے شریک کے اندر سکون و اطمینان کے قائم کرنے کے بعد آپؐ نے سیرتِ دشمنوں کے مقابلہ کے لیے چارچرخہ دے دیے۔ صحیح اللہ میں چار کی قیادت آپؐ نے خود دوائی تھی و ستھانِ اعجاز یہ کہ جس کے متعلق میں صحیحہ جو وہ بن کی مشرق بائیں تھے ان کے لیے آپؐ نے قریشی پیغمبروں کو مارا دیا جو اس معنی کی سرکاری نہیں تھے کہ اس سے جو نصیر کے ایک سرور مداح ہی شکم نے سرور دہائی تھی۔ تاکہ وہ اسے مسلمانوں کی کمزوری نہ سمجھ سکے۔

یہ یقیناً سیرتِ نبویؐ کے لیے کیا دلت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ نبیؐ برہمنوں کی اس دلت سے قریش کے اس توغیر قابلِ ایمان جو دین کے مشرق میں جد پر دامت کو ملے کہ کے خاتم سے ملے گداستے پر مار دیا تھا۔

ان دنوں دستوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کاسیہ کا عین ہوئی۔ اور یہودیوں کے دل کثیر پر پڑا اور منافقین کے دلوں پر بھی سمیت پھاڑی۔ آپؐ نے کد میں اغراضہ پندس لے اور دوسری باختر کر رہے والوں خیریں نکالیں جن سے اللہ کے گھروں میں ہیں ان کی سمیت پر لیا اللہ ہو گا۔ اسی طرح آپؐ نے قریشی پر حملہ کر کے ان کو عظیم دہی نقصانات پہنچائے جنہوں نے قریش کو کمزور کر دیا۔

محمد کی شکست کے بعد کا موقف

بدھما اُحد کا درجہ اتنی زیادہ ہے، جب اسلامی فوج کو سرگرم امور میں تکلیف دہ شکست پہنچی تو اس کے باعث مسلمانوں کے بہترین مشر و شہداء پر شکست پڑی کہ ان کا بہت ضرورت تھی تو یہودیوں نے بھی مسلمانوں سے پیچھے نہ ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے۔ یہی شکست کے بعد سے سر سے سے یہودیوں کے دلوں میں پیدا ہوئی۔ ان فوجیوں کے پرشہداء اور اولیٰ نے انکڑائی لی اور اس شکست نے انکی حوصلہ فزائی کی۔ انہوں نے دلوں میں مہم پیدا کر دی۔ اہل اسلام میں طرح طرح کی غواہیوں کی گئی کہ یہودیوں کی اسلام کی چھائی کو محمد کی شکست کے چند ماہ بعد مدد دے دیں۔ انکڑائی پڑی۔ ان دونوں مصیبتوں میں بخیر و بجا ان کے لڑاکوں کے ہاتھوں سے زیادہ آدمی دیکھے گئے تھے جو گئے۔ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب عزادہ عزادوں کی قصص اولیٰ میں واقعہ درجینہ میں فرمودہ میں مفصل بیان کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان کی غم انگیز واقعات کی دیکھ کر سال میں ایک سو بائیس سے زیادہ مسلح فوجیں کو کھو دیا۔ اور یہ ہیں چھ چھ کہ یہودیوں نے مسلح اسلامی فوجیوں کی تعداد ان قبیلہ کی فوجوں میں آٹھ سو چالیس ہزار سے زیادہ تھی تو یہ نقصان بڑا خونخوار اور گھمراہی پیدا کرنے والا لگتا ہے۔

میں نے اس سے پہلے یہودیوں کی سرگرمیاں کیا کہ جانتے ہمارے نظر کے یہودیوں کی حوصلہ افزائی کر دیا۔ کہ وہ جب جدید کے خلاف اپنی گت دلی سرگرمیوں کو دوبارہ شروع کر دیں وہ سن سے سر سے سے انکڑائی کیا جائے گی۔ اور انہوں نے منافقت سے کام لیا اور انکڑائی کے خلاف مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور دسیدہ کاریاں کرنے لگے۔ خصوصاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، اور انہوں نے دوسری ذرا مہمت کر دی کہ جو بدعات وہ دوسروں سے کہتے ہیں ان کی نظر میں ان کی حیثیت کا غرور پر سیاہی کی جوتی ہے۔ وہ مسلمانوں کے عقائد میں آواز دے گا کہ یہ بدعت کرتے ہیں۔ اور اس وقت تک کہ ان کی پابندی کرتے ہیں۔ جب تک انہیں اس کے ضرورت ہوئی ہے۔

بنو نضیر کی عہد شکنی

اس واقعہ کو بغیر کے ہر دیوبند نے غور و خوض کرنے سے سلاطین سے خدائی کرنے اور ان کا خاکہ کرنے میں میل کی خواہش کا ثبوت کئے۔ شمال اور جنوبی عرب کے گھسٹے اور ختم کر سنا اعلان جنگ کرنے کے ذریعہ سے ہو۔ اس امر پر ان کی وہ اکثر ان کی بات نے کی کہ سلاطین ان کے خوار و مرجع اور ہشمتوں میں ہمہ دست نقصان اٹھانے پڑے۔ اور ان کے طرز و مکر اٹھنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ہشت برہنہ غیظ و غضب کو مقابہ کر سہم تھے جن کی اصلاح کا کام آپ نے لڑی حد پر مقرر کر دیا۔ یہ حضرات ان عہد کی اور حد کی اطاعت کا عہد سے تھے جنہوں نے ہمدردی کی طرف سلاطین کے خلاف اپنی سرگرمیاں و عداوت شروع کر دی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ منافق کو جھٹکا اٹھ کر شکست کے بعد کڑائی سے پینا ہے۔ اس لیے وہ ان میں راہیں پینے لگے۔

یہ اطراف نجد سے بھی اس قدر مدد دینے سے عرب کی اوجھل گئی کہ سلاطین کو غم کرنے اور ہر پند کے محال خیروں اور جھوٹ پر بھروسہ کرنے کے لیے مدد پر ملنے لگے۔ اور وہ کہنے لگے ہیں سے ضرور عہد حضرت بنی شریعہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن کی خاطر سے کو دور کرنے اور قرب کرنے کی طرف کی حرکت مانع کرے۔ یہ قسم ان کے اٹھا جو ملنے کی جگہ پر اسکو ختم کرنے کا پورا اہتمام کرنا پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر ان کے خیر و برائی میں ماعنے کے لیے اپنے ایک بھائی کی قیادت میں ایک فوج روانہ بھیجا۔ اسی طرف آپ نے اپنے اصحاب بنی سعادہ کا جواز فدا کی کو حجاز کی طرف بھیجا کہ وہ بند فوج کے ساتھ کو اس کی فوجوں کے، اور جو کہنے سے قبل قتل کر دے۔ اس طرح حضرت بنی شریعہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ذی جنگ کے طعنے سے بچنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کے جھوٹے شیعہ بنی سعادہ کا قبول کیا، اور ان کے کہنے سے ان کی فوجوں کو ترہیز کر دیا۔ انصاف کے اعتبار سے ان کے لئے فدا کرنے کے سلاطین کو جو اس افواج کے مدد سے کی طرف مانع کرنے سے قبل ہی نکل کر دیا جس سے پہلے اور اس کے طریقوں میں جھوٹ پڑ گئی اور وہ حد سے زیادہ مانع کر لے سے ایک لمحے کے لئے

سریع اور کامیاب کارمد بھول سے نبی کے ذریعے حضرت خدیجہ کرم علیہ السلام نے بیرون
خطرات کو دور کیا۔ رسولؐ کو نئی کار و باجروں پر کوئی بڑا اثر نہ پڑا اور مسلمانوں کے خلاف
ایسی فتنہ بازی اور دشمنانہ کارروائیوں کو مسلسل جاری رکھے۔ ان باتوں پر انہیں غم انگیز واقعات
نے ہر گز رنج و غم کی فکر کے بعد چند مہینوں میں مسلمانوں کو چڑھ کر اٹھائے تھے۔

بڑے مصوبہ کا دور انگیز واقعہ | عجمیت کے تیسرے سال مفری کے پہنے میں جنگ اُمد سے نفع
پیدا ہوا اور رسولؐ کو اُمد پر ایک فوج تک مصیبت نازل
ہوئی۔ عمر کے بعد انہیں اُمد کی مصیبت سے کم نہ تھے۔ اُمد سے بنی عامر کا ایک سردار
حبیب بن ابی اسد کا لقب صاحب المشرق تھا۔ حضرت خدیجہ کرم علیہ السلام کی خدمت میں آیا
اور اس نے ایک خوب انگریز یا کرسٹین مگر مسلم نہ لایا، لیکن اسام سے دوسری شادی کر لی۔ پھر اس نے
رسولؐ کو یہ خبر دی کہ آپ اپنے اصحاب کی ایک جماعت بعد کی طرف بھیجیں۔
جو لوگوں کو اسلام کی دعوت دے۔ اور اس کے اتفاق و موافقت کو لوگوں پر واضح کرے۔ شاید وہ
سے قبول کریں۔

جب اس کرم علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے اسی میں اس وقت کا خط لکھا
تو کہیں اب کمال سے بدھوتی ہو کر ان کو عامر سردار نے اغوا کیا کہ وہ حبیب ملک وہاں میں گئے
ان کے پناہ میں ہونے لگے۔ ان عربوں کے ہاں پناہ کی بڑی عظمت ہوتی ہے اور وہ امن و حمایت
کا آئینہ نامہ ہوا۔ اُمد میں ان کے قصص کو نہایت ہے اس کے لیے پتی جان قرآن کر
دیکھو۔

یہ تو صاحب اور ستر بنی عامر کے غنیمت لینا سے تھا اور ان بات میں جہاں
تھا۔ اس سے حضرت خدیجہ کرم علیہ السلام کو اطمینان و امن کا ثبوت اور کچھ سے امن کی تجویز
سے اتفاق کیا۔ اس کی جہاں کہیں کہیں ہے مشرق میں بڑا اور کچھ۔ اور یہ اصحاب کو دولت
اسلام سے ملانے کا قابل ہی پر امن شیعی فنڈ لینے سے جتنا ہے کہ یہ جیج دیا۔ لیکن وہ امن
نہا عامر بن نفیل عرق کو کہہ کہ اس سے خوف، امن پر دست و پا کرنا تھا کہ اس کے حق و قوم کے ہر
اثر۔ انہیں دیکھو کہ جس کی دیکھ کی تعداد ایک ہزار تھی۔ یہ بات کہ اس نے مسلمانوں سے

یہ عہدہ کی جانا نہ کر وہ اس کے بچاؤ چاہے یہ کسی سے مانگوں نے چونکہ وہی پروردگار اور ان کی جانتا ہوا تھا۔ قیامت کے بعد ان میں کشتی کر دیا۔

اس دور کی نگیزہ اقصیٰ سے تہرب ۱۲ اسلامی معاشرہ بن گیا اور حضرت
مصلحت کے شرارت | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے بہت متاثر ہوئے مگر مصلحتوں
 اور ہجو و لیلہ و اس سے بڑی خوشی ہوئی اور اس خوشی کے اثر سے فیضان نے بھی بغیر کے ہجو و لیلہ
 کے تصور میں چھوٹ کر اسی زمانہ کے لوگوں میں ہذا علیہ السلام اور خداوند کے عبادت پہ چلنے لگے
 اور وہ ان میں سے کوئی چیز نہ رکھنے لگے۔ اور دربارہ اپنی غیبت حاضریوں میں مسرت ہو گئے۔
 اور نجد کے علاقہ میں بڑھوئے کے مذہم پر سلطانوں پر جو جدیدی غیبت نہ لائی ہوئی اس سے فائدہ
 حاصل کرتے ہوئے۔ نہ سنے اس وقت اپنی جہان کا ردہ دیوں میں وسعت پیدا کر دی اور اسی
 طرح کی ایک اور غیبت اس کے بعد ان پر فاطمہ الزہراء میں نازل ہوئی۔

ان ہجو و لیلہ کی بدولت یہاں تک بڑھ گئی کہ انہوں نے نہ لکھنے کے لیے ایک تہران میں ہونے والا کتاب
 کا نسخہ بنایا۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کشتی کرنا تھا۔ جس کے دیار میں ہجو و لیلہ
 کو جو تغلیف پہنچی اس نے ہجو و لیلہ کے ہجو و لیلہ کو موقع فراہم کیا اور انہوں نے اپنے گھروں میں
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تکل کے بعد انہوں نے مصلحتوں کا بھٹہ اور انہوں نے اس وقتوں کا ایک آدمی
 اور عمر بن امیہ غفری بہ بدینہ سے نام پڑھنا تھا اس نے بھی اس کے ان دور میں کو قتل کر دیا اور
 اسی کے من پڑے کہ یہ تھوڑے عہدہ کی کرنے میں مشغول تھے۔ اس کا خیال تھا کہ اس نے مسلمانوں کا
 جواز لیا ہے۔ اسی بات کا علم نہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ان ہی
 ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے اور ان کی طبیعت سے متفق رکھتے تھے جس کے آدمیوں
 نے ستر صحت بہتہ ہجو و لیلہ کی تھی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیار نبی بغیر میں | حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی عادت تھی کہ چپ نقد اور
 رد ماہدانت کی تہذیب و دنیا کے تھے آپ نے ان دونوں عاریوں کے خون کو حق نفی سے
 قتل ہو چکے تھے دایم انہیں جانتے ہوئے کہ اس قسم کی حالت کے معاہدات کے اصول کے مطابق

آپ نے فیصلہ کیا کہ ان دونوں کی ویرت ان کے بل کو دیا۔ جی عامرین بھی جنت ہے۔ جو آپ کے مستقر میں رہ کے ساتھ بد عہدی کرنے میں شامل تھے۔ حالانکہ وہ ان کے سرور و ملاطبت ان سلسلہ کی بہو بر تھے۔

اس مذاہبت سے ائمہ قتال کی مشیت پر مبنی کو حضرت بنی کریم علیہ السلام اپنے اصحاب کی ایک جھوٹی سی ممانعت کے ساتھ دیارِ حقِ انبیا میں عائلینِ جہنم کے کوئلے کے نام سے یہ کہتے آئے ہیں کہ ہاں غیر مسلم کے ہو کر جنگ کی تیاری کے غیر شرعی ہے کیونکہ آپ کے اور ان کے درمیان عدمِ بریت کا سدِ بدھ تھا۔ بلکہ دین کے مشترک علاقہ کا بھی سدِ بدھ تھا۔ اس لئے آپ سلطانِ ہوکر ان کے پاس آئے آپ یہ سونے بھر نہیں سکتے تھے کہ وہ آپ کی گزند پہنچا کریں گے۔

یاد رکھیں: یہ کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ان یہودیوں کے ساتھ انہیں کے اچھے چلنے کی روئے، دران کے جو کام کے حینہ میں نے کی تھیں، بات جیت کی جاتے۔ کہ وہ ان دورانی مشرک مقنوں کی دیت کہ اہل کجی کی جو تھے۔ جنہیں عربوں میں ضروری نے عہد کا علم نہ سمجھنے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔

[illegible]

ہی بزرگوں کی طرف سے شہریت کا یہ اعلان ایک دھوکہ تھا جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ حضرت
 علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو کہ ان کے گھوڑوں پر قبضہ ہو گیا۔ تاکہ وہ مدینہ سے دوڑان کے
 قتل پر قدم نہ رکھیں۔ مگر انہوں نے اپنے چوتھے منصوبے کی تلافی کے لیے کام شروع
 کر دیا۔ جسے انہوں نے حضرت علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے تیار کیا تھا۔ اور اسی سال
 کو چھ مہینے کا کام شروع کیا جو دو طرحوں کی ذہبت کا دو بیج ہی حقد کے طور پر انہوں نے پیش
 کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو روکا اور حضور علیہ السلام پر حقیقت راسخ کر
 دی اور حضور کو سلام پہنچا کہ وہ آپ کے قتل کی گستاخی سناؤں کر رہے ہیں۔ محمد اللہ نے آپ کو اس
 سازش کے شر سے بچا لیا اور وہ اس طرح کو قتل اس کے کہ یہ جوئی اپنے غداروں اور برادر
 کے منصوبے کی تلافی کی بات پاتے آپ نے نہایت جہالت کے ساتھ ان مردوں کے
 گھروں کو چھوڑنے کی طاقت حاصل کر لی۔

ابنہ ساق کا بیان ہے کہ حضرت علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا بنی انیس کے پیچھے
 نے ایک ہفتہ تک کی۔ اور اس میں تکبیر ہی آپ کے قتل کو نکلے آپ نے نہایت حاصل کرنے کے
 موجود پر رکھ کر۔ انہوں نے آپ کے مدینہ سے اکیلے دور ہونے کو قیمت جانا اور اسی
 وقت آپ کے قتل کی خبر پڑی کہ آپ کے قتل کے ایک آٹھ گئے کہا (۱) سرے نیالی ہیں وہ ہیں
 انصاف تھا

”اللہ ان قسم اتم اس آدمی کو اس جیسی حالت میں بھی نہ پاؤ گے“

جو ایک شرمندہ نے دوسرے علی ایسا کہ وہ ابن سعد سے بیان کیا ہے کہ بنی انیس کے ایک
 سردار اور حاتم نے (جو کہ سلام ہی حکم تھا) حضرت علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر پڑی
 سنا دیا اور کہا ”ایسا نہ کہ تمہارے قسم تمہارے جرمادہ کیا ہے“ اسے اس کی خبر پڑی تھی کہ اور
 یہ ہمارے باہمی معاہدے کی خلاف ورزی ہے“

مگر اس حکم کے معاہدہ کو دکر باگی کیونکہ میں تک کو خواروں نے قتل کیا کہ سازش کو جی

بنی نعیر کے یہودی شہریب سے مکمل صلہ پر جلد وطن پر جا بیٹھا اور یہاں کے سوائے ہر اسرائیلی اور عیسیٰ
موسے جاسکتے ہیں سے اٹھیں اور حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد وطن کے وقت ان یہودیوں
کو دعائیت دی کہ مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت طلاق سے گزرتے تک ان کے جان و مال
محفوظ رہیں گے۔

اور ثانیہ یہودی مکمل طور پر طلاق کر بیٹھے گئے۔ سو اٹھے ان دو آدمیوں کے عمان میں سے
اسلام لے آئے تھے، جلد وطن کی کارروائی کی تکمیل کے بعد ان یہودیوں کی اکثریت غیر
میں آباد ہو گئی۔ عمان میں سے قحطی سے آدمی شام پہلے گئے اور بنی نعیر کے یہودیوں
کی جلد وطن کے بعد غریب کے علاقہ میں یہودیوں کا حضرت ایک قبیلہ بنو قریظہ بنی رہ گئی۔ جس
کے مردوں اور عورتوں کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی، بخاندی کا بیان ہے کہ بنو قریظہ کے
یہودیوں نے بنی نعیر سے مل کر مسلمانوں سے جنگ کی تھی، مگر حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے حدیث سے بنی نعیر کے یہودیوں کی حدیثی کے وقت انہیں معاف کر دیا۔ اور بنی نعیر
کے واقعہ کے اسے میں اللہ تعالیٰ نے ہر کسی سے حشر نازل فرمائی۔

صالحی اخوتی لاجن کفر و بین اهل کفر بھی دیا، ہم نفاق انہماک و بات نکلا
خبریں بنی نعیر کا مرکز
قبیلہ مدینہ کے شمال مشرق میں واقع ہے، جزیرہ عرب میں شہر کے
بعد یہودی اکٹھا کا دوسرا مرکز تھا۔ شہر کے یہودیوں اور عربوں
کے درمیان لڑائی ہو کر ہوئی، لشکر ان کا آواز ہوا اور ظہیر اسلام سے مدد میں قبل شہر پر قبضہ
کے لیے ان کے درمیان جنگیں ہو گئی، لیکن جیسے دیکھ لے یہودیوں کا ایسی مدد میں مدد غرض
زمین پر مکمل قبضہ رہا۔ اور کسی عرب کو طاقت نہیں ہوئی کہ وہ ایسی پر قبضہ کے واسطے میں ان سے
فراق کرے۔ جیسا کہ شہر بنی یہود کے ساتھ ہوا۔

ای تھا اسے غیر (مسلمانوں کے ہاتھوں سقوط تک) جزیرہ عرب کے ملک کے اندر
ایک یہودی کا کوئی سے مشاہدہ تھا۔ اور یہود کو اس پر مکمل تسلط حاصل تھا جہاں ان کا وسیع

افواج کی بڑی تعداد متوفی تھی۔ اس پہلے ہی تفسیر کے یہودیوں کی انگریزوں کی توجہ جنس سماعت
نئی کریمینل خدایہ و ظلم نے شراب سے جلادین کر دیا تھا اس طرف تھی۔ عدیہ یہودی پیرس
اتریشے تو والدین شہر نے جرمن کے بھائی بندہ تھے انیس ٹوش ممد کہا اور ہی تفسیر کے ہو
یہودی پتا قوم کے ساتھ تفسیر کے اُن سے ان کے لیٹہ دوسری جیون ان طلب سلام بن ابی اخیون
اور کن۔ ہی۔ مع تھی۔

[illegible]

غیر کی نفی کے نزدیک ہے۔ اور چونکہ اس سے قوت و طاقت کا معنی ہوا، ماحول پر غلبہ کے معنی ہیں، کی الیاتی قوت کے باعث ان کے تحت جو کچھ ہو رہی ہے، ان کے تحت ہی ہے۔ غلبہ، کن رین ریجہ اور سلام بن ابی اکیمن جیسے سرور حقیقی حضرات میں غلبہ کے معنی ان کے ہیں۔

ہدینہ ملک بھوپال کو بھر تھکے منجی اور امریت، غذائی اور جدید ٹکنی کے تجربے میں جلاوطنی
 کی جڑیں بھانڈاں ہوئیں اس سے انہوں نے کوئی نصیحت حاصل نہ کی۔ اور مدینہ سے جلاوطنی کے

وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خان کے ساتھ قرنی اور مدیہا کی کاجو سلوک کیا اور انہیں بقدر
عہد ان کا کئے جانے کی اجازت دی اس کا بھی کوئی تذکرہ نہ ہوا۔ جو کہ امریت، اخلاقی اور
عہد شکنی کی فطرت اور عفت میں چٹائی ہے اس لیے وہ ان کے الوت طوطی کی طرف سے آئی یعنی
دیر کا کہی، اقتدار پروری، امریت اور مدلوں کے خلاف جنگیں جھڑکانے کی فطرت۔

۱۔ ہودہ بن غزوہ بنی نضلہ | اخیر کے سرداروں کو بھی بنی نضلہ سے تھے اور بنی نضلہ سے
اس کی طرف کی طرف واپس جانے والے سرے
سے اس پر تسلط حاصل کرنے کے خواہش آئے تھے اور بنی نضلہ نے دیکھا کہ بنی نضلہ کا یہ
جو کہ ہے تو وہ اپنے قرآن کے ساتھ زیادہ بحث کے اور اپنی کراچی میں اپنا وہ جنگ کے پس
نہوں نے اپنے سرگودخت اور ملکیت کو دیکھا جسے انہوں نے بنی نضلہ سے اپنے قرنی حجازیوں کے
دیکھا تھا تو انہوں نے از سر نو مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی اور مسلمانوں
کو ضرب لگانے کے لیے تیار کی گئے تھے۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ایسی قابل ضرب جگہ
اس کے بندوبست نہ کی گئی تھی۔

ابھی انہیں خبر اسے چند روز ہی گزری تھی کہ انہوں نے بنی نضلہ کے فیصلہ کے خلاف کے
ساتھ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے مقابلہ میں بنی نضلہ
سرے سے تسلط حاصل کرنے کے لیے منصوبہ تیار کرنے شروع کر دیے۔ اور اس کوشش و تہذیب
لاہیرہ ہو کر ابھی بنی نضلہ ان کو قیام پر چار ماہ بھی نہیں گزری تھی کہ وہ ایک کوفہ کا ایک کوفہ
منصوبے کے ساتھ نکلے جس کے ساتھ انہوں نے بنی نضلہ کے مقابلہ میں انداز کی کامیابی کی موت
ہی اس کی وجہ کو ملامت کر بیٹے کی امید میں جانبہ کی بولی تھیں۔ انہوں نے اسلام و رسولوں
سے محبت حاصل کرنے کے لیے ایک عظیم اور جگہ جنگ کا منصوبہ بنایا جس کا مقصد نہ صرف
(۱) بنی نضلہ کے وہ سرے تیار کو اسلام میں بنی ان کے دوسرے سنا ان کے خلاف جو ظلم
و کینہ بنی نضلہ کے لیے بنی نضلہ کی کوشش کی ہے اور انہیں اسے مارنے کے لیے اسلام لانے سے
کتاب مانی کہتے تھے یہ مدینہ کے ساتھ جنگ کرنے پر براہ کھنجر کیا جیتے۔

(۲) ای کا قیام بنی نضلہ کے اسلام لانے سے رابطہ کی جاسے۔ اور انہیں وہ حالت

اور حضرت جنتانہ کو کے رحمت دی جسے کہ ان عجم مختار قبیلہ کی نسبت ایک زبردست جہت
عرب اور مذہب کی جسے جو ایک نہرت کے طاقت ایک بڑی قوت میں متحدہ ہوا ہے۔
(۱۳) ایک زبردست قوت کا سب سے زیادہ ہدف دین سے جو ایک کن اندام کی جڑوں کو
بچھا کر ان سے سلامتی کی بجائی کو ممکن ہوا ہے اور پڑھا ہے۔

(۱۴) شرب بنی سہ سے جو قریظہ کے بیروں سے راہدار کے انہیں سالانہ کے ساتھ جنگ کو
کے سب سے طاقت کسے اور جو بنی جگر قوت سے نہ کے ذات میں پہنچے اس کے ساتھ تھا
جو حملے پر پہنچی کی جائے اور قریظہ کے جاننا زور کی قند ایک بڑا قوت اور جنگ و دشمنی
قبائلی کے لئے۔ ان کو کھد کی جائے کہ جب وہ جنگ کا آغاز کریں گے تو قریظہ
سلامتوں کے حالت ان کے مددگار ہوں گے۔

میں منصور نے کی اس کی پند بیروں کی جہتوں پر مشتمل ایک وفد میں کی سرور کی شرب سے
جو درجن ہونے والے بنی قریظہ کے سرور کسے تھے۔ خبر سے ان کا پیشرو قند ہمارا کا بان
حق بنی شرب تھا۔ یہودی دندہ جہت کے جو قند سالانہ شعبان میں اس منصور کے
پند ہونے والا تھا۔ قند کے بہت پرست ہوں کی کو مستحکم کسے کے لیے نکلا۔

سب سے پہلے یہ وفد کو کمر میں لیا اور وہاں پہنچے ہی اس نے خبر میں نیا سیکے ہوئے
جنگ منصور سے ہر دم کے مشرب ہونے سے حذر کرتے تھے۔ قریظہ بیروں نے اس منہج
کی شکل ناپسند تو صیب کی اور اچھی یہودی دندہ مکہ سے باہر نہیں نکلا تھا اس جنگ کی مغرب
سیارہ پر اتفاق کے بعد قریظہ نے اس دشمنانہ منصوبہ کی تائید و حمایت کے حامی بھری۔

رحمے سکھ کی جانب سے یہودی منصور کے ممکن نہ ہونے میں جو حملے کے بعد
یہودی دندہ قبائلی بعد قریظہ ان خزارہ، شیعہ اور مشرک کی طرف کی اور ان نائل کے بار میں پہنچے
ان کے سروروں کے ساتھ خطرناک جنگ کا منصوبہ پیش کی در بے مذہب کے بعد
ان قبائل کے میں شہرناک دشمنانہ جنگ کے منصور نے ان تغیر میں متاثر ہونے پر غفلت
کا اظہار کر دیا اور اچھی زبردی دندہ اپنے ساتھ دندہ کے سفر سے وہی نہیں آیا تھا کہ اس
نے قریظہ اور قبائل کے دندہ جاننا زور کو جمع کر لیا۔ ان جہتوں کی جاننا زور نے

مہاجر کی معرفت اس سے جنگ کرنے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے یہ عزم کر دیا۔ مشہور مغزوہ احزاب جہاں اس مسئلہ کا سلسلہ کن سمر کے کی خبری کتاب کا موضوع ہے اور اسی کتاب سے پہلی کتاب ہے اور یہ اسی تاریخی مسئلہ کی چوتھی کتاب ہے۔ یہی احزاب کی طرف تک جنگ چلی ذات میں مرتب ایک بیرونی جنگ ہے جسے اس وقت تک نے خبر میں بتا دیا۔ اور بیرونی ممالک نے اس کی سرپرستی کی جو معرفت بیرونی نفوذ کی وسعت کے لیے ممکن کے لیے دلائے اور معاہدات کے فرماتے پر شرماء ہوئے۔

قریب تھا کہ یہودی اپنے جمیعت دشمنانہ منصوبے کی تنفیذ میں کامیاب ہو جاتے
مگر آخری گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ اس منصوبے کی تنفیذ میں عائل جو گیا اور اس نے قیاموں
کی تداریک کے حصول میں مدد جاری اور اللہ نے اپنے نبی، اللہ کے اصحاب کو پہنچایا۔
اور ہنگامہ نام و ناموس کو راہیں آگئے۔ اور انہیں نول بعد از حاصل شدہ ہونے اور مدیر قبضے
کے خطرے سے محفوظ رہا اور وہ اس طرح کہ اعزاز کی جنگ فوجیں، تفریق و رماہ تک
محاصرہ کرنے کے بعد اپنے کسی دشمنانہ مقصد کو پورا کیے بغیر واپس چلی گئیں۔ مہیا کہ جاری
کتاب عز و ہ، اعزاز میں مفعول بیان ہو رہے ہیں یہودی اللہ مدینہ کے چند ممکن غلام دوسرے حسنہ
اور عادیہ شہزادی جیسے کہ اس کی تفصیل اسی کتاب میں ملے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے
مسلمانوں کو خیر میں یہودی مخالفہ کے ڈول کو تباہ کرنے کی قوت عطا فرمائی اور وہ بری کہ سلطان، اس
علاقے پر غالب آگئے۔ رہا انہوں نے اہمیت اور عمدہ شہنشی کے سرور ملے کو تباہ کر دیا جنہوں نے خیر میں
اعزاز کی خوف ناک جنگ کا منصوبہ بنایا تھا۔ اسی کی تفصیل پوری کتاب عز و ہ خیر میں بیان ہو گی کہ
بہا سے مسلمان اسلام کے فوجدان سر کے کی پانچویں کتاب ہے۔ آپ کی کتاب کو کسی کے فوراً بعد پڑھیں گے
میں میں خطرناک یہودی شہر کے کی مگر فاعل اور لکری اور قریشی قبائل کے ساتھ ہی دہر کے زمانہ کے زمانہ میں یہ
کتاب جزیرہ عراق کی لکری میں ہے۔

مدرسہ تحفہ نازک، سمریک شصت بیس کی محکمہ تعلیم اور کالجی اور اعلیٰ درجے کے طلبہ کو ساتھ ہی دوسرے لوگوں سے استفادہ کرنے والی ایک جامع جگہ ہے۔

[illegible]

فصل سوم

○ ان بنو قریظہ کے جو دیہوں سے ان کی شہزادی کا بھائی بہ

○ ان کا بھائی ہمراہ لکھنا

○ ان کا بیٹا شہزادہ طور پر اٹھا ہے کہ

○ ان کے حلیف سعد بن سوادہ حاکم بن

○ ان کے تمام جوانوں کے قتل کا حکم

○ ان میں سے ایک شخص کو بڑا اولاد پر موت کے حکم کو نفاذ ہونا

○ مرنے والی کنیا کا مژدہ بہ عزب کی فعل اول کے صفحہ ۳۴ پر بیان کیا ہے کہ تھوڑے روزوں

درمیان کے درمیان ایک جلیقہ نہ ہونے کے بعد اس میں چھک مشورہ و رقعات تھیں جن میں سے

ایک دفعہ یہ بھی نہیں میں حاضر ہو گیا تھا کہ اگر کسی بیرونی دشمن سے شریک کے خلاف کوئی جہاد

اٹھام کیا تو سہاں کو یہ پوری سزا کے طور پر اس کا دل دیا کریں گے اس دن ایک ذبحہ جاری عمل لوں

پر بھی پورے لوں کی دس داری نہیں تھی اس وقت اس سادہ میں یہ بیان بھی تھا کہ دو دفعہ تشریف لیا ہوا

زمین گئے اور اس بات کا نہیں رکھیں گے کہ دستور کی طور پر کوئی ایک تشریف لیا اور سب پر حق رحمت

کریں۔

اس سادہ سے کے مطابق بنو قریظہ پر واجب تھا کہ جب عزب کی فوجوں نے مدینہ کو

گھیرا ہوا تھا وہ مسجد کے رفیع میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوتے اور ان عدم ہوشہ جو فوجوں کے مقابلہ

میں مسلمان فوجوں کے ساتھ ہوتے لیکن بنو قریظہ سے اس کے بعد کہ یہاں کہ ہم نے اپنی کتاب

نہیں اور عزب میں بعض کی کیا ہے ان کو یہ وہی نے مسلمانوں سے جہاد بھی کی اور نہایت رک

کی نسبت سے ختم ہوا اور یہ دو لوگ بازو دھو کر اور غفلت کے تھے چونکہ پیغمبر میں ایک عالم کی طرف سے ایک عالم کے بعد اسی عوامی معسکری تیار کیا کہ ذات میں شکست کے بعد سر سے اپنے ٹھوکر کی طرف سے ایک عالم کا ہار سے جوئے والیں چلی گئیں۔

اس خوفناک جھڑپ کا تیسرا زور وہ تھا جس کی ناسنگ بنو قریظہ کو تھے۔
مذہب و دین سے حساب چکائی جھڑپ کے اپنے سواک سے تاریخ اور خیانت کا جھانک ہو گیا بنو قریظہ اسکی طرف سے اس حساب کی قوت رکھتے تھے جس کے متعلق انہیں ایک لحظہ کے لئے بھی شک نہیں ہو کر دیکھا تھا۔ حساب ہو گا جس گھنٹہ نے جن کے عین مقابلہ ہو گا۔ جڑوں جو دلوں نے اس خوفناک گھنٹہ کیا تھا جس کے ساتھ دین اور تاقا زمانہ خور سے انہوں نے من سواک اور با سواک عہد کے سوا کچھ نہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان جڑوں میں جو ہیں نے اپنے تعلقوں میں چاہا۔ صلی اور اس خوفناک انجام سے بچنے کے جو ان کا مسئلہ کے باقیوں سزا کے طور پر کر سواک تھا کیونکہ انہوں نے بنیات عوامی اور تارک احاطت میں سواک کے ساتھ عہد شکن اور غلامی کی تھی۔ بجائے اس کے کہ یہ جو دین اور اس کی باطنی اور ظہری فوج کے خلاف اپنے ہتھیاروں سمیت سواک کے ساتھ تھے اور عسکری فتوحات میں سے کہ عہد کران کے اور مسلمانوں کے درمیان نے پائیزاے مشکوفاً عالمی معاہدے کے رستے ان پر فرض تھا اور اس میں عہد سمیت چھوٹے اور انہوں نے مسلمانوں کو جلد غم کرنے کے لئے سے پیچھے سے ان پر غلام کر سواک کو شرم کی حالت نکال کر سواک نے جب سے طرفین کے درمیان معاہدے کیا تھا احاطت ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے با سواک عہد امن سواک اور سواک کے سوا کچھ نہیں دیکھا تھا لیکن عہد شکنی ہرگز سے یہاں یہ جو دین کے عہد اور ساتھ ساتھ کے فوج میں ترقی رہتی ہے

ہاں ان عہد شکن یہ جو دین کے ساتھ حساب چھٹا نہیں کے مطابق ہو کر چلے اور سزا جڑ کے مطابق ہی چرتی ہے اس وجہ سے جہیزہ جو دین کی عہد شکنی یہ عوامی جہیزہ کی جہیزہ اور گھناؤں ہے اس سزا کا فیصلہ بھی کئی جڑ کے لیڈر سے بنا کر نہایت ہو گا۔

لے اس میں ہمارا اہم دین ہے ہماری کہ یہ سزا وہ احمد صفحہ ۴۴ پر دیکھئے نیز اس معاہدہ کی مفصل وضاحت ڈاکٹر محمد حیدر کی کتاب سوانحی الیاسیہ صفحہ ۱۱۱ پر دیکھئے اور سواک اور سواک پر دیکھئے

بنی قریظہ کے قلعوں پر حملے کے حکم کے سلسلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حکم کو جہان ناز
کرنے کے سوا کوئی چارہ درپاچھے آپ نے جبریل سے حاصل کیا تھا۔ فرج کے سال اور اعلیٰ صحت علی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قریظہ کے ساتھ حساب چلانے کے لئے کرنا شروع کیا بنی قریظہ کی مثال ان کی
طرف ماریا کرنے کے لئے تھا اور یہاں تک کہ وہاں سے فرمایا۔

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سونے رسول حضرت بلال
بن رباحؓ نے فرج کو سنایا آپ نے حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق
فرج کو بلال کے پاس

جو شخص غنہ والا ہو اور اعلیٰ صحت والا ہو وہ نذر غنہ بنی قریظہ میں پھنکے گا اور ظالم بنی قریظہ
کی طرف مارا جائے گا حکم مکرر اضطراب کے دوسرے دن تک یہ وقت ہوا اور مسلمانوں نے اپنے سر
اٹھائی اور اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کیا اور اپنے قبیلوں کی طرف جہاد سے نکلے اور اسلام لائے
یہودی قلعوں کی جانب روانہ ہونے لگے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ہمراہین کے لئے
آپ کے ذریعہ بنی قریظہ پہنچا اور قریظہ نے ہاتھ میں لیا پھر اپنے قلعہ کے کشتہ پر سوار ہو گئے جو اسلام لیت تھا
بنی قریظہ کی خانہ دہن سے جنوب مشرق کی طرف کئی میل دور تھیں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک مرتبہ ایک فرمان جاری کیا جس کے بموجب آجپ بنی قریظہ کے علاقے سے نکلنے
پانے تک حضرت بنی ام کلثوم کو مدینہ کا سر دفتر فرمایا اور جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ
کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف خارج کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا کہ وہ ان کو علم عطا کرے
اور وہی علم تمامین کے تحت خندق کے رات بیدار رہنے چاہئے گا تمہارے اچھا ہے جس نے کہا
نہیں گیا تھا حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم دیا کہ وہ ہرگز نہ
یہاں رہے۔ وہ تمام آغا کے پیچھے نکلے۔ بنی قریظہ کی طرف توجہ دے کر پڑھیں۔ حضرت علیؓ
نے اسلام لے کر آئے۔ اللہ کے جبریل سے یہودیوں کے قلعوں کے درمیان پہنچ کر وہاں جہاد
کا ڈیرہ۔ محمد سے قریظہ کہتے ہیں کہ اب جنگ کے برا بکھرا ہو گا۔

یہودیوں کا محاصرہ اس کی فوجی نے ہونے کر یہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج میں ایک
دیگر بنی قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ اور ہر شام سے ان کا گھبراہٹ کر دیا۔ اسلام لیتا ہے کہ بنی قریظہ

پر مسلمانوں کا صلہ نہیں کسی تیزی کے تھا۔ کہ غزوہ و جماعت و مساعیت بہرگز بدیوں کی طرف نہ جاتے تھے اور وہ کسی نہ شایع ایک غزوہ کی غرض سے تھے جو تیار ہی کی مسرت میں ماسقہ و جنبہ اور مقصد ہر کے ساتھ ملتی تھے۔ جیسا کہ اس تمام دستوں کا حال تھا۔ جن کی قیادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

سوی بن جہش نے المعاذ بنی نہیری سے بیان کیا ہے کہ اسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل غلے نے نہائی تھے اور آپ نے ایک ہی کٹھنی کی تھئی کہ آپ سے کہہ کر جہش علیہ السلام ٹھہرے پر سوہنہ ہو کر آئے جس پر جنگ کا سامان تھا بعد جس کے سامان سے پر حائل کی جڑ پر کھڑے ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے تو انہوں نے آپ سے کہا افسر قتائی آپ پر دم فرماتے کیا آپ نے تمہیں آہ جہش نہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں تو میری علیہ السلام نے کہا لیکن ہم نے اس وقت سے تمہیں نہیں آہ سے محبت سے دشمن آپ کے مقابلہ میں آیا ہے اور میں ہمیشہ ان کی کوشش ہی۔ ہوں گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان کو شکست دیدے پھر میری علیہ السلام نے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی بی تردید سے جہش کے حکم دیتا ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چہرین علیہ السلام کے پیچھے باہر نکل گئے۔ اسی خیمہ کیس کے پاس سے غزوہ اور وہ آپ کے: شفا۔ منہ تھے۔ آپ نے ان سے پہچا اسی تمہارے پاس سے ایک سوار گزرا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے پاس سے دھیر لگی سفید گھوڑے پر سوار کھڑے ہے۔ جس کے پیچھے زین پر ڈالنے والا کچرا اور دھبی چادر تھی اور وہ زہر پوش تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا کہ وہ جہش تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دھیر لگی کو جہش سے تشبیہ دے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے ساتھ جہش کے پاس جلو اور دھانی ہمارے دھیر اور زہر پوشہ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں نے جہش کسی تیار ہی کے کھیتی قرآن کی طرف اشارہ کیا اور وہ علیہ السلام موت میں ان کے پاس گئے۔ معلوم ہو گیا ہے کہ اس کا سبب مسافت کا تھوڑا ہونا تھا۔ جس میں مسلمانوں کو دشمن کی طرف سے اچانک سے ہانکات ہی

پیشی ہوئی فوج کا خوف نہ تھا۔ کیونکہ تمام دن حواکہ جس کو سنے کو کے وہ جو قریظہ کے علاقہ میں گئے۔ غاص، سلائی علاقہ تھا۔

غزوہ بنی قریظہ کی تفصیل اور واقعات و نتائج کے بارے میں تین ضروری ایک اہم فقہی مسئلہ ہے کہ ہم ایک عالم فقہ و فقیہ بیان کر رہے ہیں۔ یہ فقہی مسئلہ جو بنی قریظہ کے واقعہ سے منسلک ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں صحابہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ عہد کی ناز بنی قریظہ میں جا کر بیٹھیں وہ اس حکم نبوی کے سمجھنے میں دو اصول میں تقسیم ہو گئے ہیں اور وہ اس طرح کا بھی وہ فقہی مسئلہ بن گیا ہے۔ اسے جی میں سمجھ کر کہ عہد کا وقت ہو گیا۔ لیکن انہوں نے امر نبوی کی نفی میں اس موضوع پر رائے پیش کی۔ صحابہ کے ایک گروہ کا خیال تھا کہ عہد کے وقت ناز کی ہر چیز کہ ممکن نہیں ہے بلکہ اس سے بنی قریظہ کے ان پہنچنے سے قبل اس کی ہر شئی ضروری ہے وہی گروہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تفسیر یہ کی ہے کہ آپ نے بنی قریظہ کی طرف سے ملنے والے جانے کا فریب دیا ہے۔ نہ کہ ناز کو اس کے وقت سے منع کر دینا۔ اس گروہ نے بنی قریظہ کے اس پہنچنے سے قبل برائے میں ناز عہد اوکلی۔ اور صحابہ کے دوسرے گروہ نے خیال کیا کہ امر نبوی کے الفاظ کو تنبیہ ضروری ہے غزوہ غزوہ بنی قریظہ کے بعد اگر بنی قریظہ سے۔ حالانکہ اس وقت ناز عہد کا اسامی وقت باقی نہیں رہتا۔ اور عہد اس گروہ نے اس وی عہد کی ناز بنی قریظہ میں غزوہ بنی قریظہ کے بعد پڑھی۔ اس گروہ کا خیال تھا کہ اس کے مریخ امر نبوی کا ہر حکم ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب کو درست قرار دینا حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا سب کو درست قرار دینا

کو وہاں کے لوگوں کے نفس کی اطلاع ملی آپ نے وہاں میں سے کسی ایک کو نہ ٹیٹا نہ ٹیٹا کی وہ نہ سلامت کی بلکہ سب کو درست قرار دیا۔ ان کو بھی منہ جلتے وقت پر راستے میں ناز پڑھی اور ان کو بھی جنہوں نے ناز کو مقرر کیا اور غروب آفتاب کے بعد اسے بنی قریظہ

میں جانکر چلا۔

اسناد حدیث و روایت کے ذریعہ اگر علیہ رایت والہ ہدایت ملے ہے [ملائیے فقہ کی حدیث
اس کا قول مدہ بہت کیا ہے کہ سلطان فقہ قرطوبی کی طرف سے لکھا۔ اور اسی دور واسطے ہی لکھا ہے کہ
قرطوبی کا وقت بزرگ تھا اور اس نے زمانہ کے متعلق بہت حیرت کی اور ایک دوسرے سے کہنے
سے کیا تہی علم نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہ قرطوبی میں نماز و عمرہ پر جسے حکم دیا ہے
اور دوسرے کہنے لگے کہ غلط ہے، ان میں سے کہہ کر لوگوں نے نماز پر اصول اور دوسرے
گروہ نے نماز کو مؤثر کر دیا۔ اور بخیر فرمایا جاکر غروب آفتاب کے بعد نماز پڑھی۔ یعنی رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جلدی نماز پڑھنے والوں اور ٹوٹنے کے پڑھنے والوں کا
ذکر ہوا تو آپ نے کبھی یک طرفہ کو بھی ڈانٹ ڈھپلے نہ کیا۔

مختلف نقطہ نظر کے احترام کا وجہ | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہ اس
مختلف نقطہ نظر کے احترام کا وجہ یہ تھا کہ حضرت یوں ایک حجم کا فرق امری تھے

کیا ہے۔ میں کہ سابقہ نعروں کے بغیر میں مختلف نقطہ نظر کا احترام ضروری ہوتا ہے۔
بشرطیکہ یہ اختلافات جمیع اصولوں و اجتہادوں کا وجہ نہ ہو۔ جیسے کہ حدیث و عمرہ کے متعلق اہل نبوی
کے مضمون کے بارے میں صحابہ میں اختلاف ہوا۔ اور اس سے فرقان کا مقصد یہ تھا کہ وہ نماز
کو اس رنگ میں ہوا کہ جس سے اختلاف قائل اور اس کا سطح عامی ہونے پر جو بات میں ہیں۔
کتنے کے لائق ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہی ہوں کی نماز کو درست
فرمایا ہے۔ کیونکہ آپ نے ۱۰ دنوں میں سے کبھی ایک کو بھی دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا
غیر انہوں نے وقت پر اسے میں ان کی باقی قرطوبی میں اس کے وقت کے پہلے جاننے کے
لہذا وہاں کی۔

اسی طرح فقہائے اسلام نے بھی سفیری خان کی تقدیم و تاخیر کے متعلق اختلافات کی
ہے۔ ان کا اختلاف یہ ہے کہ صحابہ کے دونوں گروہوں میں حدیث اور جمیع کتب ہے۔
گروہ اور اس اختلاف کے ان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دونوں فریقوں کو اجر ملے گا۔ اور
کے ایک فرقہ (میں) کے سربراہ ابو محمد بن حزم ہیں، ان کا خیال ہے کہ میں لوگوں نے وقت پر اسے

میں نماز ادا کیجیو۔ انہوں نے اپنی جہاد میں ضلوع کی ہے اور جنہوں نے غروب آفتاب کے بعد جب کہ اس نماز کا وقت بھی نہیں تھا جنقر علیہ میں جا کر دوک ہے وہ بدست: ہتھیار دے دیا۔ کیونکہ جنہوں نے حضرت خدی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نماز ادا کی ہے۔

نماز کی تاثیر و فواید | ابو عبد اللہ کتاب "مجموع الاستیعاب" میں بیان کرتے ہیں: اللہ جانتا ہے کہ اگر جمع و بارگاہ جود سے

تو بخیر و عافیت ہی نماز ہو کر رہے۔ خزاہ کئی دنوں کے بعد واکفی بڑی۔ اور وہی حرم سایہ دل آپ کے اسی اسمی متعدد کے مطابق ہے کہ فیہ کی پائندگی کرتی ہے۔ اور وہی ہرگز اللہ محبوب میں۔ کدورہ نقل کو اس وقت تک جاری رہے پھر سنے گا کوئی جلتے نہیں۔ جتنے حبیب تک خود شوق ہو کہ میں دیکھ سے شہادت میں عقلی نام نہایت قوی و ازرا کے مقابل میں حق و مصلوب کے نزدیک و تحریک ہے اور اس جو اس نام کی معرفت صحیح اسطرح کرتا ہے کہ وہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کے بعض صحابہ سنے نماز پھر دیکھ کر وہی اللہ نہیں شروب کتاب کے لہجہ صاف اور پختہ رنگ خدا کے ایک کھنت وقت ہو اچھب مشکوٰۃ کھنت نبیات کھنت محمد کیا اور صلواتی کو دن پھر مصروف رکھا اور اس وقت پر جان دادا کہنے کا کوئی موقع نہ آیا جو سے فیہ ہرگز سنان و غافل جنگ میں مصروف ہے جس کے باعث نماز پھر دیکھ کر وقت فوت ہو گیا۔

بسم من کا حیل بخاری کھنت من ذیل کہ

جنگ کے عذر کی وجہ سے نمازوں کی تاخیر | استیذ کیا ہے کہ جنگ کے عذر کی وجہ سے

نماز اس کے وقت سے مؤخر کیا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز پھر کی ہو یا عصر کی، مگر یہ کہ جو پیشہ ہو کہ کدورہ یا اس وقت ہو کہ ہے جب جنگ میں فرجوں کو اپنے جہنم ٹھہرنا چاہتے ہیں کہ عذر کے تحت میں ہوا اور اس قول میں بخاری کہتے حضرت بن کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کہ لعل ہے پھر دیکھ اس دن جنگ کے حالات سنے انہیں نماز پھر دیکھ کر عصر اور مغرب دن کے وقت تک مؤخر کرنے پر مجبور ہو رہے تھے

اور یہ خیال ہے کہ وہ غلط ایک غلطی کے لئے ہے مگر نام بخاری کا یہ قول سلامی شریعت کا یہ نام کے نزدیک ہے۔ اور اس کے زیادہ اولیٰ ہے عصر نماز میں نہانے میں دانہ

علم باعصاب۔

جسبہ پر پہنچانے دیجو کہ حضرت علی

ہو جو کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ابن ابی طالب کی قیادت میں فرار ہجری

کے ہذا دل و ستارہ کے ظہور کی طرف توجہ آج سے یہ زمانہ کے دلوں میں جو خفاست اور کینگی

جوئی تھی وہ باہر چلی گئی۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غمراہ حضرت علی بن ابی طالب

کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لواحق مطہرین کے بارے میں نمایاں نشانیں دیوں

پر تہمتیں لگائیں۔ جن کے الفاظ کو کسی جرم سے ان کی قیامت اور شہادت کی وجہ سے

بیان کرنا گوارا نہیں کیا۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے ان بیوقوف جھوٹوں کو جواب نہ دیا

اور خاموشی اختیار کیے۔ یہ۔ یہ وہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لواحق

مطہرین کو جو گواہان ہیں ان سب کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ جاسے اور نہا سے وہ بیان

تواضع کرے گی۔ مسلمانوں سفارحی گویا نہ بھی جواب میں نہ دی کہ یہ لوگوں کے ساتھ

دخاوت ہو کہ وہی ہوں اچھا معاملہ قرآن کی رہنمائی اور تادیب کے مطابق نہ دے کھتے ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب پہلے شخص ہیں جو جنت راہ کرنی قرظہ کی طرف توجہ سے۔ آپ اس بات

سے ڈر گئے کہ کہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود اپنے متعلق اور اپنی اولاد کے

متعلق یہ تہمتیں لگائیں نہ سن لیں۔

سلام نبی کو یا ربی قرظہ علی

فرح منی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھا تو ابو قتادہ کے علم میں

اور فرح کی قیامت بھڑانے کے بعد آپ کے علمبرداروں نے جو یہ دیکھے انہوں کے ہر دگر

چاؤ کے ہر شے تھی۔ کے ہر دگر اور شکر محمد ویاہ اور علی سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی جانب سے ہر دگر کے عقوبت سے ڈر رہے تھے کہ آپ کو شک کیا۔ اور آپ سے استدعا کی کہ

آپ ان عقوبت سے مدد فرمائی کہ اسے رہائی تاکہ آپ ان کی گندہ گالیوں کے ٹھٹھے سے تلافیت

نہ تھا۔ مگر یہ بھی آپ کو خدا آپ کی دعاؤں کو سنے ہے یہی سچیت علی نے کہا یا رسول اللہ
 آپ ان غیثوں کے قریب نہ آئیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثلاً یہ تو نے
 ان سے میرے خلق کی تکلیف دہ نہیں لی ہے۔ حضرت علی نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ
 حضور ہر قسم نے نپٹا اگر وہ مجھے دیکھ میں تو میں کوئی بات نہ کر رہا ہوں کہ یہ سچ
 علی وسلم نے یہود کے قتلوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جنہوں نے آپ کے سچے ہونے کا بیان
 کرنا آپ کے ہندو ماہی سے تھے۔ مگر یہ سچے تھے۔ جی کہ آپ جہاد شکن قریب کے قتلوں کے
 قریب پہنچے۔

یہاں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی امداد آپ کی باتیں سن سکتے
 تھے آپ کے خدا کے بندوں کی

ایک جماعت کو آمروں اور جب و صلیب فروشوں کے رجوں میں دکھائی دینے لگا تھا
 کہ اسے جہاد اور شیطان کے جیلو کی آغوش میں نہیں ڈالیں کہ اور کیا تم پر عذاب نازل کیا ہے؟
 اس وقت نے اپنی ظہرت کو درست کر لیا (یعنی طاقت کے وقت عاقبت، نیا دل اچھا شکلی
 اور مقابلہ کرنا کر دیکھ کے وقت عاجزی، دہراؤ اور صلح کرنا) جب انہوں نے دیکھا کہ علی
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا سچا ہونا دیکھ رہے تھے۔ آپ کی فرجوں نے انہوں کے اوپر
 اپنی ہڈیوں سے انہیں بھری ہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمان ان پر حملہ کرنے کی قیام و شین
 جہاد خلق اور خدا کی کامیابی کے لیے ہر گز ہر گز ایسا تو خداوند ہوسکتا ہے اور سالار نبی سے
 دوستی کا انہاں رکھنے سے انہوں کو انکار نہ ہونے کے لیے کہ یہ کہیں نہیں سکتے کہ یہ آپ کو اور
 آپ کی اذواج کو گالیاں دیں اور چھوٹی قیام کے لیے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں اس قہر کی
 بات نہیں کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی اچھی اور فریضہ اچھی سننے کے۔ انہیں یہ
 خیال تھا کہ آپ ان کی غیبت خدا کی اس سزا میں تکیف زاری کے۔ جس پر عہدہ کا قیادت پختہ تمام

کئے ہوئے ہے۔ ان بیوروں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: تمہارا اتفاق ہم آپ
ناراض نہیں ہیں۔ اور اس قسم کی دھڑلہ بھی اور صلے کو بھی کرتے تھے۔

یہ یہودیوں کی شہرہ ہے۔ فطرت ہے جو جیشہ سے ان کے نفوس
میں ہوئی۔ فطرت نامی وہ غلبہ ہے جس سے فطرت پر نہیں تو کسی قوم کے
اور ملک سے نہیں ڈرتے (خواہ وہ کسی قدر کھانا بنا کر) اور جب ان کے گناہ ان کا حال کر لیں
انہیں کر سکتے آئے تو وہ درگزر کرنے اور صلہ اختیار کرنے کی نصیحت کرنے لگتے ہیں۔
اور ایک صلہ صحیح جو اور یہ گناہ و اعطائے تمام پر کھڑے ہوئے اسلئے نہیں بھرتے۔ یہ واقعہ
وہ کہہ گا کہ اس وقت ہم اس ملک میں ان کا نامہ جو انہیں نصیحت نہیں نہ کہہ سکتے
میں سے چھپے چھپے نفوس اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

آزاد ذرا ان کا حال دیکھیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے چند
منٹ قبل یہ گالیال پتے ڈراتے، دھمکتے تھے، اور انہیں یہ خیال ہے کہ ان کے قتلے
انہیں بچ لیں گے۔ اور قتل گوئی کے پس منظر پر جب سالہا سالوں کی کراہت کی امتحان
علم کرنے کے لئے انہوں نے ہر قسم کی غندی، خیانت اور عہد شکنی کی سب سے پہلے جو کہ
اس کے کامیاب و فوجی ہر بہت سے ان کا مامور کر لیا ہے (مگر وہ غارت کا طریق اختیار
کر لیتے ہیں۔ اور ان کے سارا کو ان پر اثر انداز ہونے کے لئے تاکہ وہ انہیں معاف کر دے
مردم یہ نواز میں اس کا علم و علم یاد کرنے لگتے ہیں۔ لیکن ان یہودیوں کو اس وقت بیگانہ
صلہ جو یورپ میں اٹھ کے مت پر اترے تھے یہ بات بھول گئی (یا کہ انہیں انہوں نے بھول دیا)
کہ انہوں نے تمام مسلمانانہ اور اخلاق نوؤں کو دیر کے ایک گوشہ میں چھینک دیا تھا۔

اور جب انہوں نے دیکھا کہ حزب کی جڑ میں مسلمانانہ عقیدت کا اس عرصہ گھبراؤ کیٹ
ہوئے ہیں جو طرح صورتوں میں جو یہ سے کہہ رہے ہیں سے گھبرائے ہوئے ہیں
کیٹ کے ساتھ سادہ دلت و موافق کر رہے ہیں۔ یہ وہی ہے جو انہوں نے باقی — لیکن انہوں نے
آئینہ کہا۔ لیکن اس کا غرض کہ اس کے ساتھ مقابلہ میں ان کے ساتھ ان کا مقصد ہو سکتا ہے
تھا اور وہ اس پر مشورہ کرتا تھا۔ ہاں اس میں یہودیوں نے یہ بات بھی بھلا دی کہ جب ان کا

بعد کن گھڑیوں میں بھڑی وندان کے پائے یا سٹاپ کر کے ہر نئے ایک واپس سکھانے ہیں معاہدہ کے مطابق، جتنے احزاب کے مقابلے میں سٹاپ کر کے ساتھ مل کر مسکری ہٹ کر مات کریں گود بھڑی نے ان نازک گھڑیوں میں اپنے صحیفہ مسیخوں کا مہم سے ترقی کر کے صرف مہم پر کیا غصہ ہو گیا خط و درخت پر کسی گستاخ کر کے بدھ بھارت کے طریق کے ساتھ انکار کیے نئے سٹاپ کیا کہانہ بنانے اور نئی کریم علی اللہ علیہ وسلم کے وہ بھارت سر سے کر لی معاہدہ ہے ہی نہیں۔

اہل بیتؑ کا اندیشہ دینی تھا کہ جو رسم طلب کرتے تھے وہ علم یا دولت سے محروم رہ جاتے تھے۔ اہل بیتؑ نے فرمایا کہ جو شخص ایک روزہ کا بندھن لے کر اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ میری قوم پر اللہ کی رحمت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

ہاں یہ بیرونی اس بات کو بھی سمجھ رہے تھے کہ عجب عاصیہ کی خدمت سے منہلوں کے دل اگلے ملک پہنچ چکے تھے تو ان کے دلوں میں کیسی اور عجب فکری کے سوسے پھوٹ پڑا اور انہوں نے منہلوں کی معیشت کی تضحیل کو غنیمت بنادیا اور ان کے حلقوں کو مضبوط کرنے میں جاری کر سگئے۔ پھر یہ اعزاز اب کی جٹوں کو جی کے ساتھ حکم ہو گئے اس لیے ان کے غلوں سے ان کی طرحی یہ تھی کہ مسلمانوں کی مٹی کو جلد از جلد تباہ کر دیا جائے۔ ان کا پہلا ہی تھا کہ یہ سخت ایام اسلام ہو جو کہ آخری دن ہیں اور اعزاز اب کی فوجیں اس رجز کے ٹھانڈے کے لئے اپنے خبروں کو دایر بنائیں گی۔

مہذبہ تہذیب نے درحرب کی جھگڑا جوہی کو دھمکا دیا اور قرآن کے لیے چھٹے خواب سب پر یقین ہو گئے اور قرآن کا نور جبریل وغیرہ عبد شکوک اور دھمکا باز سرپر دیوانہ سے حساب چکالے کے لئے آگئی ان کی زبان لہو سے انسانی اقدار و انسانیت کے حقوق کے متعلق باتیں کرنا حیاں نبی اور سر پرستہ و دھمکا باز منافق ابھی بیگیت پر اور اچھا لکھا ہوا کر سکتے تھے اور ان کا نرم و منہ بولنے کا لگاؤ سے ابوالوہاب اسم آپ نادانگہ نہیں میرے خداوند عالمی قرآن کے لیے بابت اس وقت بھی جب اس کی مخالفاں اور برکت کے تہذیب و تہذیب سے گھر لیا اس نے دیکھا کہ اس کے ہندو یا

تعلقہ اسلامی اروج کے متعلقہ سند میں مذکور ہے کہ ہر سب سے پہلے اور ان فوجیوں کے دلوں میں امن و امان کے لئے
کے متعلق غلطی کے بذات کھراؤ کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ اگر ان کے دلوں کو کہہ دیا جائے کہ
تو یہ سب کچھ کی کھلی تباہی میں ہے ایک فوجی تہذیب کو نہ کرتے۔ اور عہد شکنی اور غدارانہی کے ذریعہ ان کو
میں مقصد تھا مگر امتداد دیا ہے۔ اپنے جس کے کی مدد کی اور اس کی فوج کو غلبہ کیا اور کہتے ہی غزنی
کو شکست دی۔

اب قرینہ کے خلاف یہودی عہدیت و مذمت کی وجہوں پر غور کریں کہ تمہارے ہیں
اور ان کو ان کا انجیل کی طرف چلے رہے ہیں جس سے انہوں نے مسلمانوں کے متعلق ارادہ کیا تھا۔ اور انہیں
اس حد تک پہنچانے کی کوشش بھی کی تھی۔ وہ بھیتوں کے اندر ہیں اور اب جاہد

ہم قرینہ کی کتاب غزوہ۔ عزاب میں بیان کیا ہے
عقائد میں جو کچھ پچھلے کی کوشش کی تھی
(جو مسلمانوں کے ایمان کے درمیان تھا) اپنی قوم کو دینا کیا ان سے اس کے خلاف کیا کہ وہ بھی غیر کے
شیطان کے دستانوں کو قہر دے دیں پتا چلتا ہے ان کا مطلب کے دساؤں کو جس کے بغیر قرینہ کو نقصان دے
پورا اور کہا اللہ ہی ہے کہ یہ ہے کہ ان چاروں عقائد نے دین کا سرور اور عزت و سربلندی تھا جو خود
بنو قرینہ میں سے تھا۔ خدا کی مانت کے جرم میں غریب اور سب سے سے انکار کرتے اور انہوں
کیا کہ وہ اپنے عہد پر تہذیب میں اللہ ہی ہے۔ ان کا بیان کیا ہے کہ ان میں سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا
اور جو خدا کی طرف سے تھا جو ایک سرور تھا۔ پچھلے عہدیت پر ان کا کہنا تھا کہ وہ اپنے عہد پر
خاتم رہا اور ان کے خاتم کیا کہ وہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جوئے کے واسطے عہد پر سے کا
پابندی ہے اور ان کے مسلمانوں سے غداروں کا کہنے سے انکار کر دیا۔

اور ان کے خلاف یہودی سرور نے اپنی قوم کو جو ایک (خاتم سے) اپنے کی کوشش کی جو ان کی
عہد شکنی اور غدارانہی کی جرم میں ان کا شکر تھا۔ اور یہ کوشش یوں کی کہ اس نے انہیں تہذیب پر چڑھانے کی
کہ وہ عہدیت کی تہذیب صحتی اللہ علیہ وسلم کی (خاتم) کے یہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں خصوصاً مسلمانوں
سے کہ وہ جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور مرسل ہیں صحتی کہ ان کے ہاں
قوات میں کھانا ہوا ہے۔

یہودی سرسبز کاشتکاری قوم کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دینا اپنے بھائی ہارون کو
 بھی لگائی۔ ہارون نے اپنی قوم بنی قریظہ کے پاس آیا اور انہیں ایک سرحد بتائی۔ شنگ منہ کے لئے کھڑے
 دی۔ یہ بات حضرت بنی کریظہ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے کی تھی کہ وہ اسے پہنچنے سے قبل کہے۔
 اور اس شنگ میں ہارون بنی قریظہ کے تمام لڑکے موجود تھے اس واقعہ پر وہی نے کھٹکے ہو کر
 اپنی قوم سے کہا کہ ہمیں کے باہمی جہد کے قریب ہر مل جل جھل کھنڈہ و نیز قریح کرنے کے بعد
 اسے بنی قریظہ میں اسے بہت حد تک کی باتیں رکھی ہیں۔ میں نے اپنے بھائی ہارون کو بھی لکھا
 حضرت و شربت عقل اور فاضلہ و راس کے بعد مل جل کھنڈہ ہے۔ انہوں نے اپنے لڑکے کو بھی لکھا کہ
 میرے لئے یہ ہے اور وہ ذلیل ہرگز نہیں ہونے لگے ہیں

پھر اس نے صلیب قریظہ کی صورت انہیں دکھائی کہ ہر قوم کو مسیحیہ سے دشمنی کرے
 علامہ اس کا اہتمام لکھا کہ ہم اس نے کہا کہ قریظہ کی شہر بنی اس قوم پر مسعود بنی اس کی کہتے کہ قریظہ
 ہوگا اس بنی سے ہر قریظہ پر ہر قوم کا ملو کہ وہ بنی سے صاحب نعمت اور تہجد اور اللہ باری کے
 تھے پس اس نے انہیں قریظہ کو دیا اور ان میں سے ایک لڑکے نے بھی اپنے سرور و سلطان کے پاس سے
 میں کہہ سکتا ہوں کہ اس نے انہیں شہر سے ملو و حق کر کے چھوڑ دیے..... پھر ہر قوم مسیحیہ
 اپنی قوم بنی قریظہ کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تاکہ وہ اپنے خون ملو نہ کر لیں اور حق کی
 پیروی کریں اس نے کہا۔

میں تو کہہ رہا تھا کہ یہ میری زبانوں پر ہے جو مسیحیہ علیہ وسلم کی پیروی کریں
 خدا کی قسم یہی اچھی غرض ہے کہ وہ بنی سے رہا رہے انہوں نے بھی اس کی تائید دی ہے
 ہارون مسیحی سلسلہ جیسے جنگ و قیام سے ڈرتا رہا اور اس نے ان کے سرور و کعب بنی اس کے
 پاس کو کہہ دیا۔

ہارون کے بعد ہارون پر ہر قوم کی نازل ہوئی تھیں وہ بنی ہارون و شربت کھنڈہ
 و بنی قریظہ کے لئے اس کے دربار میں کہہ رہا ہوں کہ اس شنگ میں اپنی قوم سے گفتگو کر رہا تھا
 کہ انہیں بنی کے ہارون دستے ان کے قلعوں کی صورت مار چا کرتے ہر سٹے لکھ کر لے کر ہر قوم پر

یہودی سرور اور اس کے سامنے اپنے باپ کو بھڑکتے ہوئے کہہ کہ اس بات سے میں نے تم کو نصیحت کیا تھا
 اس کے باوجود بنی قرینہ نے عربوں کی سودی کے مشورے کو سمجھا نہیں اس نے انہیں اسلام
 میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ رد کردیا نہیں اس نے آخری کوشش کے طور پر ان کے سامنے
 ایک اور تحریک پیش کی کہ یہودیوں کی کوششوں کو نہ ہونے اور انہیں یہ کہنا کہ تم نے مجھے عملی باتوں میں دین
 کی تعلیم کی ہے۔ یہودی تہذیبی مہنگو میں شریک نہیں ہو ایں مگر تم اس کے دین میں داخل ہونے
 سے انکری مجھ کو یہ رویت پر قائم رہو اور مجھ سے دلاور غریب کو تمہارے مصلوہ نہیں کرو۔ اسے قبول
 کیسے کا بھی یا نہیں مگر بنی قرینہ نے اس تحریک کو بھی رد کر دیا اور کہا اب دیکھا لیا کہ ان کے
 سروں میں نوبت باقی تھی کہ یہ عبرتوں کو غرضت و تیسیر نہیں کریں گے اس سے تعلق یہ جانا بہتر
 اس موقع پر اس مصلوہ بنی ہودی (عمر بن سعدی) کو مصلوہ یوگی کہ اس کی بیعتوں
 و فرائض ہودی | قوم کا وہاں سے موت تک لے جانے کا میں اس نے ان سے اپنی برکت
 کا اعلان کر دیا اور ہمیشہ کے لئے انہیں چھوڑ گیا۔ یہودیوں و بنی ہودی اپنی قوم بنی قرینہ کے
 تعلقوں سے راست کے وقت نکلا جب کہ اس کی توقع تھی کہ ان کا ہر شخص سے ملا ہو کر آیا تھا
 اور جب یہ ہودی سرداران کو چھوڑ کر اپنی قوم کے تعلقوں سے نکلا تو اسے بنی ہودی قوم کے
 ہر چیلوں نے ہر کشت کر رہے تھے پڑھ لیا پھر وہ اپنے سلاطین اور بڑے مسلمانوں کے پاس سے ملے اور
 جب ان کے دستے سلاطین سے پہنچا لیا کہ یہ عمر بن سعدی ہے جو کے خلیفہ بن موقت
 کی اطلاع مسلمانوں کو پہنچی تھی تو اس نے اس کے چھوڑنے کا حکم دے دیا تاکہ وہ از لوی کے
 ساتھ جہاں جانا چاہتا ہے جائے لکھ اس نے کسی ایسے فعل کا رد کیا نہیں کیا تھا جہاں اس کے
 قتل یا اس کے قید کرنے کو واجب کرنا ہو وہ اپنے حید پر تمام تھا اور مہنگو اور غریب
 بنی قرینہ کے سامنے بنی نہیں تھا بنی ہودی قوم کے ہر ایک دستے نے عمر بن سعدی کو لڑا کر
 دیا حالانکہ وہ اپنی اپنی قرینہ کے تعلقوں سے نکلا تھا اور وہ اپنی اپنی بیعت پر قائم تھا
 اور یہ ایک دوسرا امر ہے کہ مسلمانوں نے عمر بن سعدی ہودی کو کوئی تحریک نہیں پیش کی کہ
 بنی قرینہ کے ہودیوں کا قتل کر دے اور ان کے خلاف جنگ کرنے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ
 ہودی ہیں اسلام کو نہیں مانگتے ایسا ہرگز نہیں ہے اس لئے تھا کہ انہوں نے مہنگو کی تھی

اہم رنگ کے ہائیڈرک وقت میں غلامی کا رنگ اب کیا تھا جس کی منظر اہم ویلا کے قرائن
 میں موت سداہی پروردی اپن مسداہی اپن قوم کے ساتھ لعنوں عہد اور غلامی کے جسم میں غلام
 نہیں ہوا اس کو ہرگز تعلیف رسوخ کے آزاد عہد پر غلامی کے ایک بنیاد و اصل ہر غلام
 کا تیر سہ جہالت قہار کے اس قول و زبانی ہر غلام اس وقت کے غلام علی الظالمین
 سداہی ۔

[illegible]

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار یہودی کی تعریف کرنا

اس وقت تک کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

نے اس عقل مند وفادار یہودی کی شہرہ عظیم کی اور یہ واقعہ بول چال ہے کہ جو آپ کو مسلمان ہوا کہ محافظت سے

اس کو بچا لیا تھا۔ پھر محمد بن مسلمہ نے اسے عبید بن جراح سے لے لیا۔

اس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے اس کی دنیا و آخرت کی وجہ سے نجات دی ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ بعض نو گلوں کے خیال میں عمرو بن سہل کا ٹہن ہوسیدہ رسی کے ٹھوسے

اس مشکل وقت میں بنی قریظہ کے مسئلہ کو یہ ہے

بنی قریظہ کے مسئلہ کا نہیں شعوت اسلام آچینا۔ اس لئے اپنی قوم کے مسئلہ کی (حل کرنے کے

دور پر لاؤں گی جنکی موقوفہ کے دوسرے مسئلہ کے نظر کے تبادلوں میں سے میں کوئی مسئلہ سے مراد

سحر کا ہے کہ جس نے حضورؐ کے مسئلہ مشکل حلیہ کی جب فریضہ تیس کے لئے پہلے ضرور

کھینچ کر اسے کوئی شخص کے (دور پر) استعدائے (کافری) پرستہ سے منہ منہ سے بتوں سے اس کے

بیت و خانہ سے اس کے گھر کے قریب سے پر آواز کر دیا۔ اسی کے اور حضرت علیؓ کی مٹھائی اٹھ

وٹھ کے سر میں لٹائی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کتب الحدیث کی کوئی کتب کے ساتھ

مسائل کے بعض و بعض کا ذکر انہی میں ملتا ہے۔ یہ وہ ہے کہ کتب کے مسلم چاہے اگر عزیمت

کی (بھی) ضرورت کے قریب پہنچ گئی ہیں اور بنی قریظہ کے اس مسئلہ کے آراء سے قرآن نے اپنے

حق کے کاروانہ بن کر دیا ہو۔ اس سے محض اگر یہ مٹھائی اس کے پاس آئے ہو کہ کئی قرآن سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کر کے اس کے ساتھ میں جائیں اور کتب کے مٹھائی سے مٹھائی

تھا اور اسے مٹھائی کے ساتھ مٹھائی کرنے کے یہ سب تا کا اس کے کاروانہ سے تعلق ہی اٹھاتا تھا

تو اگرچہ کہ اس نے خرمانا شروع کیا مٹھائی کے مٹھائی کے ساتھ سے نکال کر یا اور اگر

اس کے کوئی مسائل سے مٹھائی کی کوئی مٹھائی یا مٹھائی کے کاروانہ میں سے بڑی دن میں سے اسے کہیں

تو اگرچہ کہ اس نے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے مٹھائی کے کاروانہ سے

اجنبیہ تک کہ روکھا تھا اس نے نہیں بددعا کی مگر بنی اخطاب کو نصیحت کی کہ اس نے خافض بن اسماعیل سے ابتدا کیا ہے یہ اس وقت کہ راستہ ہے جب وہ شروع شروع میں مسلمانوں کے ساتھ غلامی اور ذلیلہ فکری کر کے سے مانع تھا۔

اس نے انہیں اس بیگ میں لپیٹ کر دو پہلوں کی کچھ تھوڑی سی ہڈیوں سے مزین تم پرانی ہڈیوں کے
یہ لقمہ عید کو اپنے ہاتھ میں لے کر بنی اخطاب کی طرف منسوب ہو کر کہا جو کچھ بنی قریظہ سے
ہو اسے یا ہر گھوڑا اس کا رومہ دار چھاس لے کہا معیبت اللہ لمرست مریت اس کی تھوڑی دالہ
کی وجہ سے ہے۔

جب بنی اخطاب بنو قریظہ کو مسلمانوں سے عید ملنے اور غلامی کرنے پر آمادہ کر چکا تو اس نے
بنی قریظہ کے سردار سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ اس کے قلعہ میں داخل ہو جائے پھر اخطاب کی غرض یہ
میں نے کو کھن چھوٹے میں رہا پس باغی نہیں کرے مجھ وہی تکوین ہے جو بنی قریظہ کو پہنچا اور عید
سننے میں کے ساتھ یہ عید ہو گیا پس اس نے کہا اسے بنی قریظہ کے قلعوں میں لے آیا تاکہ وہ اپنے غلام
اہل کا چل حال کرے اور وہ ان کے ہاتھوں میں ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں سے اخطاب سے ہجر کعب بن
اسد نے اس بیگ میں اپنی قبر سے ہاتھ باریک دیکھا اعدا نہیں تین ہونگا اربعہ کی وصیت ہے۔
اولیٰ بن حضرت بنی کریم بنی اخطاب سے مل گیا تھا اس نے اس سے اس کا حال پوچھا
وہ بنی اخطاب کے لڑکے کی موروثی اور بیگم کے قتل کے بعد اخطاب پر غلامی کے خرقے سے
حملہ کریں

اخطاب اپنے کے عزیز سوار پر ام تک ملا کر چلا کہ ان میں وہی وہی فطرت لہا سے کوئی
بہنہ نہ کرتے۔

لیکن یہ وہی بنی اخطاب سے کہ ایک تجویز بھی مل کر اسے اخطاب پر دیا اور ان کے سردار
کعب بن اسد نے انہیں کہا کہ بنی قریظہ کی تمہیں دوسرے کو ان غلامی سے تمہیں کہ اخطاب کا ایک
دام تھا اگر ایسی جی سے ایک لڑکا جس کو کلام کہ چیر کر دیا اس کے مددگار بنو اخطاب اس طرح تمہیں
بنی اخطاب دوسری پر اخطاب نے اسے بن جائے مجھ کعب لہا بنی قوم کو حضرت بنی کریم سے اخطاب سے
کا اخطاب کرنے اور اس پر اخطاب نے اسے کو موت دے کر کہا کہ اسے تم پر بات دینے پر چلے

مگر وہ جلی اور مرسل ہے اور وہ دھوپ سے تپتا ہے اور کبھی کبھار پانی پیتا ہے اور بھی اسی کے ساتھ شامل ہیں۔ نسبت صورت مردوں کے سمجھنے کا جو واسطہ کیونکر وہ بنی اس لیل میں سے نہیں ہیں۔ اس کا پیرو کی کرتے تو تیار سے غول اسواں اور عورتیں حضرت پر پائیں گی جنو قرآن نے اپنے مردوں کے اساتذہ پر گورہ و گورہ یاد کیا کہ بہت روایت کے حکم کو کبھی نہیں۔ پھر وہی جسے اور اس کے جہلے ہم کسی اور حکم کو اختیار کریں گے۔

اس کاغذوں پر پھیل کر قتل کرنے اور مسلمانوں کو حملہ کرنے کی تجویز پیش کرنا ہر امر کی قوم نے
 اس کا تجویز کر دیا ہے تو اس سے ان کے سامنے دو سزا جو سزا پیش کی جو مسلمانوں پر خود کشی کے مرتکب
 حملہ کرنے یا چلے جانے کی طرح مرنے کا فیصلہ کرتی تھی اس سے کہا جب تم میری ہدایت نہیں اسلئے قرآن
 و ماہدہ پڑھو جو ان کو قتل کر دینا جیسے حق اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی طرف سے تلوار و برت
 کر کے پڑھیں، انہیں چھپے کوئی جو تیرے چھوٹے یا بڑے یا کسی کو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو حق اللہ علیہ وسلم کے
 مددگار ہیں یا کسی کے اگر کوئی ظلم ہو گئے تو ہم لوگ ہوں محمد اللہ اپنے پیچھے کوئی قتل نہ چھوڑے
 گے جس کے متعلق ہمیں کوئی خوف نہ ہو ان کا ہم غالب آ گئے تو ہمیں عورتیں اور بچے مل جائیں گے
 جو قرآن و ماہدہ اس جہاد میں لائیں گے اور کہنے یا ادا کرنے سے سزا رکھیں یا نہ سزا دے وہ خود
 اسطرح سے کہہ رہا ہے کہ ان کی قتل کر دیں لیکن ان کے بعد نہ گئے کہ کوئی بھول نہیں۔

اس کے لیے کہ جب تم نے ان سے بیسویں اور دسویں تہذیب کے مطالعہ کی کہ سلاہوں پر
بڑے کے فرقہ ہائے گھڑ کرین جاسے اس نے کیا کیا کرتے ہیں میری وہ بات بھی غلطی قیادت بہت
کی قیادت ہے شاید اس میں محمد علی احمد علیہ وسلم اور آپ کے صاحب ہیں اس میں اور ہوا ہانک کر
کون کے ان سے اپنے معتمدوں کی کہیں انہوں نے اسے اس تہذیب کے بھی رد کر دیا اور کہا کہ اگر جارت بہت
جہل ہو تو خواہ اس کا کیا جاتا ہے اور اس میں وہ بات کر رہا ہے جو ہم سے پہلے لوگوں نے نہیں کی
سلاہ اس بات سے کہ تم جانتے ہو تو انہیں اس کی تعریف پہنچی جو تم سے غلطی میں اس موقع پر پڑ گیا
کہ اس میں اپنی قوم کے مایوس ہو گیا اور اپنے دامن ہماؤ میں اسے یہ کہتے ہوئے اپنے بات ختم کر دیا
تم میں سے کچھ آدمی نے جب سے حق کا مان لے اسے جہاد پر پائیا ایک رات بھی غلطی نہ

اوسنے کہا ہمارے دوسرے دین اور جنوں نے آپ کو یہ اطلاع دی کہ وہ اپنا سب کچھ مسلمانوں کے لئے
چھوڑنے کو تیار ہیں، اور وہ اپنے ساتھ کئی قسم کا مٹا اٹھا کر جنہیں بے جا سمجھے جیوش بن تیس نے جوش
اسلامی کے ساتھ ساتھ کچھ مسلمانوں سے بھی قریبی کے نام سے جیب پر چٹکیش کی تمباکو پیٹنے سے کھانے اتفاق
کھانے سے انکار کر دیا اور دو بارہ کہہ کہ وہ ایم بی بی کی قبر مشرقی ۱۷ صحت کے سوا اور کوئی بات قبول
نہیں کریں گے جب قرعہ کرکھوا جائے گا کہ کدہ طری پینشیر لکھو درہ بونگن ہے تو یہ ستر متعہ ہو گئے
اور ان کے طرف وخلق میں اٹھانہ ہو گیا، اعلان کے فیڈر تلخ و حیرت میرا ملک قریناں ماننے کے
انہیں معلوم نہیں ہیں، ہاتھ لگا کر کہنا کہ وہ کبنا روپ خصوصاً عامیہ سمجھتی تھے ان کا کھانہ کھوفت کرناں کا اعصاب
کو شل کر دیا تھا۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ نبیؐ کے قابض کے حالات، ڈانگول ہو چکے تھے اور کسی بھی
 مدد کی امید نہ تھی۔

پارٹنگ کی طرف سے انہیں امید تھی کہ وہ ان کی طرف سے کراس واقعہ ہونے والی بات
 سے بچا دے گا۔ خدا کی قسم، یہ وہی کی فتح تھی کہ اس باجے میں عزت، دلگاہ اور بخت و قیاس انہیں باقی
 دے سکتی تھی۔ اور وہ کمر سے مودعہ کرتے کیا تشریف سے اعلیٰ تھے۔ سے ہر شے پر قیامی اور نہ غنا
 کے ساتھ ساتھ جریزہ مرے کے حاکم ترین اندہ نور قہاں تھے لیکن غنا کو قریب ان تہاں سے مودعہ
 خود اپنے نعروں سے ماحول کو جانے کے لئے ہی مانگتے لیکن اب حریف کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے لئے کھڑا
 ہیں ان کے قلعوں کی طرف کو جسے انہوں نے تعمیر کیا ہے جب وہ فرشتے اور بھیجا قبضی کا اندازہ دیوں
 برعکس انہیں معلوم ہے ان ہر دیر پور کوئی ٹیٹھنکا تھا کہ نہ مانگے یہ قبائل انکا مدد کر رہے
 تھے نیز یہ دیکھے یہ وہاں خبر لے جو خبر مرے کے حاکم ترین مسیح

مٹی، قریظہ کے متعلق خیر حکمران تھے۔
 فتح تھی، انہیں اس طرح کی لوگوں کو اکٹھا کرنے اور سریت سے جنگ
 کرنے، انہیں سرد و سینہ میں داخل کرنا، اس کا حلیہ، ہتھیار، لباس، کسی مقدمہ کو حاکم کے عین پر پہن
 کر شہر، قرائیں، جیسی غارتوں اور محبہ عدل نے عجیب لہذا ان پر مسلح دیکھ کر بددین، بنو نضیر، مغلاؤں سے ناامید
 کرنے کے بعد نہایت فرات کے ساتھ یہ لوگوں پر کوئی تھے ان کا جنگ کہ ان کا اخلاصت کرنے اور ان کا
 کا بددین پر پوری تھی، ان کے میں مغلاؤں کے بغیر ان کے بارے کے کچھ بھی سکتا ہوئی، قرعہ سریت سے ان کے دینل سریت
 اچھا وطن پرنا، انہوں نے کہ تھے پہلا، یہ وہ اس علاقہ کو جو زمین کے صریح رہتے، ان غلبہ کے بغیر غلبہ کے کچھ ممکن اور غلبہ

لیکن ابوہریرہؓ بنی قریظہ کے سلیف تھے۔ اور ان کا علاوہ سوال بھی ان کے حقائق میں ہے۔ اس لیے ان کے متعلق ان کا شمار اُن سے اخلاقی دھربانی سے پیش آئیں گے۔ حضرت بنی کریم علیہ السلام نے ان کی درخواست کے مطابق ابوہریرہؓ کو بنی قریظہ سے ملاقات کی اجازت دی۔ وہاں انہوں نے فرمایا کہ اپنے سلیقوں کے پاس جاؤ۔ انہوں نے کسی سے یہ نہی طرف پیغام بھیجا ہے۔ ابوہریرہؓ بنی قریظہ کی طرف گئے۔ اور جب آپؐ ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے جو تمام روکی شدت کی وجہ سے ان کی گذشتگی سے کچھ روکتے نظر ملے معلوم ہوئے کہ یہودیوں نے تمہارے اور نبیؐ کو اکٹھا کرنے کا انتظام کیا تھا۔ تاکہ انہیں ابوہریرہؓ پر اثر ڈالنے کیلئے روئے کیسے تبدیل کریں۔ اور جب یہودی قبیلہ ابوہریرہؓ کے پاس آگئے تب ہی تو آپؐ کے سامنے اپنی تحفظی حد تکلیف کا ماجرا بیان کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا کہ کیا غیر ضرورت پر حضرت بنی کریم علیہ السلام کا حکم ماننے میں ان کے کوئی جھلاؤ ہے؟

صہابی نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی | ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کے مرتکب

حضرت کیا کہ وہ عظیم غلطی تھی۔ جب ابو بکرؓ نے اپنے سامنے عورتوں اور بچوں کو رستے بھیج دیا تو انہیں ترک کر لیا اور وہ جنابت سے منسوب ہو گئے جس سے وہ حاکم صواب سے منحرف ہو گئے۔ اور یہ واقعہ یہ ہے کہ جب بنی قریظہ کے ایثار اگلے ہوئے تو انہوں نے ان کے سامنے اپنی شکلات کو بیان کیا اور ان سے رہنمائی چاہی کہ اگر حضرت بنی کو یہ فعل اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھنے والے غیر مشرکوں کی طاقت کر سکتے ہیں ان کی مصلحت ہو تو وہ ایسا کر لیں گے۔ انہوں نے اشارہ سے ان کو مشورہ دیا کہ۔ ایسا نہ کرنا۔ اور انہیں سمجھ بآ کر گرا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانا تو ان کا پیغام قتل ہو گیا۔ اب ہم اسی طریقہ عقد صوابی حضرت امام ابراہیمؒ سے آپ کو وہ واقعہ سناتے ہیں جس پر انہوں نے اس مسئلہ فتنہ کی کھجور تھی۔ حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضورؐ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرے بیٹے کے متعلق درخواست کی تو آپ نے مجھے بلکہ فرمایا اپنے طریقوں کی طرف جائزہ۔ انہوں نے اس سے تمہاری طرف پیغام بھیجا ہے۔ اس کے بعد میں سادگی قوم حق جو بنی قریظہ کی حیثیت تھی۔ ابراہیمؒ بیان کرتے

جس کو نیک طریت پیدا تو ان کے سرور اکسب بن اسد سے میرے پاس آکر کہا اے ابو شیر آپ کو
 بخاری حالت مسموم ہی ہے۔ تمام روز چہرہ پر صفت ہو گیا ہے اور ہم خاک ہو گئے ہیں اور محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ہمارے قلمور کو کسی وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک ہم ان کا حکم نہ مان لیں اور اگر وہ
 ہم کو چھوڑ دیں تو ہر شام باخیر کے علاقے میں چلے جائیں گے۔ رات جہان کے علاقے میں بند آئیں
 گئے۔ اور نہ کبھی ان پر غصہ سے ملے کریں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہیں کہ ہم نے دوسروں پر آپ کو
 تریخ کی ہے۔ پھر کعب بن اسد سے مشورہ طلب کرتے تھے کہ کیا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کے حکم کو مان لیں۔ انہوں نے پریشانی القصد موافق کا قدم چل گیا وہ کہنے کعب بن اسد کے
 مشورہ کے جو ب میں کہا۔ ہاں۔ اور یہ حق کی طرف اشارہ کیا کہ تین ہو گئے یعنی اگر یہودیوں
 نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا تو ان کا انجام موت ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ پہنچے تو میں نے آپ کے اس اظہار کے سوا اور کوئی بات نہ کی۔ اور فرمودہ
 ہو گئے اور آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے کئی میں جو عظیم
 گناہ کی اس کی نکتہ کا آپ کو۔ وراک ہو گیا۔ پس آپ خاموش ہو گئے۔ پھر آپ نے
 داخلہ ملا تو تو ان اللہ کہا اور اپنے فعل پر بدست کے باعث آپ کی آنکھوں سے آنسو
 رونے لگے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسد سے خوف و اضطراب کے باعث ہچکا
 یہ حالت دیکھی تو آپ سے متعجب ہو کر کہا ابو ہریرہ آپ کو کیا ہوا ہے۔ انہوں نے جواب دیا
 میں نے اللہ ملاس کے دشمن سے خیانت کی ہے۔ یعنی یہودیوں کو یہ اشارہ کیا ہے کہ
 اگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانا تو ان کا انجام موت ہے۔

ابو ہریرہؓ کا اپنے آپ کو مسجد میں یا نہ تھا | اللہ بن وہو راجی و معنوں کے ابو ہریرہؓ بزرگ
 ہو گئے۔ وہاں کہ میزبان کے فون پر انہیں جو کہ
 دینے کا اور انہوں نے ہمارے منک حاضری میں نوٹ ہو رہے تھے عتیف کعب بن اسد کا قد
 چھوڑ دیا۔ اللہ شریعت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ گئے۔ بلکہ صہبہ کی طرف
 چلے گئے۔ اللہ آپ کی آنکھوں میں اشکباری نہ ہی تھیں اور آپ نے فیصلہ کیا کہ اپنے آپ کو کون سے
 ملک یا تو یہ قبول ہونے تک کہہ کے متوں سے باز ہو دیں حضرت ابو ہریرہؓ خود اس واقعہ کو بیان

کو تھماتے پکھتے ہیں۔

خدا کی قسم جو نبی میرے قدم اپنی جگہ سے چھوٹے مجھے معلوم ہو گیا، پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے فدا ہوئی کہ یہ اور علم ہوا ہے کہ آپ کو مجھ کے سوا کسی سے امانہ دیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر ابولہبابہ سید سے چلتے گئے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے کہ انہوں نے اپنے آپ کو سجدہ کے ایک ٹکڑی سے باز رکھا۔ اللہ نے ان کے جب تک اللہ تعالیٰ میرے غلے کے لیے مصلیٰ نہیں ہے گا میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ میں کبھی بھی تریط نہ کرے گا میں جاکے گا۔ اللہ نے ان کی ہمتوں کو ٹھنڈی کر دیا۔ جس نے انہیں اس کے رسول سے غلامی کی ہے۔

یہ ایک سخت لفیق آزمائش تھی جو اس میں اللہ تعالیٰ کو چاہی تھی، انہوں نے اپنے آپ کو ایک حذقی زنجیر کے ساتھ اس شکن سے باندھ دیا۔ جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک حذر پلٹ کر واپس جلتے تھے۔ اور وہ کہتے تھے کہ حضرت ام سلمہ کے دروازے کے نزدیک تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہبابہ کے واقعہ اور جو کچھ انہوں نے اپنے ساتھ کیا تھا اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ہلکی سی قرا کہ اگر وہ میرے پاس آجائے تو میں ان کے لیے استفادہ کرتا۔ ابھرجو کچھ میرے سامنے تھا اس پر ابولہبابہ نے فرمائی میں انہیں ان کی جگہ سے کھینچنے کا نہیں۔

ابولہبابہ کی بیٹی اور بیٹی نماز کے وقت آگراہ کے حصص کھول دیتی۔ اسی طرح جب انہیں قصائے حاجت و میزوں کی خدمت بخوتی تو وہ انہیں کھول دیتی۔ پھر یہ دیکھ کر آجائے اور انہیں شکن سے امانہ دیا جاتا۔ ابولہبابہ سترہ راتوں تک بندھے رہے تھے قریب تھا کہ ان کی سماعت اور بعد ازاں جاتی رہتی۔

ابولہبابہ کی توبہ | محبوب تک اللہ نے چاہا کہ یہ آزمائش میں پڑا جو مصلیٰ بندھا ہوا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ مستعملہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غور سے پڑھنے اور سننے سے آزاد کیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابولہبابہ کی توبہ کی آیت مکر کے وقت حضرت ام سلمہ کے

ہونا یا شہرہ بڑھانے کی نوبت کو مشنر بھی جس کے لیے نہ کی
مقاہرہ کے بعد کے روزوں کا گھناؤنا اور براعات کرنے لگی جالوں کو بچا کر لے جاتے تھے مگر جانے
 اس کے کہ انہیں اس میں کچھ نہ مینا یا ہوا نہیں ہوا جس کے اشارے سے حتیٰ طور پر مدح ہو گیا کہ انہیں
 نے "معاذ اللہ" کی اہمیت کی اور حضرت شیخ کریم رحیم علیہ السلام کا حکم مان لیا۔ تو انکی موت یقینی ہے
 اس طرح موت کو سزا کے تخفیف کی امید کو آخری نہ بھی کہے گی۔ اور کہے کہ اس نے کہیں کو شش نہیں
 موت تک جرات دے گا کہ وہ کوئی "ان" پر رعب نہ گھڑے گا کہ وہ "ان" پر ہلاک
 نہ ہو کہ وہ "ان" کا سزا کا پتہ نہ لے گا۔

غزوہ بنگالہ کے حالات میں جو غلطی کے اندر یہ طاقت ہو چکی تھی کہ وہ کسی مادہ تک نہ جاتی
 رکھتے تھے جس میں وہ "سازش" سے یہ نہ اندہ حاصل کر لیتے کہ وہ انہیں موت سے پہلے سے جلا وطن
 کرنے پر اکٹھا کریں۔ اور جن مسلمانوں نے ان کا معاہدہ کیا ہوا تھا وہ جنگ خندق کی باتوں
 میں بھی ملوث رہے تھے۔ آپتی تھی اور وہ انہیں راتوں سے لے کر وہ عرصہ تک ہی عرصہ میں رہے
 تھے ال یہ وہ شدید غرت اور مسلسل نگرانی اور پلٹے پلٹے عرصہ کرنے کے لئے سخت دشمن کے
 مقابلہ میں بھراؤ کرنے کی وجہ سے شدید تکلیف اور صدمہ تھا۔ اور شدید نقصان کے باعث یہی
 تھے دشمن نے انہیں آرام کا کوئی موقع نہ دیا تھا۔ اس پر سزا دینے کو مسلمانانہ سخت جھوک
 کی حالت میں تھے۔ اور اس کے ساتھ فضا بنیافت تھا۔ جس مسلمان سپہ سالار کی سپہ سالاری کے
 اور گروہوں کے لیے ہو سکتے تھے اور انہیں شدید صدمہ کے ساتھ جھوک کی شدت کے
 قبضہ میں ہی کھانے پڑے تھے اور جو قرطبی اس درمان میں رہے کے باشندوں میں سب
 سے زیادہ صاحب ثروت تھے۔ پہلے مسلمانوں میں شدید صدمہ کے ساتھ ان کے قبضہ میں
 سے محفوظ تھے۔ ان کے پاس عربی چیلوں تک کے لیے ضرورت کی چیزیں اور فرنگ
 موجود تھیں اسی طرح ان کے قلعوں کے اندر پتھر پانی موجود تھا تھا۔ کیونکہ ان قلعوں میں
 بہت سے گنبد تھے۔ لیکن ان تمام عوامل کے باوجود یہودیوں کی مادی قوت کی طرف
 اشارہ کرتے ہیں اور جس سے وہ طویل مدت تک مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔ یہودی
 کے اعضاء جراب سے گئے اور ان کا منہ ان کو چھو کر لگیا کہ وہ انہیں راتوں سے زیادہ

محاصرہ کر برواشت نہ کر سکے اور لشکر محفوظ رہے۔ ان کے دلولہ میں مرغی، خال و باد، عمامہ، کھان کی حالت یہ تھی کہ بڑی قوت و لافنت، دافر، سلطہ، اور کثرت تدابیر کے، ایک تھے وہ اپنے قلعوں کے دفاع کے لیے ہتھیاروں کے استعمال کے سوا ہر چیز کے شعلی سوچ سکتے تھے۔

عمود شیف، خطاب اللہ اور الکرین اپنی کتاب دسایہ رسولؐ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ بنی قریظہ کی جنگ، سیدانی جنگ نہ تھی بلکہ اعیان جنگ تھی، اور وہ اسی عداوتی مواد اور پائوں اور سوزوں کی، غنائ اور قلعوں کی مضبوطی اور منہ میں وہ قلعہ کی محسوسیت کے باوجود محاصرہ کر برواشت نہ کر سکے اور انہوں نے محاصرہ کی مصیقت برداشت کرنے کے مقابلہ میں الامعت اختیار کرنے کو ترجیح دی۔

حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اسباب اور سلامتی کی شدید تھکاوٹ اور دوسری ٹھنڈک کے وجہ سے، عسکری موقف ان کے حق میں تھا، لیکن ان کا پشت سوز نہ گڑ گیا اور وہ لمبا حربہ تک متبادل نہ کر سکے جیسا کہ امید کی جاتی تھی۔

یہودیوں کے قلعوں میں داخلہ کی دشواری | خدیجہ گھڑیٹ اور حوال کے لکھ کر مرنے کے باوجود یہودیوں کے عام مسلح دستے اور اعلیٰ مقام پر کرنے میں اسی لیے ناکامی کا شکار بن گئے کہ شاید انہیں گلا گھونٹ دینے اور یہودیوں کے کچھ پست بنانے کے لیے کوئی فائق طاقت سامنے نہ آجائے۔ لیکن کہاں۔

جب یہ مسلمانوں نے دیکھا کہ یہودیوں کی اسلحہ کے گرد جاننے کے باوجود الامعت، ہتھیاروں کے لیے ناکامی کا شکار بن گئے، انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ ان کے نفس میں گھس کر انہیں ہتھیار شیشہ پر کرنے کے شدید طور پر غور کرنا۔

لہذا یہ مسلمان، بغیر جنگ کے بنی قریظہ کے الامعت کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ یہودیوں کے یہ کہ وہ جھوک اور تھکاوٹ کے باوجود آپس میں راتوں سے عداوت عرصہ تک ان کا محاصرہ کئے بیٹھے لیکن سبب انہوں نے دیکھا کہ وہ الامعت اختیار کرنے میں ناکامی کا شکار بن گئے، انہوں نے یہ خیال کیا کہ یہی شدید سردیوں میں سلامتی فوجوں کو سیدانی میں ضروری مواد کی قلت کے باوجود ان کا محاصرہ کئے رکھنا ان کے لیے فطری نقصان کا موجب بن جائے گا۔ اور یہودیوں کو اس سے فائدہ حاصل ہوگا

تو جسٹس نے بن تلوی دیس، انھیں جو نے اور ہر قیمت پر انہیں فتح کرنے کا فیصلہ کر لیا۔
 اور جب حضرت علی بن ابی طالبؓ نے علیؓ کے بیٹے کو ہلاک کر دیا، جسٹس نے انہیں ہلاک کر دیا۔
 اور انہیں ہلاک کر دیا، جسٹس نے انہیں ہلاک کر دیا۔

پھر وہ کواطاعت اختیار کرنا اور خاصہ کا ختم ہونا

ابن ماجہ سے مروی ہے کہ اسامی فوت کے وقت اس کے والد اور سب صحابہ ایک تیز و کھن صلابت پر تھے۔ ان کے دل بھرنے کے لیے نیا کھن لگے۔ لیکن جب یہودیوں نے اسامی کی امان و حفاظت کی۔ ان سے توفیق بخشی تھی۔ اسامی فوت کے وقتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں یقین ہو گیا کہ ان کے شعور پر صلابت بات حیدر جس سے کوئی مسز نہیں تو انہوں نے حدود دیکھنے کی واپس دیا۔ اور پھر شریعت طہرہ پر اجماع اختیار کر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ماننے کا اعلان کر دیا۔ مسلمانوں نے حلاوت دیا۔ اور یہودیوں کو بھجوا دیا۔ ان کے والد اسامی نے اسامی کو بھجوا دیا۔ اور ان کے درویشانوں کے گھروں میں ملہری کرنے لگے۔ ایک اسلامی فوج ان کو حفاظت میں لیفتے کیلئے بڑھی۔ اور وہ ایک غائب الگ ہو کر اگلے موعنے لگے۔ اور سب تمام سر و طرہ میں اور بچے قصوں سے نکل گئے تو مسلمان صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو قید کر لیا۔ ان کے ہاتھوں میں کوفیوں کیلئے کا حکم دیا۔ اور یہ تمام کام روایتی نبوی اس سے کہے کہ اللہ محمد بن سلمان نے ان کی نظروں میں لکھیں۔ گو چہنچہ۔ محرموں اور نہ کوئی کے متعلق حفاظت کی۔ یہی سب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو مرنے سے الگ رکھی جائے۔ ان کا حوالہ حضرت سید شعیب بن مسلم کو سپرد کرنے کے بعد انہیں ایک طرف کر دیا گیا۔

اساعت ہفتہ کے لئے کاروائی کی تعلیم کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مردوں کو ان کے خاص قبضہ خانہ میں رکھ جائے اور عورتوں اور بچوں کے متعلق آپ نے حکم دیا

سلسلہ نویار، مانتھارہ، بیلڑ، شیشاپا، اسیسہ، انکھ، ولایت، ہمالی، کانت، غزوہ، بیڈوم، وکچھ۔

کہ ان کی حفاظت ایسی ضروری ہے کہ جس میں قید و بند تنگی کی صورت نہ ہو۔

بنی قریظہ کے قریب آئے تھے شہزادہ کو اس زمانہ میں زہر کے ٹھوس قید خانے کی ایک اور عورتوں اور بچوں کے سلسلے میں کیا تھی نے ایک گھر تیار کیا جس میں قید خانہ کی صورت نہ تھی۔ پھر حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہاں خانہ میں ابرسنے کا حکم دیا یہ حرمت کی بناء پر یہی گا گھر تھا جو ہمیشہ سے مدینہ کے رانے و قود کے آگے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ ان عورتوں اور بچوں کی قید و ایک جہاز سے لے کر وہ تھی۔

اوس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود کی سفارش کرنا |

یہودیوں کے

کہ ہر فرقہ یا مہمت میں لوگوں کے حلیف تھے جیسے بنی نضیر اور بنی قینقار کے یہود کی انہوں نے کے حلیف تھے اور اس حلف کے ساتھ اسلام کی آمد کے بعد بھی قائم رہا۔ جس میں ایک حلیف اپنے حلیف کے مقدمہ بھر سکتا تھا اور وہ بھی در حقیقت میں اختلاف رکھتے تھے اور اسلام نے اس پر کوئی غرض نہیں کیا۔

اس کے بعد ان کا ایک وفد اپنے حلیف یہود یوں کی نائقی کے لیے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور یہب اس کا سفارشی وفد حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کر انہوں نے یہ درخواست کی کہ اگر ابراہیم آپ ان یہودیوں کی سزا میں تخفیف کریں۔ خواہ انہیں مدینہ سے جلا وطن کرنے پر کٹھا کریں۔ اسی سفارشی وفد نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہا۔ اور ابراہیم کو قاضی یا کر کیا کہ آپ نے غور و فکر کے حلیفوں (یہودیوں) کے یہودیوں سے۔ اور ان کا حال کے مشفق رحیمہ انہوں نے آپ کا حکم مان لیا تھا آپ نے غور و فکر سے سردار عبداللہ بن ابی کی سفارشی قبول کی تھی اور انہیں مدینہ سے جلا وطن کرنے پر کٹھا کیا تھا اسے

کہ انہوں نے ان پر یہ حد عطا کی کہ اسیرۃ اللہ علیہ وسلم اس کے جزئیات کے میں یہودیوں کی مدد کی کا واقعہ ہمارے کتاب غزوہ تبوک کی پہلی قسم میں درج کیے ہیں۔

یہ قرآب کی خرابیاں تھیں۔ جب خندق میں انہیں قہر دکھانے والا اللہ مکی تھا۔ عیسٰیؑ نے اپنے
 فرشتوں سے فرمایا: اے رفیعہ و کے پیچھے ہیں۔ لہذا قرآب سے ان کی عبادت گرتی تھی۔
 جب رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کو یہ اطلاع دی کہ آپؐ نے
 ان پر جو بھی شیطان کا معاملہ ہو وہی سدا کے سپرد کریں گے۔ اور ان کو یہ اطلاع دی کہ ان کے طریق
 فیصلہ کو یہ سردار غریبی چھانڈی ہے۔ تو ان کو قرآن میں بھی ان کو کہہ دیتے تھے کہ ان کو اپنے
 جہنم سے بڑا کر کے دلائل کی دیکھو۔ ان کے عقول ان کی طبیعت ان کا دماغ اس
 کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا تھا۔ سدا سے سدا تک ان کو یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے نبی قرطیہ کا معاملہ آپ کے سپرد کر دیا ہے۔ تاکہ آپ ان کے دشمنوں کو مٹا کر
 سدا میں داخل کر دیں۔ اس لیے ان کے لیے ضروری تھا کہ ان کو نبی قرطیہ کی اور نبی جہان آباد
 کی طرف پڑ جائے۔ تو ان کو آپ ان کے متعلق کچھ سوچ لیا۔ اگرچہ سدا کا زخم خطرناک
 تھا مگر وہ خود ایک جیم آدمی تھے۔ آپ کی قوم نے آپ کے لیے ایک ایک جہنم کی قہقارہ
 آپ اس پر سدا کو کرنا فرمائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے بہنوئی اور بہن
 عائشہؓ سے جب سدا دیا۔ نبی قرطیہ پہنچے تو قرآب کی قوم اس کے سرداروں نے آپ کو کھینچ لیا
 اور آپ کو اپنے حلیف پروردگار سے حکم مل کر ان کے لیے بے گناہ کر دیا۔ جب انہوں
 نے آپ پر ہمارا ڈالنا قرآب نے انہیں کہا کہ میں ان کے ہاتھ میں نہی فیصلہ کر دیا گا جس کے
 یہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے اندر جو دیر کے دو درمیان جو حلیف ہے وہ ان کے وہی سرانگے
 و درمیان رکاوٹ نہیں بن سکتا جس کے یہ تھے۔

ابن کثیرؒ نے سدا پر یہ بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سدا کو
 نبی قرطیہ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو ان کی قوم ان کے پاس آئی اور انہیں ایک قدر سے پر سو کر دیا۔
 اور ان کے لیے پیرائے کا ایک ٹکڑا بھاری زاور لیا۔ اور امت میں پیرائے کو ایک ٹکڑے پر
 لایا گیا۔ جس پر کھجور کی چال کا ڈالنا تھا۔ آپ کو اس پر سو کر دیا گیا۔ اور آپ ان قوم نے آپ
 کھینچ لیا۔ انہیں لگے۔ اے ابوہریرہؓ! میرے حلیف دوست اور زاور غریب ہیں اور وہ ہیں جنہیں
 تو جانتا ہے۔ اے ابوہریرہؓ! اپنے حلیفوں کے ہاتھ میں یہ حکم سدا دیا کہے۔ پس جب انہوں

نفعاً پہنچا دیا اور آپ نے کیا اس سعد کے سینے وقت آگیا ہے کہ انہیں اللہ کے معاملے میں کسی حد سے لڑائی نہ ہو اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے ساتھ اس کی قوم کے ساتھ اس کے حکم میں کسی قسم کی نرمی نہ ہونے سے باوجود جو گئی اور نہیں بقیہ ہو گیا کہ سعد بن قریظہ کے متعلق قتل کا حکم ملے گا۔ یہاں تک کہ ان کے بعض لوگوں نے سعد سے علیٰ قرنیہ کے متعلق امن سلوک کرنے کی استدعا کی جنہوں نے سعد کی اس تفریق کے بعد انہیں مکرر یہی شمار کیا اور انہوں نے قرنیہ میں نبوی پھانسیوں سے پھانسیوں سے پھانسیوں سے قتل ان کی قوم کو ان کی موت کی اطلاع دی۔

ان اسحاق نے میر تقی میر کی کہ جسے ان کے ان سرداروں نے سب سے سعد سے جو دے کے متعلق امن سلوک کرنے کے معاملے میں یہ جواب دیا تھا کہ اپنی قوم کے گھر بنی عبد مناف میں لوٹ آئے۔ پھر انہوں نے سعد کے پیچھے سے قبل انہیں بنی قریظہ کی موت کی اطلاع دی۔

سعد لشکر گاہ نبوی میں | ان کے سردار سعد بن معاذ بنی قریظہ میں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کے یہاں کو آکر بیٹھے گئے۔

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آپ کی بڑی شان تھی۔ اور عام مسلمانانہ عام کر اپنی قوم کے درمیان جو آپ کا مقام حجت بلند تھا۔ سب سے سعد بن قریظہ میں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کو آکر بیٹھے تو لشکر گاہ میں جو لوگ آپ کے ارد گرد موجود تھے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں حکم دیا کہ وہ سعد بن معاذ کے لئے کھڑے ہو جائیں کہتے ہیں کہ یہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تو مولیٰ سید عالم) اپنے یہاں کے لئے کھڑے ہو جو لوگ لشکر میں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا اپنے یہاں کھڑے ہو جائیں۔

۱۔ سیرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ ص ۱۸

۲۔ مجمع بخاری جلد ۲ ص ۴۰، یہاں ہے کہ جب سعد انصاری کے قریب آئے تو حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اپنے سرداروں کو اپنے یہاں لے آؤ گئی کیونکہ یہاں کھڑے ہو جاؤ۔

سیدنا عاتقہ کے ہاں سے میری جھڑپ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا اس
ایک فقہی مسئلہ کے متنازعہ کے۔ رسے میں فقہانک آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آپ نے
 یہ بات نہ بتائی کہ آپ نے قرینہ یا سعد کو سواہی سے اتارنے کے لئے فرمائی کیونکہ آپ
 فرمائی اور جسکے چہرے تھے ہمارے خنہ کیسے جو اللہ لا محکم بخیریت ہونے سے آپ کا مقصد یہ
 کہ تارہ تھا دگر ان کی نیلیم کرنا چاہی دلیل اس بار سے یہ حضرت جی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول
 ہے جو کہ نہ صریح ہے کہ تو سواہی سے ہم شکر کھڑے ہوئے سے مراد قطع ہو گا تو آپ فرماتے
 تو جو وسیعہ کہ دو منہ علم ہا اس کے علاوہ ابن ابی بن العینہ نے یزید جلیجی بیان کیا ہے جو صا
 سعد کے لئے اپنے قید کرنے کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ یہ دو سواہی ہیں کھڑے ہو گئے اور
 ہم سے ہر ایک اسے سلام کہتے ہیں بلکہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پہنچ گئے اس میں یہ
 طرحت ہوئی ہے کہ تیم (بیس سزا) کرنے کے لئے تھا

ایسا صحاح کا بیان ہے کہ جب سواہی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا اپنے
 سواہی کے لئے کھڑے ہو جاؤ ہر ہا ہرین بھی قریش میں سے تھے وہ کہنے لگے کہ غنہ و حلیہ اسلام
 کا مقصد انھار سے تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کھڑے نہیں ہوئے تھے (الرحمہ اللہ) کہتے تھے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نام تھا اس وہ ان کے لئے کھڑے ہو گئے۔

سعد بن ابی وقاص نے یہ سواہی سے واقفیت چاہنا کہ یہ کواثر میں شہر یا قرعہ حضرت جلیجی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا سعد ان کے ہاں میں یہ نظر کرنا جو نہ ہے جواب دینا انھار کے
 کلام صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر وہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے
 ہاں سے یہ کچھ فیض کرنے کا حکم دیا ہے

سعد بن ابی وقاص کہ ان خواہش سے انھار تھے کہ وہ اپنے حیف بہ رویوں کے متعلق فیض
 میں نہ لگتا تھا ان۔ بے عذاب سب سے عذر لینے کو یہ وہ پست کرتے تھے متعارف رسول کریم

[illegible]

بہی قرآن کی تائید کی طرف ناک کھڑی

یہاں ان کے دل میں ایک عجیب و غریب اضطراب پیدا ہوا۔ ان کے دل میں ایک عجیب و غریب اضطراب پیدا ہوا۔ ان کے دل میں ایک عجیب و غریب اضطراب پیدا ہوا۔

نیک نیتی میں ایک کو جو مسلمان بھی پڑھیں مگر جو سقے ان کی نگاہیں بھی محکم (مسلمان کی طرف سے) تھی۔
 یونانی قیصر اور خصوصاً آپ کے قوم اوس کی بھی جھلک تے اپنے صفوں کے متعلق لے بیٹھے میں
 تحقیق کرنے کے لیے اپنی فوج پر ترکوشین صرف کر دی تھیں۔ سب کی فکائیں سدا کی طرف تھی
 یونانی نہیں، کہ وہ دیکھیں کہ وہ اپنے حلیف پیوریوں کے متعلق کب تک صدا کر سکتے۔ کیونکہ
 سبھی فکروں اسی کہ سدا کر رہے، کہ صدمہ تھا کہ سدا ہی پیوریوں کے متعلق کیا نصیر صدا کریں گے۔
 آخر فیصلہ صادر ہو گیا اور وہ نہایت سخت نمونہ اخروٹا نکلتا تھا۔

صعد کا پیوریوں کے قتل کا فیصلہ دیتا | سعد بن مسعود بنی قریظہ کے تمام ہونے
 آویں کو تھوڑے سے قتل کر کے وہ فیصلہ دیا
 دوسری طرف یہ بھی فیصلہ کیا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور ان کی تمام مقتول اور
 غیر مقتول ہمارا داران مسلمان جاننا زوں کے لیے غنیمت ہوگی۔ بیٹیوں کے ساتھ پیوریوں کا معاملہ
 کیا اور انہیں ان کے قتلوں سے پیسے اتارے، سعد نے اپنے اہل بیت سے یہ فیصلہ کیا کہ بنی قریظہ
 کے تمام رہاں افواہ کے بغیر جہیز کے لیے ہوں، یہ کہ ہر عورت کے ساتھ بیٹیوں کو بھی
 تھے۔ یہ کہ جب انہوں نے اپنے ورثے کے ساتھ مزینہ کی طرف ہجرت کی تھی تو وہ اپنی تمام
 جائداد کو ہر مشرکین کے پاس چھوڑ گئے تھے۔

اور سعد نے جب بغیر انصار کے اس سے معاملہ کیا ہے اس فیصلے کو درست قرار دیتے
 ہوئے انہیں کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وہ تم سے متعلق جو معاملے بخاری نے اپنی صحیح کتاب مفاد
 میں بیان کیے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ غزوہ کے بعد سعد زلمی ہو گئے۔ انہیں قریش
 کے ایک آدمی حمال بن ابی رقبہ نے تیرا اتفاقاً بخاری کی سرگلیں مڑیں دیا تھا تو حضرت عبداللہ
 نے مسجد میں ان کا خیمہ لگا دیا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد میں پہنچے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ
 لا ینزلن فی طرہما، اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے ان سے کہا کہ
 تھے سعد بن مسعود کے حالات جاننا کہ اب غزوہ جاری رہے۔

سعد نے بھی اپنی قوم کا امید علی کے دباؤ میں یہ بات ملا کر پیش نہ کی کہ اسلام انصاف کی صورت خوب
 ہونے والے تمام لوگوں اور عربینہ اور عربینہ کی عزت و حرمت والی چیز ہے۔ پہل و کھینچنا اور صلہ اللہ
 اسلام کا نام اپنی سپاہی انتہا دہی اور جھٹکی و جروان پروردگار کی حمد شکنی و فساد کی کہے
 باعث نہایت دیر با حق کے کہنے پر کھڑا تھا۔ اور وہ کسی کھلتی عادت مجنوں کے تیر پکے نہیں کرتا
 تھا۔ اور اگر یہ مجنوں درخانہ برتاؤ و مسائل و جو پیشہ پیشہ کے ہے ختم ہو جاتا اور سعد کو اپنی قوم کی تعریف
 کے طور پر توغاس یہ بات بھی نہیں سمجھتا کہ اگر انہیں انصاف و کسب و کار پر فتح حاصل ہو جاتی تو وہ
 مسلمانوں کو غارتہ کرنے ان کو بے عزت کرنے ان کے گھروں کو تباہ کرنے اور ان کے دیوار کو پر باد کرنے
 سے بالکل نہ بچھکتے۔ یہ کہ ان کے اور احزاب کی کان کے درمیان اسی امر پر ہی وقت اتفاق
 ہو چکا تھا جب اس کان نے ان سے مسلمانوں سے عہد شکنی اور غداری کر لے کا مطالبہ کیا تھا ان
 نے جو جوابی سہ کے پاس ان کی قوم کے لوگ اپنے طیف پیرو پوری کے متعلق سفارش کرنے آئے
 آپ نے اپنی قوم سے یہ اہم بات کہی کہ۔

اب سعد کے یہ وقت آگیا ہے کہ وہ اللہ کے ہاتھ میں کسی بھٹ بگڑ کہ عداوت کی
 پندہ ذکر سے بھر آپ نے یہ طالع کو مٹا کر کیا جو واقعات اور عزم کی نوعیت کے مطابق سزا کے
 محمد پر ہے۔

سعد کے لیے نا قابل فراموش یاد | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظالم علی بن ابی طالب

یہ کہ آپ نے جب کہ احزاب کی فوجوں نے مدینہ کے گھر و گھر کا انجائی تھا۔ ایک وفد بنی قریظہ کی
 فوج کی بچال کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ بات دیکھ کے قافلہ نے کہ اس وفد کے ایک عمر سعد بن مسعود بھی
 تھے۔ ان وفد نے بنی قریظہ کو اس کے لیے مصلحتوں سے چلوا کر پابندی کرنے اور مدینہ کے وفات
 کے لیے مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسلحی اثرات کو پر راکر کرنے کا مطالبہ کیا۔ سعد اس وفد کے سر رہتے
 آپ نے وفد کے ساتھ پر پیرو پوری کے تراب کو تہہ در تہہ جاکر وہ تاریخ اسلام کی ان بے رحم گھڑوں
 میں ان خدو روں کو کیچے ڈالا۔ انہوں نے بھی خدمت اور شرمناک کے تیر عہد شکنی کا اعتراف
 کیا۔ اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے اعلان بغاوت شرکت پر آمادہ کیا اور ان کو تنگ کرنے لگے۔

میں مریا وہ عیسیٰ بن مریم ان کی کون ہے۔ اگر بن مریم بن محمد۔ اور یہ عزیر بن اسحاق ہے)

ان کے نواسی سرور اور محمد بن معاویہ جب اپنے صحیفہ پر دیو (مسیح) یہ قبیح بات سمجھا
ان نے اس ذہیل کا نام کو دیکھا تو بخود نے اس کا بلا لکھ دیا۔ اور جب اللہ رسول بنی شد علیہ وسلم
کو فوج اپنی تیار کر کے ان تک حالت میں سے گزر رہی تھی اس وقت کہ ان کے دیو اور ان کے بیٹے سان
علیہ السلام کو شرف چھوڑا اس وقت ان دیو دیوانوں کو کینچی تپ کے ساتھ ملے مہم ہو کر مٹی۔ مسکراتے ہوئے اپنے
علیف بہ دیو پر میرا لے کے بے جرحہ بن کر کہا میں میں بھی آپ کو یہ بات فرماؤں نہ ہوئی کہ آپ
نے انہیں علیف جہنہ کے بنائے۔ اتنا کہ یہ تمامہ نصیحت بھی کی تھی کہ ان اپنے جہنہ کے نام میں
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قدرتی نہ کریں تا کہ وہ اس نوزاد کے انجام سے دور رہیں
میں کہ طرف بن آقا کو عبد شکی اور عذاری نہیں لے آئی۔ اس دورہ میں نے نبی علیہ السلام کے
اور نصیحت کر کے ہونے کہا ہے بنی نہ بظہر عیسیٰ منظم ہے۔ جماعہ اور تہذیب سے درمیان ایک تہذیب
اور بن تہذیبہ ہائے بنی تغیر جو بارہ اس سے بھی کچھ دن گئے کے (ایسے بن تہذیبہ اور بن تہذیبہ
نے اس غریب کے لئے تیار ہوا۔ ان میں ایک نوعوں نے ہر بن تہذیبہ سے سہاؤں کا گھبرا کر دیا ہے۔ ان میں
تہذیب کی فتح کی سب سے بڑی اور مغرب۔ بنی مسلمانوں پر ہونے والی تھی۔ اس کے کو گندہ کا بنی۔ دیں سکھ
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو دشمن طرہ آتی۔ درود کے کپڑے لٹے۔ بیٹے۔ پ کو ۱۰۰۰ کا ہے
آپ نے (آپ جو علیہ السلام اور عیسیٰ آوی تھے) فرمایا ہے بنی کریم اگر تم میں سے کوئی
اور بات کہتے تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہوتی۔ پھر ہر مسلمان اسے علی اللہ علیہ وسلم
کے لئے ہے۔ اس لئے کہ اللہ کا رسول نہیں ہے۔ جماعت دورہ میں صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان
کوئی مذہب نہیں ہے۔

ایک دور سے سردان خداوند ذہیل کے دیوانوں پر فقط سے جو بن بچو تھے۔ بنی تہذیب
کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے بنی کریم کو دور کرے۔ بنی وجہ ہے کہ جب آپ خدا کی سکھ

عزیز بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے میرے بنی بخام جہنہ میں ہے کہ کتب کے تیار ہیں
نہ کہ مفعول بیان کیا ہے۔ اگر جو جس پر وہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی کریم ہے۔

اس جو کلمہ زخم سے زخمی ہو سکے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جب تک وہ ان نذرانہ
مجرموں سے انتقام نہ لے لیں۔ انہیں موت نہ آئے۔ امام محمد نے اپنے مسند میں جامعہ فقہانہ
سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بعد از صلوات شریف کا وہی کلمہ ہے کہ جو ستر گز چوڑائی کا
اور پانچ سو اونچائی کا ہے۔ اسے ایک بعد از صلوات دیا۔ تو آپ کا ہاتھ چھوٹ گیا۔ جب آپ
نے اسے دیکھا تو کہنے لگے اللہ اس ذات تک میری جان نہ لگا تا جب اللہ ہی کرے کہ اسے میری آنکھیں
نظر نہ آئیں۔ آپ نے اپنی رگ پھیل کر اس سے ایک ہزار ہزار چھوٹ چکی یہاں تک کہ ابھرنے سے
کے پیسے کو امن فیل کیا تو آپ نے فیصلہ کیا کہ اللہ کے ہوشیار بندے ہیں۔ اور اس کی طرف سے اور کبھی
کو فیصلہ نہ لایا جائے۔ پس جب آپ اللہ سے درخواست کی کہ آپ کی رگ چھوٹ جائے اور آپ
فوت ہو گئے۔ بعد سے یہ یہودیوں کے متعلق یہ فیصلہ بڑی تحقیق اور ان کی نفسیات کے کامل
مطابق درجہ جسم کرنے کے بعد دیا گیا۔ جبکہ وہ اس کے براہیم ہیں جن کی تباہی سے کوئی خطر نہیں۔

بہبود کے قتل کے متعلق فیصلہ کی تفسیر

تکمل کے بعد حضرت شیخ محمد علی رحمہ اللہ علیہ رحم
نے اپنی فرمائش کے ساتھ حدیث کی معرفت، واضح کیا اور اس میں داخل ہو گئے۔ اور جن قرآن سے آپ کی دلچسپی
اور اعلیٰ مرتبہ ہو کر اہل حق رسا، رسول، علی، احمد، عیسیٰ کے حکم کے مطابق ہو، انہی ہی قرآن کے تحت میں
داخل ہو گئے۔ ان سب کو محمد بن مسلم درجہ تہ سلام کا کمان میں حضرت بنو کرم علی اللہ علیہ وسلم کے
حفاظت سے لئے داخل کیا۔ آپ نے مردوں کو اس امر میں زید کے گھر تھپانے کا حکم دیا، اور یوں
اور انہوں کو جو بھی قید نہ تھی کے جہان غائب میں رکھا گیا۔ بعد ازاں ہم سے بیان کر چکے ہیں، وہاں
ہی قرآن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی کے بعد ان یہودیوں کے قتل کے فیصلہ کی تفسیر
کے لیے کارروائیاں شروع کی گئیں۔ آپ نے بھری ہند نہیں کھو دینے کا حکم دیا۔ تاکہ ان غصہ
کے جہان کو قتل کرنے کے بعد وہی کر دیا جاتے۔ اور ان کے قتل و زانیہ کے بیٹے حدیث کے بار
نوشہ کر دیا۔ جس سے ان قرآن شریف اللہ عزوجل کے حق سے۔

قتل کے بعد یہودیوں کو خندقوں میں قتل کرنا | یہودیوں کی حدیث کے لیے تیار کی گئی

استقامت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھد صحابہ کے ساتھ اس جنگی بیڑے کے حیران کے قتل کے لیے تیار کی گئی تھیں پھر آپ نے بنی قریظہ کے ان یہودیوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا جو بنی قریظہ کے لوگوں کے ہر کھد سے آپ نے ان کے قتل کے حکم دیا۔ انہیں دہائی دہائی قتل کیا گیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی بھی باقی نہ رہا۔ ہم سب ایک دہائی کے قتل کی تکمیل پر حیران تو رہے مگر ان خندقوں کی چھینک سے چھپا بیٹھ یہاں تک کہ ان سے خارج ہونے کے بعد غنیمت کے قتل پر غصہ نہ ہو۔ یہودیوں کی تعداد میں اضافہ کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کی تعداد پچھ سو تک تھی۔ وہ بعض کہتے ہیں کہ وہ آٹھ سو سے نو سو کے درمیان تھے۔ یہ ان سب یہودیوں کو ایک رات میں قتل کیا گیا۔ اور قتل کی کارروائی کھجور کی شاخوں کی شعلوں کی روشنی میں ہوئی۔ دورانِ غزویہ یہودیوں کے قتل کی کارروائی کے منتظم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں غنیمت کہتے ہیں کہ انہوں نے یہودیوں سے زچہ بنی قریظہ کے حریف تھے۔ حضرت بنی قریظہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وجہات کی کہ وہ ان کے کھد کو ان کے قتل کی کارروائی میں شریک کیا جائے۔ کیونکہ ان کے بعض غزویہ مسلمانوں نے ان پر اتنا غم لگایا ہے کہ وہ ان یہودیوں کے قتل کو اپنا حلیف ہونے کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے۔ پس ان قتل میں شریک نہ ہو کر اس قہر کو بردہ کرنا چاہتے تھے۔

الامام علیؑ نے اس سے کہہ دیا کہ وہ اور صحابہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر اس نے اپنا حلیف ہونے کی وجہ سے لا قریظہ کے قتل کو نہ پسند کیا ہے، مسعود بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ان کے کسی اچھے آدمی نے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا اور میں نے اسے ناپسند کیا ہے۔ اللہ اسے راضی نہ کرے۔ اس کے مشرعوں میں سے امیر بن حنیف نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! آپ انصار کے تمام گھروں پر انہیں تقسیم کر دیجئے آپ نے انہیں تقسیم کر دیا اور انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے میرت علیہ السلام ۱۱۰ سے ان کے حالات جاری کتاب غزوہ مدینہ کی کتاب میں لکھی ہیں کہ ان کے حالات جاری کتاب غزوہ مدینہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ ۱۱۰ سے میرت علیہ السلام ۱۱۰ سے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کے قصص کی کارروائی کا مشاہدہ کرنا

رسول: خدا علی اللہ علیہ وسلم سے بنی قرآن
کے اس یہودیوں کے قتل کے فیصلہ کی تنقید
کا کارروائی کا منہ پر دیکھیں کہ متعلق اللہ

تعالیٰ پارسا تھا کہ وہاں خوفناک انجام سے روکا۔ مولیٰ جس سے انیسویں نے مسلمانوں کو دبا کر رکنا چاہا تھا ان اسحاق بن یزید کو سب کو سزا سنائی اور علی بن ابی طالب بنی ہاشم ان بیرونیوں کے قتل کی کامد والی کے وقت موجود تھے۔ پھر آپ مدینہ کے ہانار کی طرف گئے اور وہاں غنڈہوں کو کھنڈہ دیں۔ پھر بنی قریظہ کو پیغام بھیجیں اور ان غنڈوں پر انہیں قتل کیا گیا۔ انہیں جماعت اور جماعت لایا جلا بٹھا۔ اور ان بیرونیوں کے قتل کے متعلق حکم نافذ ہوا تھا ان میں ان کا سر کردہ اور علیہ جرم اور نشتہ و سزا دہا لال محمد بن اخطبؓ اپنی نظیر کا سرور بھی تھا۔ جس نے امویہ کو مرتب کیا اور مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے ان کی فوجوں کو اکٹھا کیا اور بنی قریظہ کو طبعاً شکنجہ پرا اور کیا اور اسلامی فوج کے لیے جو نازک ترقی وقت تھا اس میں اس پر پہنچے سے خوفناک سزا دہا نہ چوٹ لگانے کی سزا سنائی گئی کی اور اس غلیظ جرم پر ہی بنی اخطبؓ نے اپنے ان کام کو اپنے قتل ہونے تک جاری رکھا اور انہوں نے اپنے بنی قریظہ کی بیرونی فوجوں کے قتلوں کے علاوہ کے وقت ان کے درمیان موجود جو اس میں سے بھی بنی قریظہ کے ساتھ اطمینان تھا اور اسے بھی ان کے ساتھ ہی رہنے کو کہا گیا۔ اور یہ واقعہ یہ ہے کہ جب یہ شرعی بیرونی بنی قریظہ کو عہد شکنی اور مسلمانوں کے ساتھ غلامی کرنے پر غماز نہ کرنے کے لیے آیا تو بنی قریظہ کے سرور محمد بن اسد نے اس سے عہد لیا کہ وہ بنی قریظہ کے ساتھ ان کے قتلوں میں شریک نہ ہو گا۔ مگر امویہ کی طرف سے اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے یہ سزا دہا لال اور وہ مسلمانوں کو مشکل طور پر تباہ کرنا تھا۔

اور ملازم قسری بیچ دئی۔ سردار نے اپنے چھائیوں، بنی قرغوسے، جہد پور کیا اور ان کے ساتھ ان کے تلووں میں، انھیں جو گیا۔ اور ان کے ساتھ رہا۔ پہلی جنگ، الہیوں نے مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر دی تو انھوں نے جی ان کے ساتھ، حاجت، نصیب، رکھ کر ان کے ساتھ ہی قتل ہو گیا۔

خاتمہ : میں اس خطبہ کو مسلمانوں سے پیش کر رہا ہوں کہ اگر وہ اپنے کلمے اور عقائد پر اکتفا نہیں کرتے تو ان کے لیے جو چیزیں ہیں، ان کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

نبی انصیر کے شیطان کا قتل ہونے سے پہلے گفتگو کرنا

کی گھڑی آئی تو اس نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کھنٹے کو لپیٹتے ہوئے دیکھا۔

بنی ہاشم جی کے قتل کی سزا میں اس کے توقف کو بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ اور اللہ کے دشمن بنی بنی انصیر کو دیا گیا۔ وہ سر کا عذر دیتا تھا کہ مجھے ہرم نسبت سے نظروں کے برابر بھلا سمجھا نا کہ مجھے کوئی چھین نہ ہے اور اس کے ہاتھ وہی کے ساتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھی تو کہنے لگا

خدا کا قسم میں نے تمہاری عورت میں کبھی پہلے آپ کو ملاست نہیں کی۔ لیکن جو اللہ کو چھوڑنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے چھوڑ دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ اسے عفو فرما دینا کہ یہ کہہ کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میں کو بندھے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نہیں بچھڑا۔ اس نے کہا ہاں۔ لیکن جو آپ کو چھوڑے گا اسے چھوڑ دیا جائے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جو آپ کو چھوڑ دیا ہے اس نے بڑی شجاعت

اور شجاعت کی اور جب ان نظروں نے اس پر جوڑی کو قتل کیسے مہفتوں میں پہن کیا تو اس نے بات جیت کہنے کی عادت طلب کی۔ جب اس نے اسے دیکھا تو اس نے اس کے گرد اور کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے لوگو! اللہ کے حکم پر کوئی شراعت نہیں۔ اللہ نے کتاب و قدر اور جنگ کو بنی اسرار پر پڑھ کر لیا ہے۔ پھر وہ بیٹھ گیا اور اسے قتل کر دیا گیا پھر فرمایا کہ اس جسم کو غنیمت میں چھینک دیا۔ ایک یورپی شاعر نے بنی ہاشم نے بنی انصیر کے اس کو قتل کر کے اس نے قتل سے پہلے انصیر کو کہا کہ اس کی سزا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

میری زندگی کی قسم ابن انصیر نے اپنے آپ کو ماست نہیں کی۔ لیکن جو اللہ کو چھوڑنا

نہ تو طبع پہنچے سردار کعب بن سعد کے ساتھ

یہ تم کسی بھی طرح عقل سے کام نہیں لیتے | میرے سامنے میں بدلتے۔ حسبِ محافظانِ میں سے

بلکہ جمعیت کو قتل ہونے کے لیے بلاؤ تو وہ اپنے سردار کعب کی پناہ پیتے۔ اماں سے گھر لوٹ
سہے چلتے، انتہا حد خیال میں۔ جیسے ساتھ کی سوک جھوگا اور درائیں بڑی مطبوعہ والی اور عیلت
سے مجرب و قیام۔ کیا تم کسی بھی طرح عقل سے کام نہیں لیتے۔ خدا کی قسم تم قتل ہو گے۔

یہاں اسی طرح چلتا۔ اراکینِ منافق جماعت درجہ اولیت میں سے جانتے۔ یہاں یہاں بلکہ
کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو گئے۔ اس لحاظ سے بنی قریظہ کے سردار کعب بن سعد
کلراست نے فعلیہ لہجوں کی۔ کہہ سنے بنی تمیر کے شیطان یعنی بنِ اخطاب سے دھمب اس سنے
مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی کا مطالبہ کیا، کہا تیرا بڑا ہر تو ایک خوش آدمی ہے۔

پس محسن و انصاف سمجھنے سے بد و بدلتے کعب بن سعد کو راست۔ رہا غصے کی سہاگ کو ثابت
کر دیا۔ کہ بنی اخطاب اور قریظہ کے یہ خوش ترین نشان تھا کہ اس نے انہیں آخر کار مکمل تباہی تک
پہنچا دیا۔

قتلِ بی بی خدیجہ و امیرِ عورت | اسی طرح بنی قریظہ کے تمام مردوں کو عہد شکنی اور غداری
کے جرم کی سزا میں مکمل طور پر قتل کر دیا گیا۔ اور مسلمانوں

نے بنی قریظہ کی قوموں میں سے کسی کو قتل نہیں کیا بلکہ اسلام کے آدابِ جنگ میں دشمن کی عورت
کو قتل کرنا حرام ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی کو عداوت یا قتل میں میدانِ جنگ میں مقابلہ کرتے ہوئے
قتل کیا جائے۔ اس لیے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے بھی عورت کو سوائے ایک عورت کے قتل نہیں
کیا گیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ایک مسلمان کے قتل کے قتل میں قتل
کرنے کا حکم دیا۔ اس بیورہ قریظہ عورت کا نام سترہ تھا۔ اس نے اپنے غمزدگی کی گنجائش پر
غزوہ بنی سدیہ پر بھی کلامتِ نثار قتل کر دیا تھا۔ پس اسے اس کے قتل میں قتل کر دیا گیا۔

یہ عورت قتل کے حکم کے تحت دسے وقت بنی قریظہ کے مردوں میں حضرت عائشہ کے

گھبرا کر بھاگنے لگے۔ حضرت نے فریاد کی تمام عورتوں کے درمیان سے اس کا ہم بے کر
 آواز نہ ہی اٹھ سکتا تھا۔ جب اسی نے شکا کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے
 تمہاری ہمت میں ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے اسے کہا کہ تمہارا بڑا ہو جاتا ہے کہ تمہاری آواز سے
 کیا کہی میں ہوں گی۔ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے حضرت عائشہؓ نے اسے کہا کہ تمہارے
 خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ
 وہی سبب تھا کہ میں نے تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری
 آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری
 آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری

عجیب بات | پھر اسی نے حضرت عائشہؓ کو واقعہ کی بہت سی تفصیل سنائی۔ اس
 نے کہا کہ میں نے تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری
 آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری
 آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری
 آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری آواز سے دلچسپی ہے کہ تمہاری

میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔ اس نے
 کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔
 اس نے کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔
 اس نے کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرے خدا سے کہے تھے کہ کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ اسی ہی عورت اور اسی کی ثابت قدمی کے متعلق ایک اور بات بیان
 کرتی ہیں۔ آپؓ فرماتی ہیں۔

تمہاری قسم وہ میرے پاس میرے ساتھ خوب غور سے باتیں کر رہی تھی۔ پھر رسول اللہؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کے عروہوں کی آواز سے قتل کر دیے تھے کہ وہ ایک آواز جیسے وہ نے
 اس کا نام لے کر آواز دی کہ نکال عورت کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ اس کی قسم میں نے حضرت عائشہؓ

فرات میں تھکے کہا تیرا بڑا سر تجھے کیوں چھوٹا۔ اس نے ہاتھ قتل بڑھوٹا دیکھنے کہا کہوں
اس نے کہا کہ مجھ سے ایک رات کی بے حضرتی عاقلہ فرماتی ہیں سے۔ جا کر قتل کر دیا گیا۔
حضرت عاقلہ مرانا کر قتل خدائی قمر لکھے اس کی ایک عجیب بات نہیں بھولتی اس کی خوش دلی
اور کثرت سکون جیٹ، علامہ لکھے یہ بہت تھا کہ اپنے قتل کیا جا سے بھولتا

امور نہ بیان کی کہ بے کو بیرونی حضرت (مغرب) میں قریظہ کی بیوی تھی۔ بنی قریظہ میں
حضرت ایک دن قتل سے کہا اور وہ مظاہر ہیں مولانا قریظہ تھا۔ جسے مولانا کریم علیہ السلام
و علیہ السلام نے ایک دوست علامہ لکھے اس نے اس کے کریم علیہ السلام علیہ السلام کی سفارش
کر لی تھی۔ کثیر اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ منقریب سلام قبول کرے گا۔ اور اس نے
اسلام قبول کر لیا۔ یہ صورت (مغرب) میں تھی، حتیٰ جو انصاری کہ توں سے تو لکھن اسلام لے
واقعی محمد قریظہ کے تھی۔

ہاں اس کی بیان کرتے ہیں کہ مولانا بنی قریظہ اور ان کے پیغمبر کے ہیں وہاں
علیہ السلام علیہ السلام کے ایک خادمہ نے اپنے کچے ساتھ دو شیروں کی غارتگری اور وہ قتل کی بیعت کر چکا
سے بہت کر۔ اس نے آپ سے مقام بنی قریظہ کے مشائخ و خواص سے کہ یہ ایک مبلغ

لے یہ وہاں جلا جلا کر صبح، علامہ وہاں بنی قریظہ، اصحاب کرام سے تھا۔ اس نے حضرت میں رنگی، علامہ
نہیں کیا۔ یہ کار کچھ لکھن بنی قریظہ، اور یہ وہی شخص ہے جس کے مشائخ کی نے حضرت عاقلہ سے بیعت
میان کر ہے۔ آپ لکھے کہ

علامہ کی بیوی حضرت بنی قریظہ میں تھی۔ علامہ علیہ السلام کی خدمت میں آئی اور اپنے تکی بازوں کے علیہ السلام علیہ السلام
رواے لکھے ملاقات سے وہی ہے، بنی قریظہ ملاقات کا فیصلہ فرمایا ہے۔

تو سبھی بات نہیں بتلا کر ان میں بنی قریظہ، ام لکھے۔ یہ حضرت زکریا علیہ السلام سے تھی جنہوں نے
حضرت بنی قریظہ کے قتل کی بات، اس مشافہہ کی تھی۔ اس کی کہ مشافہہ کی بنی قریظہ، اس کو لکھے تھی
علیہ السلام کی خدمت میں کہا وہاں کو کچھ آپ کے ذہن حضرت علیہ السلام کی نالہ لکھے بنی قریظہ میں سے تھی رو کچھ اور لکھے بنی
علیہ السلام کی نالہ لکھے، اس کو لکھے اور بنی قریظہ علیہ السلام کے قتل کے دوسرے

مخلص تھا جس نے اس کی پناہ سے مل گئی اور وہ اب اس پیسے میں عاشق تھا۔ اس کی عورت نے کہا ہے
 اللہ کے نبی میرے صاحب اب یہ قربان ہوئی مجھے رخصت عطا فرما دیجئے۔ وہ نکاح پر مجھے اور
 اہل بیت کو گولٹ کھا کسے۔ تو اب ہے اس کو جسے عطا فرمایا تو وہ اس سے شرمندہ ہو گئی۔

یہود کا ایک عجیب واقعہ | حبیب بن زریق کے عہد شکن اور خدا کو سب کے متعلق تشکیک کا دلائل اس واقعہ کے نتیجہ کا نام لیکن تو کیا تو ایک عجیب

ہیون غیر واقعہ مدنا ہوا جس کا محور ایک مذہب کو نہ توڑ جنگ ازہ یہودی تھا جس کا کام نہ یہی نہ
 بلکہ تھا اور وہ جو جیت کر بنی قرآن کے لیے نہ لایا۔ سے تھا۔ اور اس نے اسلام سے قبل
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے بڑا مساب کیا تھا۔ جس کو امام عابد بن قیس بن شاک
 فرمائی تھا۔ اس صحابی نے اس یہودی کے سباق احسان کا چلہ دینے کو کوشش کی اس پر یہ صحابی حضرت
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی اور آپ کے سامنے اس یہودی کے مساب کا تذکرہ کیا
 اور آپ سے اس سے کہی کہ آپ سنا یا ہا میں ہیں اس نے عقود و رنگ کے حلق و حیات سے کھینچے ہیں۔

اُسے اپنی نیرودی کائنات قرار دی۔ جس کے قتل کا فیصلہ کیا جا چکا ہے تاکہ وہ اس کے پچھلے احسان کا بدلہ دے سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کی درخواست کو قبول کر لیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ وہ حلیہ کے ساتھ مدینہ میں جائے تاکہ وہ ان کے ساتھ مدینہ میں جائے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن، صلیغ اور جنگ میں قبیلہ اوس کا حشر کھینچ جاتے تھے۔ اور یہ اس تھا افس

کے لیے سے تھا۔ اردو ملازمین کی تعلیم کے لیے بھی کوشاں تھا۔ جب کہ مابین میں عربی کا مضمون
مقرر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسی دور میں ان کے مددگار بننے والے مولانا ابوالکلام

مہ ثابت کی تیری ہی شاہی بڑا جبر کر رہی ہے نہ ہی، دنا، کے ٹھہر دھخپ تھے اور جبروں نے رسوا کر کے ملک بھر
 علیہ حکم کے دیش ڈالے ہر قبیلہ کو کھاتہ کم میں پیر سے اپنا اور ان کو مدد غلت کرتے ہیں جس سے آپ
 کا حق ختم کرنا ہے، جبر میں کہہ نہ گا۔ تیرے عزیز بہا صحت اور عورتوں پر ظلم کے ساتھ سب سے پیچھے ہو کر امد
 ی غلام ہوئے اور یہ کے سر کو ان میں بھی شامل ہوئے اور سر کو جس ماری شہید ہوئے۔

کھڑت ہو کر ان کے ساتھ جنگ کرتے اور ان کو لڑنے کا ارادہ نہ تھا۔ یہ ہے جیسا کہ بنی نضیر اور بنی قریظہ کے یہودی اپنے حلیف غرر بن مسک کے ساتھ ہوئے تھے۔ اور جبہ و حلیفیت میں اوسے اور غرر بن مسک کے درمیان عیلامت کا جشن و جنگ ہوا ہوگا۔ جس پر انہوں کو عین پر فائدہ کن فتح حاصل ہوئی تو ثابت بن قیس بن شامی غرری اسی یہودی کیلئے سیر بن باہک کے ہاتھوں قید ہو گیا۔ جو غرر بن کے خلاف اس سرگرمی میں بعض یہودیوں کی قیدت کر لیا تھا۔ اور میرے ثابت بن قیس کے چلی لپٹی کے بانی کاٹھنے کے جھڑنے سے چھوڑ دیا اور انہیں نے غرر بن کو ملا کے اس کو عظیم احسان کر دیا۔ پس جب بنی قریظہ اپنی بڑی کامد و انجوں میں لگ گئے اور ان کو حد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر آپ سے درخواست کی کہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ اس یہودی پر احسان کریں۔ اور اسے بخش دیں تاکہ یہ جتنی جھڑنے سے بچے جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کر دیا۔ بلکہ آپ نے اپنے مخالفین کی دوسری درخواست کو بھی قبول کیا کہ اس یہودی کو محمد کے سب سے بڑے بیویاں اور تمام اموال و انہیں کچھ مالیں۔ لیکن اس سماں سے یہودی نے جو ساٹھ سال کی عمر سے بھی متجاوز تھا ان تمام باتوں کو رد کر دیا اور کہا کہ وہ بنی قریظہ کے جہد شکنندہ اور انہیں ساقیوں کے ساتھ مزاحمت ہے۔

اب ہم اس عجیب واقعہ کو ان تمام سے سنتے ہیں۔ جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے، ابن اسحاق کہتا ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس جیسا کہ ائمہ شہادہ ہر کسی نے محمد سے بیان کیا ہے۔ نہ سیر بن باہک و قریظہ کے پاس آیا جس کی کثرت اور محمد بن قریظہ اور سیر بن باہکیت میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا۔ اس نے آئے پھر کر اس کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے۔ پھر محمد فرمایا پس ثابت بن قیس اس کے پاس آیا اور اوروہ بہت دلدادہ ہو چکا تھا۔ اور کچھ لگا لگاے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب سنا تو اس نے جواب دیا۔ کیا میرے جیسے آدمی تم جیسے آدمی کو قبول کر سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے احسان کا بدلہ نہ دے۔ اس نے کہا، بلاشبہ تم کو آدمی کریم کو بدلہ دیتا ہے ۵

اسی میں کی کامیاب رہا۔ چہرہ بابت نہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 آگئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا چہرہ ہے جس پر صاف ہے۔ میں پامٹ کر گئے
 اس کا بدلہ دوں۔ مجھے اس کا خون نہیں چھوٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے لئے
 اس کا خون نہ تھا۔ نہ میری بالادارہ تھیں نہ مجھے عموماً حکم پہنچاؤ اسے کہا میں بہت بفرمان
 بوجھ کا ہوں۔ نہ میرا بڑی ہے نہ بچے۔ بلکہ دن رات کی کما ضرورت ہے۔ نوابت کے چہرہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خدمت میں مکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں: پاپ پر قرآن پڑھ
 لیجئے کہ میں اس کے بھی بخشن دیں آپ نے قرآن و وحی لکھے جتنے جتنے ہیں سے لکھتے
 کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تربت بڑی بچے بخشن۔ بیٹے ہیں اور میرے بہت
 اس نے کہا کہ اسے بکادیں کہ اس نے ذرا مال نہیں۔ اس صدمت میں نہ کی نہ ہوئی۔
 تربت کے چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس کا
 مال میں بخش دیجئے۔ آپ نے فرمایا: وہ بھی تیرا جو رہا نہ تھیں اسے آگ کیا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم لکھے تیرا مال جو وہ رہا ہے۔ اور وہ بھی تیرا ہو گیا۔ سنا تو میرے نوابت سے کہا
 نصیبان سدا کے تھو کہ ہر جس کا چہرہ میں آئینہ کو صبر تھا۔ اس میں وہ تھیں کہ فخر و کیوں
 کو نہ نیت تھا۔ اس نے کہا وہ قتل ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا آخر وہ یہ بات کے سرور میں ہی
 خدب کے ساتھ کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ وہ قتل ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا آخر وہ کس وقت چاروں
 پر مشرور اور وہ قتل کے وقت وہ سے سوئی غزال ہی سوال کے ساتھ کیا ہو۔ اس نے کہا وہ قتل
 ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا ابی کہ یہ بن قرظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کے ساتھ کیا ہوا۔ اس نے
 کہ وہ قتل ہو گیا ہے۔

اسی کے نوابت کا کہنا تھا: یہ چہرہ میں ہے یہی کہ وہ سدا کے تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ
 لوگوں کے ساتھ ملا ہے۔ جن کی قسم ان لوگوں کے بعد نہ ہوگی کہ کسی عید کی نہیں۔ میں میرے
 والا نہیں۔ میں جب تک پہنچے وہ سدا کے تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ
 ہاں یہ بات نے لکھے کہ کیا وہ قتل ہو گیا ہے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق کو اس کے
 قول کی علامت ملی کہ میں وہ سدا کے تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ تھو کہ

جہنم کی دہم پہنچے وہاں آگ ہی سے کالے

قیس یحیٰوں اور غنائم کا انجام | اپنی قرآن کے آہم سولہ کے معاملہ سے ذرا بکھنے کے بعد ملازم

عکرم یا جو بنی قریظہ کے تمام حقوق اور غیر حقوقہ سوال کو اس نے اور شمار کر کے ایسی بھیجا کہ

عورتوں اور بچوں کو شمار کیا گیا تو وہ ایک ہزار تھے اور مسلمانوں نے بنی قریظہ کے غنموں میں

۱۔ پانچ سو گنوا دیے۔

۲۔ دو ہزار نیزے۔

۳۔ تین سو زبیریں۔

۴۔ پانچ سو گنوا دیے۔

اسی طرح کچھ سے زیادہ خرابی سے بہت سے جنگی آلات جیسے معرکتہ بنی زبیر کی سہ

غیر رسم سے گزرنے والی غنم کے ساتھ تقسیم نہ کرنے کا حکم دیا۔ اس سے یہ دلیل ملتی ہے

کہ غنم اس کی تقسیم کا حکم غزوہ تبوک سے نہیں نکال کر لیا گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح کچھ سے زیادہ خرابی سے بہت سے جنگی آلات جیسے معرکتہ بنی زبیر کی سہ

غیر رسم سے گزرنے والی غنم کے ساتھ تقسیم نہ کرنے کا حکم دیا۔ اس سے یہ دلیل ملتی ہے

یہ خاتم حاصل ہوا ہے، جو اس کا ثابت شدہ قانون ہے، غنائی شمس سے تین حصے سوار کو لیٹے
جاتے ہیں، ایک اس کا اوردو حصے اس کے گھوڑے کے اوردو حصے جو پیادہ جنگ کو گتے اور
اس کے پاس گھوڑا نہ ہو لیٹے قانون کے مطابق صرف ایک حصہ رہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے
کہ جنگ میں اس کا اخری پیادے کی نسبت جو گھوڑے پر نہیں ہوتا دشمن پر زیادہ بڑا ہے۔
پس اس تعداد کے مطابق فی نفر خطے کے سپرد نہیں کی غنائی کے اعانت کرنے اور قتل پہنے
کے بعد تعمیر کی گئیں۔

عزائم میں غور و فکر کی مشارکت حضرت امی رحمہ علیہ وسلم کے ایک مشفق و مہربان کے مطابق جو قرآن کی تصویر کی غیبت

سات مسلمان عورتوں میں بھی تعظیم کی سب سے اعلیٰ درجہ کی تھی۔ وہ انجیل کی موجودہ نقیشتیں تھیں۔ مگر آپ نے حضرت
کی حکامردان کی طرح حقیقت نہیں دیکھی۔ بلکہ آپ نے انہیں اپنے امانت کے مطابق کچھ دیا ہے
اور یہ وہ صاحب فضیلت عورتیں ہیں جو قرآن کے حکام مردوں کو جو وہ وقتوں اور سیرت علیہ نبی
ان کے نام سے بیان کرتی ہیں۔

۱۔ اہم عناصر ۱۰۔ لیبرنٹ کعبہ نازیہ مشہور صحافیہ ہیں نے سرکاری اخبار میں شریں سے
جگہ کی ہے

۱۷۔ عقیقہ بنت عبد المطلب و حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیلی

۱۴- اہم سیٹات (۳) : ۱۰۰

۱۔ ان کے حالتِ بیمار کی کتاب خیرہ احمدیہ، دہلی، مکتبہ المدینہ کے حالات تہذیبی کتاب فروزہ احمدیہ دہلی
۲۔ برسرِ گشتِ یاسی، کتاب مطبوعہ بیت کہنے دو، غرور کوئی ہے، تھیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں عداوت
۳۔ ان کی حضرت عرفان خطاب فرماتے ہیں کہ یہ جانتے ہیں کہ وہ زبانِ طائر کوئی نہیں۔ یہ مشہور صحابی حضرت ابو سعید
ؓ کہہ رہے ہیں۔

آیت ۴۔ اے نبی! جو لوگوں کے معاملات و چکے ٹھیکے، گنہگاروں کی عساکاری، بیت یمنین حضور پر ہے گو یا ہم ان سے بہت
 راحت نہ ہو بہت غصہ ہو نہاد یہ جو لوگوں پر ہوتا ہے کہ وہ نہ ان کی یہ شہرہ و عساکری کو کہے کہ وہ اور دعوت کو نہ لے لے
 لوگوں کے لیے ہیں، انہماک اور غرض صرف حرمی کے طریق سے ان کو روایت کی ہے۔

میں بھی حور پر دست پائی، آپ حور کو کہنے والی فراموشی شامل تھی۔ آپ کے وارثوں نے آپ کی غیرت کا حق حاصل کیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی غنائم میں سے کسی حور کے لیے غیرت کا حق مانگا۔

مال اور بیٹے کے درمیان جھگڑائی سے روکنا | جانا زوہدین غنائم کی تقسیم کے وقت حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ

وہم نے بدعت حکماء و علماء کوئی آدمی کو کوئی لڑکے کے قبضہ میں نہ سے۔ ہاں بیٹے کو بدعت کہنے وقت ان میں جھگڑائی نہ کرنے والوں کو اٹھایا بدعت کہے ہاں دونوں کو اٹھایا بدعت کہے کہہ کر مال اور بیٹے کے درمیان جھگڑائی ڈالتا ان دونوں کے لیے شراب کا ہوتے۔ ہاں جسے عدم قبضہ کی نہیں کرتا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو۔ ہاں بیٹے کے درمیان جھگڑائی سے روکنے میں شافعی بدعت کی آفری حوروں تک پہنچ گئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے بدعت کے بھی ساتھ نہ کوئی شخص کو بیٹوں کے درمیان ہونے والے ملک جھگڑائی نہ کرنے کے وقت بدعت کی بھیجی کہ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شخص سے مال اور اس کے بیٹے میں جھگڑائی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کے اور اس کے بیٹوں کے لیے جھگڑائی ہو کر آئے گا۔ اور علماء و اہل صابست سے دعا ہے کہ ان کے مال اور اس کے بیٹے کے درمیان جھگڑائی نہ ڈالے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ کو فرمایا عجیب بچہ باغ نہ پیدا ہو اور اگر کوئی بچہ جنم لے گا تو۔

اور قرآن کی حد حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو چھوٹے بچے کے ساتھ فرمایا۔ میں نے ان میں سے ایک کو دھت کر دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا تو نے اپنے بچے کو اس کے غلام بننے کے ساتھ کیا کیا میں نے

(تفسیر ابن کثیر) ترجمہ کرتے ہوئے لکھا کہ تو نے اپنے بچہ کو میرے لیے لے لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اپنے بچے کو اس کے غلام بننے کے ساتھ کیا کیا میں نے

فصل چہارم

بنی قریظہ کے کشتہ زاری پر

- ۱۔ یہودی کے متعلق یہ فقرہ ہونے والے ہے فیصلہ پر مبنی اور ان کے لئے اسے
- ۲۔ مرنے والے ہیں مگر ان کے لئے اسے ہونا ہے کہ قریظہ پر
- ۳۔ بنی قریظہ کے متعلق یہ فقرہ ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے

ملاحظہ ہو

- ۱۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۲۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۳۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۴۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۵۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۶۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۷۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۸۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۹۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۱۰۔ بنی قریظہ کی مکتوبہ دار بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے

جائزہ ملے گا

- ۱۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۲۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۳۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۴۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۵۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۶۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۷۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۸۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۹۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے
- ۱۰۔ بنی قریظہ کے لئے اسے ہونا ہے کہ ان کے لئے اسے ہونا ہے

بیٹے: یہ خیال آگے کر اس حکم میں قیادت اور وحییت پلاؤ جو کہ ہے ہمارے لئے صدمہ ہی ہے کہ ہم اس موقع پر ہرگز شہریت سے من کو نہ کریں اور ان امور و بات کو نہ کریں جو ہماروں کے لئے ہرگز کے مفقود یا فہم ہوئے۔ اس کے باعث حکم کی ذمہ داری ہمارے لئے ہے۔

د. محمد بن عبد الوہاب

[illegible]

دور دروغی کیلئے ساری حیات مشغول ہو کر دلوں اور سر میں شام ہو گئے اور ان کو سب سے بڑا کام
اس دین کے متعلق سمجھنا تھا جو مانگے ہیں اور جو سب سے بڑا کام تھا ان کو دینا اور جو خیر کھانا دینا
معمول کیا ہے یہ سب لوگ بھی ماحول کو سمجھنا نہیں کہ جسے حق تعالیٰ کے متعلق کسی سمجھنا اور
کھٹکے سے ہونے والی ترقی کی تلاش کے لیے کاروائی کی ہے جو کہ انسان اور دین کے درمیان
کی آواز دے گا جس کی ساری باتیں ہیں جو کہ صدیوں کی متون و روایات کے متعلق ہے کہ جو دینا اسی ہے
ہوئی ہوئی ہے کہ باقیوں میں قید ہو چکے تھے۔

بزرگ سلطان کے لئے اختیار
 یہاں پر تعلق نافذ ہو گا جسے نصیب پر استغناء کرنے والے
 حضرات پر مشتمل کر کے ہے کمال اور یہ عقلی اور لائق اور مہربان اور
 عدل اور استقامت کے روحانی عالم ہے لہذا وہ بزرگ سلطان کے لئے بہترین و ایمان کی
 مہارت و صلاحات کے لئے یہ اقرار تسلیم کرنا ضروری ہے کہ جو یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے
 بعد صاف و صاف ہوئے اور حکمران و صاحب دانا تھے وہ ان کے امتداد میں تھے جو یہاں تک
 کہ اس کے بعد ان کی صحبت سے وہ درجہ رسوخ و حکمت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ملا لیا آپ کی جانب سے کے پانچ سو روپے آپ کی حق تعالیٰ خواہش پر بھی گواہی دے گی کہ حق تعالیٰ نے اس کو کون سا کام دیا ہے۔ اور ان کے بعد لوگ کوئی اور کسی سبب سے ان کے حق تعالیٰ کو قہر نہ سنا تھا جس میں وہ مسلمانوں کے علاوہ عرب و عجم کے ہر قوم کے لیے رہا ہو سکتے۔ ہاں انہوں نے قادیانہ فتح کرنے کی کوشش کی کہ لوگ مسلمانوں اور ان کے ویرانوں کوئی سہارا نہ دے سکتے تھے۔

جس میں سلیم پور کا ہے جو بنو خنیقہ کا ہے جو بنو خنیقہ کے بعد قریش نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا انہوں نے حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی اور جب انہیں خیال ہوا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نہ ہو سکتے تھے تو انہوں نے باقی مسلمانوں کو توڑ دیا۔ اور حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی خیر اور نبی خلیفہ کے رشتہ کا صلہ نہ کئے کسی طرح عربیت کی مخالفت پر ہی اکتفا کیا۔ اور پانچ سو روپے کے بعد اسی کی یہ سزا اس غلطی کے مطابق تھی جس کا رد کا سبب بنو خنیقہ اور بنو خنیقہ کے لیے کیا تھا۔

اور جو قریش نے بنو خنیقہ کے ساتھ میں مسلمانوں سے جنگ کی انہیں دعائیں پڑھ کر لے لیا کہ جو جو مسلمان تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جلا وطن نہ کیا بلکہ مسلمانوں کے ساتھ تھے یہ سبب کرنے کے بعد آپ نے ان کو وہاں ٹھہرایا اور انہیں سزا دیا۔

معاذ اللہ! **معاذ اللہ! یہ وہی نظر میں** لیکن سب ان سببوں کی طرح مسلمانوں اور ان کے بعد سے حق تعالیٰ کو تہا

دہا دہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں تو انہوں نے نہ اپنی تہا و ضمانت کا ذیل قرین کام کرنے کا تمام کیا۔ جب احزاب کی جہاد ہو جس کے ان کے مسلمان حلیفوں کا نالہ تھا کہ یہ باقران ہر دونوں نے ان مشکل وقت میں نہ ہوا تھا۔ اور ان کے عین اور ان کے رشتہ کے ذیل غصہ انہوں نے ان کو بھرا دیا۔ لہذا انہوں نے ہر وہ امن یا اراہ سرکاری حق تعالیٰ کے لیے اور جو بھرتہ مسلمانوں نے نہ تو ان کے ساتھ تھے ان کی حالت یہ ہو گئی کہ کو یا ان کا کوئی وجود ہی تھا ان سببوں کے پرچے لڑا جیتا۔ اور جب یہ باقران احزاب کی کہان کی

فرشتہ ان کے اعضاء میں بٹختے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی ہاریک کے خوفناک اور فیصلہ کن نمائش میں مسلمانوں کو تنہا کرنے اور اسلامی وجود کو عیش کے پائے ختم کرنے کا معاہدہ کرنے لگے تو اس وقت انہوں نے معاہدات کو پاؤں تلے روند دیا۔ اور مسلمان ان کے پاس آکر ان سے معاہدہ کیا یا جبری کہ استدعا کرتے رہیں گا کہ ان کے سرخاؤ کعب بن اسد نے گواہی دی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں اور ان کے بن سے صلہ رکھ کر پابندی کے علاوہ کوئی دستبرد نہ کی۔ انہیں ان کی عظیم زبرداری اور ان معاہدات کے توڑنے پر سبب ہونے والے جیسے نشان لگاوا دلاتے خصوصاً ان پیچھے نازک جنگی حالات میں،

گواہی کے عرب میں یہودی و حضرت بنی کریم علیہ السلام اور مسلمانوں کے ساتھ امن و سازش کرتے۔ اور ان معاہدات کا بھی مذاق اڑاتے گواہوں نے مسلمانوں کے ساتھ پہلے کیے۔

• غمزدہ کون ہے؟ یہ شخص کہتا ہے کہ ہمارے دور میں کوئی معاہدہ ہے اور اس کا رسولی کون ہے؟ ہم غمزدہ کو نہیں جانتے اور نہ ہی جانتے اور اس کے مطابق کھلی کتاب ہے۔ یہی جواب حق تعالیٰ کے پیروں نے منور فکر و دلت ویا جب ان کا دھواں سے ابھی سو وہ پر ثابت قدم بھٹنے اور مسکرتی التزامات اختیار کرنے کی استدعا کرتے ہوئے آیا۔ ان یہودیوں نے ذلیل طریق اس وقت اختیار کیا جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اعزاب کا مدد سے اسلامی وجود کو سبکی طور پر تباہ کرے اور مسلمانوں کے کلیتہً استیصال کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے مسلمان حلیوں سے اس قبیح صورت میں فطاری کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اور اللہ جانتا ہے کہ اگر یہ یہودی مسلمانوں پر فتح پا بیٹھے اور جانناؤں کی مدد سے مدینہ پر قبضہ کرنے کا قدرت حاصل کر لیتے تو یہ مسلمانوں کو اس سے بھی سخت ترین سبام تک پہنچانے میں ترقی نہ کرتے جس تک مسلمانوں نے انہیں پہنچایا تھا۔ اور اس سرور سبب سے جبری دین پیچھے کہ ان یہودیوں نے اعزاب کی فوجوں کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو ممکن طور پر تباہ کیے بغیر مدینہ سے تاجیں نہ جائیں اور مسلمانوں کے مقابل میں یہودیوں کے ساتھ

۱۶۔ حضرت علیؓ کی زیر نگرانی شہزاد علیؓ نے اپنے ان بیوروں کے ساتھ ایک کرریک سلسلہ کیا جس میں یہ فریقین کے بیوروں نے دستخط کیے جس پر دونوں فریقوں نے بیرونی زیادتی کے متعلق ہر ایک خیر سب کا مشورہ دیا اور کہنے لگے: ہمیں کوئی کام نہ کرنا چاہیے۔ یہ زیادتی بیوروں نے ہر محسوسوں پر۔

اور اس معاہدہ کی پورا تعمیری دفعہ میں خیر کے مشورہ کو دفاع کا بیان ہے کہ دوسرے اور بیوروں نے خیر پر چہ خیر سے کہنے والے کے مقابل میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

اور ان معاہدہ کی تجویز میں دفعہ میں ہے کہ بیوروں اور مسلمان بھائیوں کے درمیان خیر پر دست کو کریں گے۔ اور جو معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا وہ اس کے مشاہد میں یک دوسرے کو مدد کریں گے اور کسی گناہ کے خلاف کے بغیر کسی دوسرے سے خیر خواہی اور میں سوچ کر لیں گے۔

۱۷۔ بیوروں نے اس معاہدہ پر دستخط کر کے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے قوم میں ہیں

ایک دوسرے کو اٹھا کر دیا ہے۔ اور ان پر اپنے اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے ہر وہ بات اور امن اور وطن کے مقابل میں ہر دشمن سے پرہیز کرتے ہیں۔

اور اس معاہدہ کی ایک کپی ہر ایک کو دی گئی ہے کہ اور بیوروں کے ساتھ ایک قوم بنیں گے۔ یہ وہی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم بنیں گے۔ یہ وہی مسلمانوں کا بھائیوں ہوگا۔

۱۸۔ اور اس معاہدہ کی ایک کپی ہر ایک کو دی گئی ہے کہ اور بیوروں کے ساتھ ایک قوم بنیں گے۔ یہ وہی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم بنیں گے۔ یہ وہی مسلمانوں کا بھائیوں ہوگا۔

اس معاہدہ کی بنیاد عیسوی وفد پر رکھا ہے کہ
فرزین اور ان کے بعد وگاہ کر پناہ نہیں دی جائے گی۔

۱۵۔ ان تمام واقعات کے علاوہ جی فریڈ کے یہودیوں نے اس معاہدہ میں بشریت کی تائید کرنے والی اسلامی حکومت کو تسلیم کیا ہے، اگرچہ انہوں نے قانونی طور پر اسلام کو تسلیم نہیں کیا تھا۔
یہودی شہر کے باشندے ہیں | اس معاہدہ میں انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ وہ شہر کے باشندے ہیں اور ان کی حکومت

کے تحت ان پر دی ہوئی جگہوں پر رہنا سونے ان سواروں کے جوانوں کے پرستار، عادات سے متعلق رکھتے ہیں جیسے شادی، علاقہ،راثت اور عادت کا اہل سے متعلق اسوں پر ان کے عادات کے طور پر حقوق وغیرہ۔ نیز انہوں نے اس بات کو کھل کر تسلیم کیا کہ ان کے تمام معاملات میں سوائے دینی معاملات کے، ان کا رہنے، حکومت کے صدر، قلمیہ عبداللہ علی الشہید علیہ السلام ہو جائے گا۔

اس معاہدہ کی بنیاد عیسوی وفد پر رکھی ہوئی ہے کہ۔

معاہدہ کرنے والوں کے درمیان اگر کوئی باغی یا بے وفائی ہو جائے تو اس کے فساد کا خوف ہو تو اسے اللہ اور اللہ کے رسول اللہ علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا چاہئے گا۔ اور معاہدہ کی تمام چیزیں برقرار رکھی جائیں گی۔

۲۶۔ بلاشبہ معاہدہ پر دستخط کر کے یہودیوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان یہودیوں کے حاکم ہیں اور انہیں معاہدہ سے کیا جائے گی، پھر انہیں اور ان کے درمیان ہوا ہے کہ۔

یہودیوں کی دینی رہنمائی میں ان کے غریبوں کو دینا اور ان میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احکامات کے بغیر نہیں جائے گا۔

یہودیوں اور یہودیوں کا وہ موقف عام ہے جس پر وہ شہر کے اہل تہذیب و تمدن کے قاتل تھے اور یہودیوں اور یہودیوں کے ہر ہر مخالف، ظالم کی اچھ دلوں میں۔ یہودیوں کا معاہدہ پر مجبور نہیں تھے۔

یہودی معاہدہ پر مجبور نہیں تھے | یہ یہودیوں نے کسی کے مجبور کرنے کے بغیر ہی
 ہزاروں کو قبول کیا اور اس معاہدہ سے راضی ہو گئے
 اور اس پر تسلط کیے نہ ہونا اور نہ ہی اس کے مقتضی کے مطابق اس پر عمل کیا۔ پس یہودیوں
 نے ان کے زلیخوں کو پسند کیا اور اس معاہدہ پر رضامند ہو گئے۔ اسلامی حکومت ابھی نئی ہی تھی۔ اس کی
 کوئی عزت کے لیے جوش و خروش نہ تھا۔ کچھ بھی یہ معاہدہ فریقین کے درمیان جبر کے بغیر حرکت
 پسے ہو تھا۔ جس کے بعد اسامی فوج سے خوف محسوس کیا جاتا تھا۔ یہودیوں کی معاہدہ کے وقت
 اس کی کیا صورت تھی؟ انہوں نے زمر کر رہے تھے جس کے ہاتھ جوڑے یہ کہنا ممکن نہیں کرنا ہوں۔ نہ
 یہ معاہدہ طاقت و ثروت کے کسی خیال کے ماتحت کیا گیا۔

مگر غرض ہذا ہے۔ یہ معاہدہ جو کہ اس معاہدہ کی وفات پر ایک تھیں تھی نظر ثانی ہوا ہے اور یہ
 فرقہ کے یہودیوں نے ان کے ان کے جنگی حالات میں اپنے سلاطین صیہون اور یہودیوں کے ساتھ
 جو قطعہ ہندو کی آج کے ان کی عیش و عشرت، کھسکیاں اور نیسیں اور ہر چیز جزا آمدنی کی باریں
 تھیں اسے جبراً و انصاف اور تہذیب و تمدن کے نام سے دیکھ کر اسے وہ شمس سے اپنی قدرت
 پر فخر اور وہ تہذیب و تمدن کا تابع نہیں بلکہ اس کے لیے یہ تہذیب و تمدن کا شکل ہے کہ وہ انہیں
 مجرم کی فتنہ عمت اور اس عظیم ہندو کی کھٹن کرنے پر ان کا انکار کر سکے۔ جس کا ان یہودیوں نے
 وطن اور اپنے یہودیوں کے متعلق اور قلاب کیا۔ اسی طرح یہ بھی کسی عزت و مار اور اپنی عقل و فکر
 پر مشکی مسزوں رکھنے و نہ فرمان کے لیے شرم ہے کہ وہ یہ خیال کرے کہ ان مجرم یہودیوں کے
 متعلق ہر شے معاہدہ و تہذیب ہوا ہے۔ ان میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو انصاف اور انسانییت کے اصول
 اور عام بین الاقوامی قانون کے بموجب سے منافی ہیں۔

یہ عرب کے علاقے میں یہودیوں کے وجود کے محکمہ اور سیکڑوں سال ہیں۔ عربوں کے
 ساتھ رہنے کے محکمہ پھر ہیں یا انہیں معاہدہ کے محکمہ کے مطابق کہ وہ مسزوں کے ساتھ یہ
 قوم ہوں گے اور قائم مثلاً حکومت کو تسلیم کرنے کے بعد ورامی کے ماتحت رہنے وہ
 یہ اعلان کرنے کے بعد کہ وہ اپنے جہ و منزل کا نوٹ ڈالیں۔ ان ان سب باتوں کے محکمہ
 کے مطابق ہی فرقہ کے یہودی عرب کے باشندے تھے اور اس حکومت کے ماتحت

ان پر لازم شد کہ وہ اس غلطی کا دفاع کرتے اور ان پر وہی احکام و اجابات مرتب ہوتے جو کہ دوسرے میں کی باشندہ پر مرتب ہوتی۔

مختصر نقطہ کے بعد اصول نے یہی براہِ ائمہ کئے جس میں سے ایک ہی قانونی سے عدلیہ کو نواز دیا۔
 جدید قوانین کا مجموعہ، اس پر دست کا محکمہ کے لئے کافی ہے۔

۱۔ ان کا دشمن ہے وہ ایک گناہدار اسے معید فوجی راز بیچنا ناجائز ہے مدینہ کی سلامتی کو راز
الہیہ و ملیہ کا وطن تمام شدہ یہ نہ کہ خطرات لائے ہو گئے تھے۔

۲۲۔ جنگ الودش کو ہر قسم کی مادی، ادنیٰ اور سخوی مدد و ریزہ جو اس کے لیے ان کے وطن پر
بھیج کر رہے اور اسی سکھ باشندوں کو غلام کیے تھے، مہولت پیدا کر دیتی ہے۔

۲۴ (۱) اور یہ سب سے خطرناک ترین جرم ہے (۲) حدیثہ کی لون کے خلاف ان کا قصدا اور عہد شکنی کرنا اور ایسے نازک وقت میں جس سے سعادت بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الہام کی فوج اپنی زندگی کے تارکے میں کبھی درجہ نہیں جھوٹی تھی۔ پیچھے سے اپنے ہم وطنوں پر ضرب لگانے کی تہاوی کرنا۔

قانونی سوال | ہم نے قریح کے سید و دیوی پر ماحول نافذ کرنے والے حکم پر اعتراض کرنے والوں اور اُن سے بڑا جاننے والوں کی خدمت میں ایک یہ سوال کیا ہے کہ:

ہیں کہ آج تمام بین الاقوامی قوانین میں اپنے وطن سے خارجہ کی گئے والوں اور خارجی حفاظت میں ایذا قوم سمجھ کر رازی کرنے والوں اور ملحقہ کر کے جیسے اس کے باشندوں کو کچلنے کے لیے اسے دال جنگیر فوج سے رابطہ کرنے والوں اور قبضہ کرنے میں اس کے لیے ہوش فراہم کرنے والوں کے لیے دیکھا سفر ہے۔

میرا خیال ہے کہ ان مشرعیین میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو یہ کہہ سکے کہ وہ دنیا کے کسی ملک میں یہ قانون مجرد ہے جو مذکورہ بالا احکام کے مندرجہ ہونے والی سے کہتا ہو کہ حاکم ائمہ اربعہ یا میرے خیال میں ان مشرعیین میں سے ہر آدمی یہ کہے گا کہ اس قسم کے جرائم کا ارتکاب کرنے والا کی کم از کم ہزار موت ہے۔ کیونکہ دنیا کے تمام قوانین بلا استثناء بتاتے ہیں کہ موت کی سزا اور زیادہ ہو کہ جیڑوں پر قبضہ کر لینا اس قسم کے

جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے ایک عادلانہ سزا ہے۔

بنو قریظہ بین الاقوامی نظر میں | جب یہیں مسوم ہو گیا اور انہیں لٹاس کر پر اتفاق کر لیا کہ جنگ کی حالت میں دشمن سے رابطہ کرنے والے

اور وطن پر حق ہونے یا حکومت اور قوم کو نقصان پہنچانے والے باشندوں کو قتل کی سزا دینے میں ظلم اور وحشیانہ پن کی کوئی بات موجود نہیں تو ایک دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے جس پر سوال سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اور بنی قریظہ پر نافذ ہونے والے حکم پر اعتراض کرنے والوں کے لئے اس کا جواب دینا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام قوانین کے عرصہ میں اس حکم کی بات نہیں کی گئی کہ مفید معلومات فراہم کرنے اور قوم اور ملک کو خطرات سے درپار کرنے والے شخص پر لگایا جائے۔ بلکہ اس حکم کی بات ہے جو ملک اور اہل ملک کے نازک حالات میں اس سے فائدہ اٹھانے والے شخص پر لگایا جاتا ہے جو کہ وہ خوش دھمک ہے۔ اور ان کے درمیان رہ کر ان سے غلامی اور دھوکہ ڈالنی کرتا ہے اور یہ پچھت ملکہ اور غلام بن کر رہتا ہے اور اپنی حکومت اور اہل ملک کے خلاف ہتھیار اٹھاتا ہے اور بنی قریظہ کی اور جنگی حالات میں جنگی دشمن کے ساتھ انصاف کا اعلان کرتا ہے اور اس غلامی اور دھوکہ ڈالنے والے شخص پر وہ اس کا مقصد اپنے وطن کو جنگجو دشمن کا سطح بنانا اور اپنے جہولوں کو کچلنے والے منظم کو درخیز اور دشمن کے تعلق کر کے آباد کرنا ہے جسے ہم نے پسند اور تسلیم کیا تھا اور جس کے ذریعہ امن و امان سے رہ رہا تھا۔ اور اس کا کوئی حق غضب نہیں ہوتا بلکہ اس کے حق کی نگہداشت کی جاتی تھی اور اسے پورا کیا جاتا تھا۔

غیر مسلم دنیا میں (حق) کہ وہ بھی جزئی قریظہ کے شعلی صلہ ہونے والے حکم کو جزئی حق ہیں (کوئی ایک شخص بھی رابطہ یا قتل کا احترام کرتا ہو) ایسا نہیں ہو سکتا جو یہ خوب تر ہے کہ تمام بین الاقوامی قوانین اور امنی و صلہ کے ذمہ تیرہ ماہ عہدہ رکھتے ہیں کہ ایسے جرائم کرنے والوں کو سزا دینا ہے۔ کیونکہ یہ اختلافات تمام قدیم و جدید قوانین کے نزدیک یہ کہنا غلط ہے اور قریظہ مذہب ہے کہ مذہب قریظہ کے شعلی جو حکم صادر کیا گیا تھا وہ غیر عادلانہ اور انسانی

اموں کے خلاف تھا، کیونکہ ان یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف بیٹھے غدارانہ جرائم کچھتے
 جن میں سے تمام دنیا کے ہر زمانے کے قوانین میں فقط ایک کی سزا موت ہے۔

یہودیوں نے جنگ کی حالت میں اپنے جہوضوں کے خلاف صرف ماسوی کئے پر اس
 اکتفا نہیں کیا اور غری دشمنوں کو ادنیٰ اور ادنیٰ سے بڑھ کر اکتفا کیا ہے جس سے مدینہ پر جو ان
 سب کا مشترکہ وطن تھا اس کا تبہ کرنا آسان ہو جاتا تھا بلکہ یہ حملہ عظیم غدری کے باب میں قائم
 ہے۔ جس کی سزا تمام دنیا کے قوانین میں موت ہے۔ ہاں انہوں نے اس پر بھی ہوش نہیں کیا بلکہ
 اس اسلامی فوج کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے جو دشمن کے مقابلہ میں مشغول تھی اور ان مذکورہ انگلیں
 گھڑیلوں میں برسرِ نیت تمام مسلمانوں کو مکمل طعنہ برہنہ کئے۔ یہ دشمن کی فوج کے ساتھ مل گئے
 اور مسلمانوں کی نازک حالت سے فائدہ اٹھانے لگے جو دس گھنٹے کی حالت کو پہنچ چکی تھی اور
 تمام مشاغل و معرعات اور قوانین اور رسومات و عوامی کو دہرا کے گوشے میں چھپنا چاہا۔
 اگر اس حالت میں بنی قریظہ کی حیثیت جیسے جو مکہ کی کاہنہ پاکہ ہو گیا، جو قریظہ کے یہودیوں
 حزاب کو مسلمانوں پر قبیح جہاد کی قورہ مسلمانوں کی ریج کئی کئے اور ادنیٰ کی اس کا بہت بڑے کر کے
 اور ان کی تمام عمر قرون اور پکوں کو قید کا بننے کے سوا اور کسی بات پر اکتفا نہ کرتے اور انھوں
 نے مسلمانوں کے متعلق یہ بات تسلیم کی کہ بنی قریظہ اور انہوں نے اس عظیم غارتگری اور جھگڑا دشمن کے
 ساتھ اس مہذب پر اس پر حرکت کی کہ انہوں نے ہر قسم اذال کے طور پر انھیں نصب العین حقو
 کیا تھا کہ مسلمانوں کے آخری آدمی تک کو تباہ کر دینا ہے۔ اور یہ غیبت عظیمہ وقت نمایاں
 ہو گیا جب انہوں نے حزاب سے (ان کے ساتھ منظم حملے کے لیے بطور جہاد کی شرط
 کے) یہ مطالب کیا کہ وہ اس وقت تک نہ واپس جائیں گے اور نہ مدینہ کا یا عہد چھوڑ دیں گے
 جب تک مسلمانوں کی ریج گئی نہ کہیں اور انہیں تباہ و برباد نہ کریں۔ اور انہوں نے حزاب
 کے جائزہ سے حتیٰ بن اخطب سے یہ عہد لیا اور اس نے حزاب کے نام سے ان سے یہ
 عہد کیا جس میں اس کو رضی کرنے والے ان تعاقب کے بعد اور یہودیوں کی ان کا مدد کرنے کے بعد
 بنی قریظہ سے ایک ہی (سب کا کیا) بنی ہو گا کی سزا موت ہو جاوے اور ان پر قبضہ کرنا ہے یعنی غداروں
 کی میں سزا کا اور ان کا جہود یوں نے کیا تھا۔ پس ان سب باتوں کے بعد کسی انصاف پسند و مصلحت

کہتے است نہ یہاں نہیں دیتی کہ وہ ان یہودیوں پر نافرمانی کرنے والے حکم کے متعلق کہتے کہ اس میں عدل و انصاف نہ تھا۔ یہ یہودی اسکی الزام کو پہنچاتے ہیں جس سے یہ مسلمانوں کو مدعو کرنا چاہتے تھے۔ اور جو شخص اس زمانے میں ان جرم میں سے صرف ایک جرم کا ارتکاب کرتا ہے اس پر قتل کی سزا نافذ نہ کی تاکہ جو عدل و انصاف شمار کیا جاتا ہے اس کا ایک گوشہ کو بھی ران میں نہ پائے گا کیلئے۔ جرم ہی اس کے مرکب کر سزا کے موت کے ساتھ کافی ہے۔ جیسا کہ اس زمانے میں ہوتا ہے۔ یہ بھی عدل و انصاف قرار نہیں دیا جاتا چاہیے۔ بلکہ بنی قریظہ کی طرح ان سب غلطیوں کے جرم ان کے مرکب پر قتل کی سزا کا فائدہ ظلم و ستم کی اور وحشیانہ بنی قریظہ پر پانا چاہیے گا۔

اب یہودی حکومتیں اور مسلمان حاکم ہیں پھر کیا ہے ہم ہر روز مریدانہ لہجہ اور تمام تر ادنیٰ و بزرگی کے متعلق قتل کے حکام صادر کرتے سنتے ہیں، اس سے نہیں کہ وہ دنیا کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور انھوں نے اپنی حکومت اور ان ملک کے خلاف ہتھیار اٹھا لئے تھے۔ بلکہ اس سے کہ انھوں نے دشمن کو وہ سلووات فراہم کر دی تھیں کہ اس کے لیے مفید تھیں جن سے وہ ان کے ملک اور اس کے باشندوں کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔

ہیں بنی قریظہ کے یہودیوں نے یہ جرم سزا نازل ہوئی وہ ایک عادلانہ سزا تھی۔ جس پر دور اور بر زمانے میں ایک نیک و انصافی مستند اصول دہ ہے اور وہ عدل و انصاف کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔ اور اگر طاعن کہ اس زمانے میں مسلمان اپنی قریظہ اور اس کے غلاموں کو اپنے جن کے ساتھ بنی قریظہ نے اتفاق کیا تھا تو مسلمانوں کو اس سزا سے کہیں موت سزا ملتی جو یہودیوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے ملتی۔

یہودی غدار تھے جنگی قیدی نہیں تھے ایک غریب بات کرنے والا کہتا ہے کہ حضرت محمدؐ نے یہودیوں کو قیدی نہیں لیا تھا بلکہ ان کے ساتھ صلہ و رحمی کی جو ایک نیک و انصافی کی فوج کے جوائنٹ سے کرتا ہے جس نے جنگ کے شہت کھائی اور طاعت اختیار کر لی ہر جیسا کہ اس زمانے میں ہوتا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کے نقطہ نگاہ سے ہم جواب یہ ہے کہ جب یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف احزاب کی جنگیں فرخوں کے ساتھ اہتمام کیا ہیں

وہ مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں نہ تھے۔ وہ صرف مسلمانوں کے حلیف و دوست تھے۔ وہ اندھ مسلمان ہم وطن اور ایک قوم تھے۔ ہر ایک طاقت پرست تھا اور ایک کے حق پر کاروائی میں ہر ایک کے شریک تھے۔ جیسا کہ ان کے باہمی معاہدہ سے یہ واضح ہے۔

پس بنی نضیر کے یہودیوں کی ہندوئیوں کے نام بن الاقوامی قانون کے نقطہ نظر سے اس دشمن کی کسی نہیں ہے جو اعلیٰ طاقت اختیار کرے اور قانونی جنگ میں شریک ہو جیسے کہ ایک حکومت اور دوسری حکومت کے درمیان لکھی وجہ سے جنگ چھڑاتی ہے۔ عام بین الاقوامی قانون کے نقطہ نظر سے ان یہودیوں کی ہندوئیوں خدراؤں کے شریک ہے۔ جو حالت جنگ میں اپنی قوم اور ملک کے خلاف دشمن سے ساز باز نہ کرتے اور کسی کی ہندوئیوں ہوا اس پر کامیابی کی صورت میں یہ حکم لگایا جاتا ہے وہ عام دفاع کو مسلم ہے اور عام بین الاقوامی قوانین میں ایسے بیان کی گئی ہے اور وہ صورت کا حکم ہے کوئی اور حکم نہیں۔ یہ یہودی بن الاقوامی منہج میں لکھی قیدی نہیں ہیں کہ جن کے مشن یہ تھا کہ حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وہ ملک نہیں کیا بکرا آپ نے دوسرے لکھی قیدیوں کے ساتھ کیا تھا۔ بکروہ طرہ اور عہد شکنی جیسا کہ سچا ہے ملک اور اپنی قوم کے ساتھ ظلم و انصاف کیا ہے۔ پس جب انہوں نے اپنے ملک اور قوم کے خلاف ہر کار کیا ہے اور اس حکومت کے ماتحت وہ شہر تھے۔ ان کے دشمن سے ساز باز کرنی قرآن کے مشن یہ حکم خداوند نافذ کیا گیا اور جب ہم ایسے بیرونی عدلیہ خود تمام ہر طرف بنی عرف عرب اور مشاعرہ و رسول قانون کے نقطہ نظر سے رکھتے ہیں۔ تو ہمیں مسلم ہوجانا ہے کہ اس عرفہ اور مسلمانوں سے تمام وہ وجہ سے مطابقت رکھتا ہے اور شاید وہ لوگ بھرتی کر لیں کہ مشن خداوند ہر نے اپنے حکم کو پورا نہیں کر سکتی یہ سب کچھ ہوا ہے۔ باوجود اعلیٰ طاقت ہے جس میں ان کے نزدیک بیرونی عدلیہ ترقی و تمدن کی مدد ہے ہم ہمیشہ سے موت کے ان احکام کو کوئی سمجھے ہیں جو قرآنی کے مطابق نافذ ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو ان لوگوں نے بنی نضیر کی طرح اپنے ملک اور اپنی قوم کے خلاف خداری کا ارتکاب کیا ہے۔ بکروہ یہ کہ انہوں نے فقط چند طرز عرفات کی ملاحی اور مسلح افواج سے مشن رکھتے تھے۔ نیز عہد بنی نضیر کو فراہم کر دیتے تھے۔ اسی طرح ایک امریکہ کے مشن موت کا حکم نافذ کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس

تھو کہ خدا کے انہیں کچھ تنگی اور فراخ کر دے۔ تھے جو اہم بہادر بنانے سے قفل رکھتے تھے خدا کے لئے بتاؤ کہ ایک سید بڑا آدمی اور کورت کا سزا دینا کیسے اس عدلی کے مطابق ہو سکتا ہے جو بیرون عدلی کے درج کا ہے جتنا اس سے صرف اس لئے کیا نہیں لے تو جہ کی سزا حق کے ساتھ قتل رکھنے والے چند ماہ دشمن کو غلام کر دیتے تھے اور یہ کوئی عقلی اور فطرتی بات نہیں کہ وہ درود کا فراخ سے فوج کو تباہی کا سنا کر لڑا دے اس لئے صرف دینا ہو سکتا ہے کہ عدلی کے خلاف اس سے فوجی لڑا کرے کوئی غلام حاصل کرے اور اس با شغف کے کی صورت ظہور و متبادر بن قرار پاتا ہے جس کے اپنے ملک کی فوج کے وزیر سر پرکار اور علم و دشمن کو فراخ کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس فوج کے مقابلوں میں جیسار بھی حملے کے علاوہ اپنی حیثیت کا امریک زین راہی میں اُٹھ کر پڑا تھیں نیز اس لئے جنگ دشمن کے ساتھ اتفاق کر کے اس فوج پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور مشرک دشمن کے اندر ایک سزا فوج کا سزا اور دشمن کے کھلم کھلا کر لیا اور اس کے ساتھ اس غرض سے انعام کا اعلان کر دیا کہ ایسی قوم کو تباہ کر دے اور اپنے ملک پر قبضہ کرنے سے سہولت پیدا کر دے اور اس فوج کو جس تباہی کے جنگی صفوں میں شامل ہو کر اس پہلے پہلے مشرک دشمن کا دفاع واجب تھا میرا خیال ہے کہ بی قرینہ کو اپنے والی سزا پر اعتراض کرنے سے مارا اور اسے پہلے کھینچ دیا گیا کہ اس سوائے خالی ٹکڑا اور کھلے خالی کھلے کر جواب نہیں اور اس ٹکڑا اور مطالعہ کی صورت میں لوگ شامل ہو سکتے ہیں جنہوں نے برا سزا ہی پر اعتراض کرنا اپنا شیوہ بنالیا ہے۔

بہرہ فریق کے سرور پر اور دشمن ہر قسم کے لاکھ سے ایک ہزار تین ایک ہزار تین کی تھی جس پر جانب تھا کہ وہ فیرس کو پیش اس نے والی کی بھیجی اور قتل کے خلاف صورت کے خلاف ایک جانب کیا کرتے ہیں جیسا کہ سزا پر اور سزا پر کے وہ بیان کے برعکس سے عاجز سے سے ظاہر ہے

پس یہ مرد و کد سے کہ ہم نے بیان کیا ہے، صورت صفوں میں جنگی زندگی نہیں چھوڑ کر ان کے متعلق بات کہی جائے کہ انہیں صورت میں انہیں قتل کرنا سزا دینا اور قساوت سے جو سزا ملے وہ اس کے سزا سے بلکہ وہ ایسے باشندے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو دیکھ کر کے عدالت میں غلامی کا سزا کیا اور دشمن پر یہ غلامی کی کہ ان سے پہلے اور اس کی سزا تھی

بھائیوں پر ہر نصیب سے کیا تھا جبکہ ہر سونے گرم حلقہ اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا تھا۔ حصار کرنے کے بعد قتل ہونے سے بچا اور اٹھا اور پھر انہیں مدینہ سے جلا وطن ہونے کی عادت دے دی تھی کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں لیکن جب بنی نضیر کو موقع ملا تو انہوں نے انتظام کے قیام میں نرا فرد و گیارہ مدینہ کی تاریخ کا سب سے خطرناک جنگ بھی کیا۔ حکم اللہ پر وہ یوں کے لیے مدینہ کے دشمن بن گئے اور مسلمانوں کے خلاف طاقتور ترین عرب بہت پرست حکمران بن کر مروجہ کرنے کے لئے اچھا انسان اور اچھا رستہ سے کام لیا اور مدینہ سے انہوں نے یہ حکم فرمایا کہ ان کی تلافی وہ نظروں آگاہانوں سے مدینہ سے نہ ہو تھی اور جہاں فوج کے ہر لڑائی، مسلمانوں کو کچلنے اور جلا سلا کی بینہ دونوں سے کرانے کے لئے آئے۔

بلکہ بنی قریظہ کے یہودیوں نے خود بھی جہاں کچل کر انہوں نے بنی نضیر کے ساتھ مل کر مدینہ پر گم حلقہ علیہ وسلم سے جنگ کا پھر آپ نے انہیں بغاوت سے روک دیا۔ قتل جلا وطنی اور لڑائی کی موت کھوٹ سے بچا (جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے)۔

بنی قریظہ کے ان یہودیوں کو ————— حاکم حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر اسمان تھا اور آپ نے بنی نضیر کے ساتھ جنگ میں ان کی شرکت نہایت برکت کے بعد انہیں خاص طور پر قتل حبیبی اور بنی نضیر کھوٹ سے بچا تھا جب موقع ملا تو انہوں نے امیر کے سامنے پوجا کرتے ہیں کہ وہ انہیں بنی نضیر کی یعنی مسلمانوں سے عہد شکنی کرنے اور انہوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو قتل کرنے کی کوشش سے اجتناب نہیں کیا۔

پھر بنی قریظہ کے نصیباً آٹھ سو ساٹھ لوگوں کے قتل کی کاروائی بالخصوص کا رہا ہے جو ان کی عدالت کے تقاضہ کے مطابق تھے اور حکومت فوج کی سلامتی کے لئے ضروری تھی۔ یہ عدالت میں یہ وعدہ ہوا کہ ان کا قانون میں اسے تسلیم کرتا ہے۔

جب یہ تمام کی اس حادثہ کا رد لیا کا بھی ہے۔
 اور بنی قریظہ اور بنی نضیر مسلمانوں نے بنی قریظہ کے نصیباً آٹھ سو ساٹھ لوگوں کی

بنی نضیر کے تمام لوگوں آغا میں ان کے سب کے خروٹ میں دیکھئے

ہلے محققین شریعت نے برائے۔ وہ اذان کے اسلام کی طرف متوجہ ہوئے واپس چلے گئے اور مسلمانوں کے ناگہظریہ پر دلوں کے متعلق ناخوشی نے دلوں میں پختہ چینی کچھ اور شرمندہ ہوں۔ وہ اور ان کے اسلام کا عہد کرنے والے پڑنے سے خراج پچیس پچاس پڑ کر، ٹھوڑے وقت بعد دلوں کے متعلق حادہ ہوئے دلوں کو برا اعتراض کرتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ وحیاً حکم تھا۔ جو تہذیب یہودیوں کی روح کے مطابق نہیں ہے، شرمندہ ہوں۔ سلامتی وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان پیشواں (یہودیوں) کی تہذیب کے شرعیات کے ساتھ اس نے ارادہ ایک منصوبے کے تحت ان کو غیر عادی اور مضمحل اور خوف اور بھوکوں کو نیست و نابود کیا۔

یہودیوں کی تہذیب کی ترافات | یہودیوں کی یہ کہ ان کی تہذیب ہے جس کی بلند پر یہ تہذیب لوگ ان کے

پڑنے سے فرماتے ہیں اور اسے دل و دھما اور تہذیب کا پیمانہ قرار دیتے ہیں، اس کے سوا ان کے مطابق ان کی قرآن کے یہودیوں کے متعلق حادہ ہونے والے حکم کو شراعت و وحیاً پر بدولت قرار دیتے ہیں کہ یہ وہی تہذیب ہے (جس کا ہم نے اور بیان کیا) جن کی تہذیب حامیوں اور شادانوں نے خرماسیات کی اجازت دی کہ خوفناک و وحشیانہ پھیلاؤں سے جنگ سے آگے پہنچنا والوں، ان کو خوف اور ترسوں اور پڑوں کو صغیر ہستی سے ناہیب کر دیا جائے کیا یہ وہ تہذیب ہے جس کے حامیوں اور شادانوں نے اپنے پانٹوں کو دوسری جنگ مانگیر میں اجازت دی کہ وہ ایک رات میں جنگ سے آگے پہنچنے والے پانٹوں میں شہریوں کو خوف سے نقل کر دیں۔

کیا یہ یہودیوں کی تہذیب ہے جسے اسلام کا عہد کرنے والے طے سے چھوڑ

۱۰۷۵ھ ۱۶۵۵ء میں خلیفہ مصری کو دیکھنے کے لیے گیا تو چنانچہ بڑی کاٹھن جو دیکھا، وہ سب ہم اس شہر کے مشہور کارخانوں میں سے تھیں، جہاں ہاتھ دھوئے پائیں، فرار اور ایک دست میں فصیحی لکھتے تھے، اور دوسرے ہاتھ سے ہرگز کی ہرگز کاٹھن بناتے تھے، اور اس قوم کے دستاویز ان کا کتاب الازر ہے کہ یہ تو اس قوم کی ازاد تہذیب کا منہ بول تھا، یہ تہذیب چیتے ہیں۔

سنتِ نبویؐ کیسے جیسے وہ مقدس قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسلام پر ایمان نہیں رکھتے جو پیغمبرِ رحمت پر ایمان پر نافذ کرنے والے احکام کا معنی و منبع ہے۔ ہیں اسی حکم کے مقابلہ آیات و احادیث سے فروعِ شرعیہ کو جوئی کہ انہیں منوانے کی کوشش کرنا ایک بے نامہ بات ہے۔

ان نصوص و تواتر سے ان کی حدود و کے اندر اس شخص سے متعلق کیا جاتا ہے جو ان کے تابع ہوں یا ان کے تابع نہ ہوں۔ آپ کو ان کے مانتے و دران سے فیصلہ لینے کا پابند نہیں ہے۔
الحدیث ثمانیہ اسلام ادران کے چوتھے اُن کو گون میں سے ہیں جو ان کے تابعی قوانین و اصول کے پابند ہیں اور جو ان کے متعلق صادر ہونے والے حکم پر اعتراض کرنے سے ان کا مقصد اسلام کی روشنی و شرفیت کے اصولوں پر عیب گیری کرنا ہے۔ اسی لیے ان کے خیالات و اعتراضات کا ابطال ان کے قوت و منطق کی حد میں لازم آتا ہے۔

جنی قرنیہ کی شریعت میں ان کا حکم | اس جہ پر ایک اہم بات کا ذکر کرنا بھی نہایت
 کے لحاظ سے ضروری ہے اور یہ کہ حضرت
 سعد بن مسعودؓ نے جنی قرنیہ کے مستقل جو عمر معاویہؓ کی اولاد حضرت خنکرم صل اللہ علیہ وسلم نے
 اسے تسلیم کیا اور اس کی تنفیذ کے لیے تیار ہو گئے وہ تمام و کمال غزوہ بدر کی شریعت
 وراثت کے مطابق ہے۔

ان کو متعدد کتاب کے حیرت انگیز باب ۲۰ میں سچے کر ان پر لازم ہے کہ حبيب وہ دشمن پر فتح پائیں تو ان کے تمام مردوں کو قتل کر دیں اور ان کی عورتوں، بچوں اور تمام جائیداد پر قبضہ کر لیں۔

اور اسے شہزاد کے بیویوں میں سے بھی لکھ ہے کہ
اگر تجھ سے کوئی ایسی صلیب نہ کرے بلکہ تجھ سے بیٹھ کر سہ تو تو اس کا محاصرہ کرے اور
بہت میرا رب اُسے تیرے قبضہ میں دے دے تو تو اس کے تمام مردوں کو تیرے تیغ کر دے اور اسی
شیر کی تمام جہیزیں اپنے لیے چاہے۔ اندر میں چیز جو شہزاد کو جو دے غنیمت ہے تو انہیں اپنے لیے غنیمت
مناے اور اپنے دشمنوں کی اس غنیمت کو کھا ہے۔ میرا رب مجھے درجہ بہ شہ

سے متاثر ہوئے ہیں۔ جو سکوت سے شل ہوئے اور ان کے غمور زمانہ الحاح کے پانی اٹھا رہی ہیں۔ جلد کے بارش کی خبر سے اس لائبریری کے مضمون شائع کیے۔ یہ ہیں کائناتوں کے سجدے میں معاذ کا انصاف اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر ہم تارین کی خدمت میں چند اہم پوائنٹس پیش کرتے ہیں جو ہماری تحقیق سے تصدیق رکھتے ہیں۔

استاد اہلبیرونی کہتے ہیں کہ یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ خالی مستشرقین اوس کے سرور سعد بن سوادؓ کی قرآن کے استعمال کے متعلق عادلانہ حکم صادر کرنے کی وجہ سے نکر خور کریں۔ جب کہ انہوں نے ائمہ اہل سنت کے عقول سے خیر امت اور مسلمانوں کے متعلق سازش کی تھی۔ اور انہوں نے عداوت کو توڑ کر اور اپنے اندر روئی کینوں کا اظہار کر کے محمدؐ کی اہل علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے قرآن سے حلیق نہ سلکات قائم کر بیٹھے تھے۔

اور ان کی دوزخ ائمہ تعالیٰ نے اپنا دوزخ پہنچ کر دکھا دیا۔ اور ان کے قتل کو ان کے فیصلہ سے پس کر دیا اور ان کوئی جلدی حاصل نہ ہوئی اور انھیں کھانا کھا دیا۔ لیکن انھوں نے سعد بن سوادؓ کو ساکھ مان لیا۔ اور انھوں نے ان کو ان کی نافرمانی اور منہ کی بڑی عادلانہ سزا دی۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ خالی مستشرقین کسی خالفاۓ مضرل اور بیاد خور اہل سنت کے پیش نظر ان بات کے پیچھے چلے جائیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ ہمارے بعض مقلد مسلمانوں کے سے بڑے بڑے قانون دان ان کی باتوں کو سن کر سعد بن سوادؓ کے حکم میں بڑی بڑی غلطیاں نہ سمجھتے تھے۔

مجھے معلوم نہیں کہ وہ یہ بات کچھ کہتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے موجودہ قوانین کو اپنی طرف پھیرا ہے اور وہ انہیں جنی قرآن کے تفسیر پر مطبق کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ بیرونی ممدی کے قوانین سعد بن سوادؓ کے حکم سے کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔

پھر استاد اہلبیرونی کہتے ہیں لیکن عزم منہ مستشرقین کے اقوال نے ہمارے اہل سنت کی عقول کو دھوکہ دیا ہے۔ ہم بڑے کچھ انہیں یاد ہے کہ وہ فعل لگے ہیں۔ اور جو کچھ حقیقت میں اس سے نا آشنا ہو گئے ہیں۔

پھر امت والیوں ان اعتراضات پر جواب دیتے ہیں کہ اس کے ساتھ
سعد بن حنفیہ کے حکم کا موافقہ کر کے ان کا بھٹان ثابت کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم میں سے جو شخص
انہوں کو اسے مخاطب کرے ہے اس میں جیسے نقصان دہی نہیں ہے جیسا کہ یہاں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جو قرآن کے جو روئے رکھتے ہیں ان میں سے جو روئے بھی ان کے حقوق کی مخالفت کرتا تھا
اور اس کا تقاضا کرتا تھا کہ ہر شرفیہ اور سرے شرفیہ کا اس وقت سے مدد کر کے جب سے جس تک کے
نقصان کا سامنا کر لیتے ہو تو اس نے سازش کی اور آپ کے دشمنان سے مل کر آپ کو مرنے
میں ملی۔ کہے وہ باتوں میں ڈال دیا آپ ایک جانب سے اپنے مشرک دشمنوں کی اور دوسری
جانب سے مشرک وقت میں اپنے حلیف ہونے والوں کی زیادتی کا فائدہ میں میں دھونے۔

اول - غریبوں کو آج سے مل کر معینہ کی حکومت کے خلاف جہاد کا مشعلے۔

دعویٰ - مسلمانوں کے حقوق دشمن کے پاس جاسوسی کی۔

سوم۔ ملک میں دشمنوں کو داخل ہونے کے لیے سہولتیں فراہم کریں۔

پھل سناؤ دیسنا کہ میں پرواؤں کے اور کتاب پڑھ دو اور پڑھ کر پڑھ کر کہنے پر میرے کہنے پر کہ میری
تافان مزار سب پر نکاح میں کر کے دے گا میں ان حدیث کے لئے قریب تر نہ تو فہم ہے
وہ بھی ان ترغیب و ترہیب کے لئے کہ وہ کتاب ان پر پڑھنے کے لئے تھا پھر ایک جرم پر مروت کہ مزار
و تہمت: ہذا کی مصلحت میرے لئے اعلیٰ میں پڑھنا ہے اور اگر تہمت کی مصلحت ہے
(اشق حبیب) براں میری کہ جو میری کہ خلاف تہمت و اشاعت کو کیا میری کہ جگہ کرنے
و ان کو مست کا علیہ فوج سے علی جائز ہے تہمت کہ میری کہ جائز ہے کہ

خلق جود ہر وہ شخص جو غیر مکی حکومت کے پاس یا اس کے کسی ممبر یا کسی ممبر کی ملک

ملفوظات علامہ محمد امجد علی دہلوی، ج ۱، ص ۱۰۰

کی عظمت کے لئے خاطر نہ دے شخص کے پاس جاؤسی کرے گا یا جس حکومت یا کسی آدمی کو اس کے
خود اس کے دشمنی کے اردو سے خبر پادوستے مکیا اسے صغر پر تہر کو سنیں مدد دے گا اسے موت
کی نرا دیا جائے گا خواہ اس کی دشمنی ہر دہرا ہر دہرا ہو۔

بشریق و غیر اس شخص کو موت کی سزا دی جائے گی جو ملک میں داخل ہونے کے لئے دشمن کر
مہریت قرام کرے گا یا ملک کے دفاع میں نہ شمول ہوئے دل چیری کشیدہ اور برائی جہاں
کے پروردگار سے جو عرصے گایا فوجوں کو اس کے ساتھ جلا برے کی تریب دے گا یا
متن کے ہوا دے گا اور افرامیں جلائے کار فیروہ و فیروہ سیدہ جی ترنیر کے پروردگار پر نازل ہونے
وہاں ملگا ہوں مدد کی تہذیب کے حفظ فطر سے علاوہ ثابت کرتے ہوئے ہوتا ہے کہ
زمین صحت کا قانون واضح کرتے ہیں مگر طریقہ نے جن مزانم کا رنگ سیکھا تھا اس سے ہر
ایک کی سزا تعلق ہے۔

ہم حضرت محمد کی ہریت کو دشمن کے ساتھ بیان کرتے وقت ان کی خدائی کو با تھیلہ مشر
کر رہا گئے تاکہ انصاف پسند قادیان کو معلوم ہو جائے کہ دشمن اسلام اسے اس حکم کو شک نہ پہنچ
ملتی اور دشمنیت قرار دے کر ان پر کسی قدر ظلم کیا ہے، اور ہر سہ قانون دان حضرت نے یہ
خیال کر کے کہ آپ کا فیصلہ میری مدد کے احاطہ سے موانعت نہیں رکھتا کسی قدر انصاف
کے راستے سے پہنچتی ہے نیز وہ اس قدر کی افرات کا احاطہ نہیں کر سکتے ہاں انہیں اپنی زبان
تقریر مال۔

حضرت سعد صحیح معنوں میں ایک بہادر اور بچے مسلمان تھے ان غلہ داروں نے اپنی کچھار
خبر دے نہیں ملے وہ یا ہر جنوں کے کسی مہر کا پاس دیکھا اور بعد سے اپنی قوم اہل کے ساتھ
آغا بکا میں ان سے امت عالی کہ وہ اپنی رسوا کن خدائی سے رجوع کر لیں اس نے انہوں نے کسی
معاہدے میں اللہ تعالیٰ کا شہلی دیا یہاں تک کہ حضرت نے ہر گئی اور وہ اپنے تقویٰ میں سزا
کو دیکھنے لگے کہ واقعات سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

اور ایک تھوڑی دیر پہلے کہ مسافر نے ان علاقوں کو گشت گزارا، بیت میں جہاں کہ دنیا سے نواب کسان کے تخت میں پرندہ بگولہ ایک ایک کا محاصرہ کر لیا، جسے ان کی بیسیوں میں تخت و تاج کی ایک تصویر کی اور وہ بڑی قیمتی شئی طبعاً جودھن کے لئے سزا شدہ پیش کرنے کے لئے اس کے ساتھ کریم حلی میں عیسائی شہزادہ کو پیرائی بخشیں۔ جسے حلی کی نگاہ میں سپہ اور اس حلیوں کی طرف لگو کر مٹی تھیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی سفارش کریں اور وہ ان کو ملال اللہ علیہ السلام اپنی نرمی کی آیات سے واقف تھے، نواب بہر چھوڑا اس کے لئے عمل پر۔ نتیجہ تھا کہ سپہ نے سارا دن سارا جو نبی قرابت کے حلیوں کے منتخب بن نواب تمام حاکم بن کر تسلیم کر دیں، اور ان کو لائق سپہ کی رائے کو قبول کر لیں۔

اور سپہ نے بھی ان کو لائق کا اندازہ اس شخص کی طرح کیا جس نے اس کی معلومات اور معائنہ کر دیکھا، اور ان سے جیسے جوئے ثروت کو بھی لھوئی کیا جو ان پر نظر پڑا تھا اور مٹا دیا، اس نے ہر وہاں تو قریب تھا کہ وہ حلیوں کو وہ کرکھل رہتا۔

پھر سپہ کے سپہ سالار نے بھی ان کو دیکھا کہ اس کے سامنے سپہ جھینڈا سے احسان کرنے کو فریاد کرتے رہتے ہیں اور اسے بچا لے کر چھوڑنے کی طرف مائل کر دیں، اس وقت اس نے کیا کیا؟

سپہ نے فریاد نہ کر دیا، اس کو قتل کر دیا جائے، اور پھر مال کو تیار کر دیا جانے اور بچا لے کر جو تو قریب کو قید کر لیا گیا جائے اور پھر سو کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کو نافذ کرنے کا حکم دے دیا۔

اور پھر وہی بدترین خدایا کے بدترین نجات دہندہ سے درجہ بدرجہ خواہجہ نے صلح پسند، شاہد سے کیا تھی جس کے حلیوں میں۔ یہاں میں آئے پس اس کے خبر خواہان سے

میں بدترین پسند، شاہد سے خواہجہ درجہ بدرجہ خواہجہ سے تھے ہی سے بہتر نے خدایا کی تھی۔ یہاں سے کھڑا تھا کہ یہ بدترین حلیوں نے ان سے بدترین کے حلیوں کے ساتھ دیکھا۔ ان تھے جو بدترین سے بدترین تھا۔ یہ بدترین کے تھے۔

خون سے البیہ کیا۔

میرزا ذوالسیر کی کتاب ہے کہ اس منزل کا کھنڈی، مدنی و انعام کے بغیر اسلام
اسلام پر اقتدار پر افسر اور کرنے کے باعث نبی، مخالف نے بھی قرطبہ کا مقرر کر کے
الغیر علم نہیں کیا کیونکہ ان میں غلامی کا انتہا سم تھا اور روئے ثبات ہو چکا ہے کہ وہیں نے ہی
غلامی کا ارتکاب کیا تھا جس کے دلائل واضح اور متنازعہ نہیں ہیں اور اس غلامی کے خلاف
کی سزا خاتم قوانین میں جلد قتل کر دینا ہے۔

میرزا لکھاری کہتا ہے کہ نبی قرآن کی روشنی کے مستحق
یہودیوں کے تینوں قبائل کا مولیٰ رہا تھا اور یہودیوں کی قید کا تعلق کرنا پر عمل
ما تالیف وہ بہترین دشمن تھے کیونکہ وہ ان لوگوں کے متعلق مندرجہ نیچے تھے جو انہیں امن
دیتے تھے اور انہیں ہم وطن سمجھتے تھے حقوق اور عہد کی ذمہ داری کا احساس نہ دیتے تھے۔
اس جگہ ان کا موقف نمایاں اور فیصلہ کے مرتفع سے واضح اختلاف دکھاتا ہے۔
پس چھوٹی سنا ہے نہ سے مشن کا اقتدار کیا اور شکوک و شبہات کو محسوس کیا اور ان کے
خیال میں تنگ نظر پر دیکھو وہ صحیحاً سمجھتے ہو گئے نہ یہاں ہوتا۔

دوسروں کے خلاف، نے، حال پریم، اس قدر غیر رحمہ کے قتل کی سازش کی اور بعض
سائنسین کے ساتھ مشن کی مشورہ پر نیواں کے لئے انہیں سب کی تحفہ کا موقع ملا، جنہاں وہ کھانا
پیدا کر رہے تھے اور وہ ان کو سب سے کم صحبت تھے، جنہوں نے غریبی کو قتل نہیں کیا۔
مصر میں ہاکھڑے ہوئے، اور ان دونوں میں گھبراہٹ ڈال دیا، انہیں برطرفت سے خوف گھیر
ہوئے تھا، انہیں دوسرے لوگوں کو ان کے درمیان کھانا ڈال دیا اور قرار دینا ایسی بات ہے جسے انعام
قبول نہیں کرنا۔ یہ تحقیقات اور غم غمیر مدینہ سے جلا وطن ہو گئے، اور وہ فتنہ کا خطرہ اب کی بار
پھیلنے والے اور سنا قول کے لیے بھی ہمہ اکٹھے بن گئے تھے، ان لوگوں نے یہی عزاب کو شرب
کیا، اور اختلاف کے ذریعہ کے جیلہ قتل کی کوششیں کیے ساتھ آگے بڑھا کیا، جس نے انہیں نے غلامی
سازش سے کھلی اور غیر رحمہ کو غلامی کی دوسری ایمان کے مقرر کر دیا تھا یہاں رہا ہے اور ان کے
اڑھوں نے ہر کچھ کھا دے پھر کیا تاکہ اس شعلہ کو بجھا دیا جائے جس کے پھیلنے کے ساتھ ہمیں

جانا ہے اور اس کا دوسرا سبب الہیہ یعنی قرینہ کے شوقِ نالہ ہونے والے حکم کو اپنے اس رافعِ برحق
کے ساتھ کہ حق قرینہ کے تعلقِ انتہائی تحقیقِ مکمل ہونے اور اس کے قطعی نتائج غیر میں نمایاں ہوئے
جہاں یہود و نصاریٰ و مسیحی و عیسائی کے ہاتھ سے خردناک فرزند آئے۔

ڈاکٹر محمد علی کاو قاسم | اچانک ہو گئے دنیا میں اور حق و عدل کے شہر سے غریب کیا ہے
بجھ و غمناک، سلام و طمان کے ہونے یعنی قرینہ کے تعلقِ حاد و

ہونے والے حکم سے قہمی کرتے ہیں۔ ان پر مولانا محمد علی بھی شامل ہیں۔ انہوں نے اپنی مشہور کتاب
دعوتِ محمدیہ صالۃ، اکی کو شروع میں منطقی تجزیہ سے سیر حاصل کرکٹ کی ہے اور اختلافات کے
ساتھ ان تمام اعتراضات کو روک کر دیکھتا ہے جس تعلقِ ممکن کے شوق کے جاتے ہیں

۱۵۔ اچانک کیا ہے، اپنی قرینہ کے قتل کے تعلقِ گذر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمارے
یہی ضرورت ہے کہ ہم اس بات کو قرینہ کو قتل نہ کریں کہ اسلام اس وقت اپنی زندگی کے نہایت
نازک مرحلہ سے گزر رہا تھا اور یہ سب کے بعد کے نکلنے کی بات ہے جب ہر طالب سے دیکھا
تھا کہ اس نے اسلام پر فیہد کن حزب لکھنے کے لیے ہتھیار اٹھائے تھے۔ جو
حق و قاسم سے کیا جائے بلاشبہ وہ خطرناک ثابت ہوتا ہے لیکن وہ منکرانے واقعی امتداد میں کا
اندیشہ ہر گھڑی ہو وہ اسی سے جو زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ ٹیپر و ظل ہے کہ۔

۱۶۔ پہلے سے کیا ہوا تھا: پہلے سے کی ہوئی، تمہارا بندہ کے برابر ہو گیا ہے۔

۱۷۔ بات غاری میں کی حالت میں ممکن ہوئی ہے کہ جو کچھ اس سے ملاقات کو وقت ہو جانا
چاہے جس کے دوران وہ پرانہ قرینہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کر رہے ہیں، لیکن خود سید میں
قرینہ شوق، شکار کا پسند ہونا، خود اسلام کے دل پر فاکٹر حملے کے مترادف ہے۔

۱۸۔ تغیر و متنہاں اسلام کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ رکھتے تھے اور جوشِ عزت میں
حق تغیر و متنہاں جم کر ہمارا دیکھ۔ اس کے علاوہ انہوں نے قرینہ کے گھر والوں کو ترغیب دینی اور
صبر میں جو قوتوں کے خیال میں انہیں اسلام کے خلاف بھڑکانے کے لیے بیکور لگائے
پھر مولانا محمد علی جو قرینہ کی فہمِ غلطی کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
اور جو قرینہ نے محمد علی کا لیا اور جواب کی ترغیب ملے ان کا بھی سہم کے

[illegible]

اور ہزاروں مسیحیوں نے بیٹا مسیح کو گناہگار قرار دیا کہ اس نے اپنی مظلوموں کے لئے وہ
مستحق بھی (اور وہ سب مستحق ہیں) دو مارے ایسی خوار خانہ کے کی رو میں عاتقہ جو جلائے۔

بصر معلوم کرنے والوں کے تصور کا محض وہ کرنا اور انہوں نے تصور سے بہت متاثر ہو کر اپنے
 اعلیٰ حالت اختیار کر لی اور انگریزوں نے خود ہی سمجھ کر ان صلاحات پر اپنے بیان میں چونکا بیٹھ کر وہ ان کے
 طبیعت قصیدہ چنانچہ وہ ان کے پہلے دور مسخرانہ حکم پر کہ جس کے وہ مستحق ہیں۔ اور وہ ان کے
 دعوہ کی جملہ استدلالیہ قلم نے پہرہ کر کے تو ان کو حق پر ایک سب سے کہ یہ ان کے ساتھ خود ہی صلاح
 گوئے جو آپ نے ان کے علم اور اپنی فائزہ عام الفیہ سے کہہ کر۔ اور آپ کی شہان خواہ
 بھی یہی قلم کہ بہر حال یہاں حالت میں تیرہا حریف سے ملواری کرنے کا محض جیسے کہ مسیحا مسیحا کہ
 اور جسے حکم چنانچہ۔ ان کی سطر ایک خدائی کی برہنہایت اور ایک وقت میں جس کی تہی بڑی خوبت
 کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ آپ کی رائے یہ تھی کہ انہوں نے مسند فان کو کوئی مفہیم انجیل
 دی ہے وہ اپنی مسز القیام کرتی ہے جو ایک نونہ ہو۔ اور اب دنیا میں مستقبل میں بدست کا ہونا
 کہہ رہے ہیں۔ اور وہ ان کی فہم میں سے ہر چاہے جو سمجھ رہے کی دستہ دیر کو ایک بدست
 کا ملکہ کا معلوم افزہ جس سے ظاہر

آنحضرتؐ کے غمزدگان کو ہنسنے کی ممانعت تھی۔ اسی سلسلہ سے کہ ان مرفاں پہانے جو ان کی تھیں کتابت و تصدیق، شکست خوردہ دشمنوں کو تو قہر ہے اور ان کا جنت میں بہرہ و نیکو کامیابی ہے

۱۰۰۰ سے زائد روپے پر (۱۰۰۰ روپے سے زائد) کے لئے ۱۰۰۰ روپے

تقدیر کا وہ فیصلہ ہے جو کسی شخص کی زندگی کی طرف سے ایک نوبت کے لئے اسے تیار کر دیتا ہے۔

اس کے لئے مولانا محمد علی اس نعم کی طرح استاد ارشاد کرتے ہیں جو ان کی کتاب کے بیوروں: سب میں ہے وہ کہتے ہیں کہ..... اسی طرح میں کا حکم بھی جو منور قرآن کے سرور کے نقل کرنے اور ان کی عورتوں اور رنگ کے بندوں کے لئے اصل کی جاگیر اور ان کے لئے کے متعلق ہے وہ شریعت اور حق کے مطابق ہے۔

ہزاروں سال پہلے کے یہاں سے۔
 ہزاروں سال پہلے کی عادت یہ تھی ہے۔ جبکہ خود یہودی اپنی مقدس کے مقابلے مغلوب
 و مغلوب کو یہ سزا سنی تھی۔ مرقیہ نے جو حالات میں یہ قبیح غداروں کی وہ اس لائق ہے کہ اس
 کی سزا کو بدوڑ چلے۔ حتیٰ کہ اس ہندسب کے زمانے میں ایسے تھے انہوں نے خود کو خدا اور
 مگر بھی ان کی مقدس شریعت کے مقابلے ہے۔ اور اس سے ہم سمجھ کر یہ کہ انہیں سزا تاکہ جو تک
 کی قدر کی کی سزا دی گئی ہے۔

میں بگڑے فاضل مٹھنہ لکھنے کے متعلق صاف و صبر سے دیکھ کر حکم پر تکتے بیٹھ کر نے والوں کو نصیحت
کر کے کہتے ہے کیا یہ بھی کوئی منطقی بات ہے کہ اس دوسرے مسئلے پر عمل اللہ علیہ وسلم پر تنقید کی
جائے نہ اس کو اس کی جگہ ہے، جیسا کہ اس میں لکھتے ہوئے پر بھی کیا جاسکتا ہے، تصدیق
میں اس شریعت پر یہ دشمنوں کے انتقام سے اندیشہ نہیں کرنا۔ ہے کہ اکثر انسانوں کا عقائد یا سنا سنا کر
چاہے یہ کس اور اس بلکہ یہ کہ احادیث شریف سے کچھ عوارض کیا جاسکتی ہے۔ چاہے کچھ نہایت حدت
کے ساتھ اس مرتبہ کتاب کشائی کی جاسکے کہ اسلام نے سب سے زیادہ کو پیش کی ہے وہ کس قدر۔ نرم

اور رحیمیت

شیخ غزالی کی گفتگو | استاد محمد رفیع زلی اپنی کتاب (فقہ سلبی) میں بھی لکھنے کے نقل پر
 حاشیہ لکھتے ہیں کہ بیان کرتے ہیں کہ... بلاشبہ یہ نقل سچا
 یہ اس شخص کے حق میں بظہر تھا وہ ان کے مخالف ہے جس کو اس نے اپنے لئے شریعت سے تعلق
 پہنچائی ہوئی ہے۔ اور ان حدیث اور روایات کی وجہ سے جو اس نے ہر ایک کی قسمت پر اور ان کی
 از ضرورت اور ان کی طرف سے اور اسے جو جانتے اور نہ جانتے جو جانتے تو ان کے لئے

تمام طرانت سے رابطہ تعلق رکھتے تھے۔ اے احزاب کے پارٹی سے ہلکے بوجھ سے اور یہ بھاری
ان کو بھگت کر رہے تھے۔ راند و افیس مود بھی جسے یہہ غصے اور دباؤانات کی برائی کے طاہرہ کی
تنگنیں تھیں۔ اسی قریب پرناؤں بھجنے والی مصیبت کا باعث بنی ہیں۔ اگر ترقی و انعطاف اور اس کے
بھولی اسلم کی چند ہی پہلے اور جو آسائشیں انہیں دی گئی تھیں۔ ان میں زمانہ گریہ کر رہے تھے اور
اور ان کی قوم کو اس خطرناک تعاصس سے واسطہ نہ جاتا۔

پھر سنا دفران، اس ظاہری سبب کے شعلی گفتگو کرتا ہے۔ جیہٹ سے ہر دور اور ہر
زمینے کی موجودہ ہوگا ہے۔ اور یہ کہ قومیں فنا رہی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان کی پرستش ایڈر وں کی
ہتوں کی شفقت کے ساتھ قسمت اور ترقی کی نہیں غلبہ پانے اور حکم جلاسنے کو مرحی ناحق
ہاں ہے۔ نہ کہتا ہے۔۔۔ لیکن تو میں اپنے لٹا بدل کی غلطیوں کی وجہ سے اپنے خون کی گراف
قسمت اور ترقی کی راہ پر جا رہا ہوں اور جوہ ترافے میں وہی اور ترک نے ہو کر خور و خنیہ وں
ان خود مری کے باعث بڑی قسمت اور کی سہل نہ ہو گیا وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی لٹا بدل پران
کے مقام اور لٹا کو شک کا کرتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے دوسرے افسانے کرتے تھے۔ یہ
اللہ تعالیٰ علیٰ جہل قراحت نے کفر اور امتداد قوم پر اس البینہ جہنم بسو مٹا و مٹو۔ انفرار کے

میں اس وقت ملوئی کے خون غارت سے پہلے۔ جیہٹ ہیں اس سے نہیں کہہ سکتے۔ ملک کو فنا کر دیا
یہ اور فی و خلیا کی پرنا مین برتیدہ۔ بلکہ ان ایڈر وں کی غرضات کو چھوڑ کر۔ کہ یہ سب بجا ہوا ہے
جہیں اپنے دوسرے جہت پر غلبہ اور صفحہ حاصل کرنے کی بجا ہوا ہے۔ یہ ایک بھلائی کی سرب و سر
عرب بھلائی کو قتل کر رہا ہے اور ہر برست و شرف رکھ کر کی ترو و تھوہر کی کو کہ عرب تو جو چکے یہ ورن
نا خون لایا۔ پھر گیس۔ کہ عرب ہر سبب سے اپنے لٹا بدل کے لیے چھوٹی کا سرت لہذا نہ لٹا اور ترقی
تھ۔ کہ اس میں غصے پر کہ اس سے پہلے کو لٹا ہے جس نے پی پتر کی قور کے بڑا بڑا وارن کو (وہاں کلام جلیا)
مرنے کے لیے بھیجا اور نہ تو اس میں عرب کے عظام و خاں اور گریہ کر رہا ہے اور اس کا کسر نہ رہے۔ ہم کہ مرے غم
یہ جب اس کے قتل کر رہا ہے۔ نہ کہ وہ نہ نہت و نہ لٹا ہے۔ یہی کہ عظم کر رہا ہے۔ یہ ہے

مردانہ مصطفیٰ بنی قریظہ کے متعلق مذکور ہونے والے حکم
انصاف پسند گریز کے لئے | اگر سنگدلی اور روغنا نہ ہونے سے قہر کرتے ہمارے وہاں انصاف
 و حسن نیت ہوتا ہے تو کیا ممکن ہے کہ یہی انصاف پسند ہو کر وہیں جہیز لیا
 نہ جائے؟ کیا ہے اور جو بات وہ انصاف سے کہہ رہی ہیں تحریرات سے کام لیں یہ انہوں نے ہدایت
 حقائق سے اس حکم کو، مشیقا نہ ہیں اور بدولت کے پانچ ہاتھ سے نواہا کر دیا ہے ان میں سے ایک
 عظیم الشان گھریلو معاملہ ہے اور اگر سنگدلی و افسوس و رنج و غم کے ساتھ لیا جائے تو کیا
 ہے جس میں یہ مصطفیٰ بنی قریظہ کے متعلق مذکور ہونے والے حکم پر کڑی جہیز کو تھکے ہوئے اسے
 رعایت قرار دیا ہے۔ یہ مجدد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی معاہدہ میں غیورانہ سے شریعت ہونے والے
 عواقب و مظاہر ذکر کرنے کے باعث جہیز نہ ہونے پر دین کے حکام کے واپس
 اس نتیجے کا فہم اس معنوی معاہدہ کو توڑنے والا ہے جو ان کے عہد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 کیا تھا پھر اگر سنگدلی و غم و غصہ میں نہ ان اہل ایمان سے کاروبار نہ ہے جو ان کے معاہدہ
 میں لیں ان کے عہد صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ نہ ہوگا۔

اس طرح کو بھی کوئی سبب موجود نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو یوں
 کیا تھا۔ وہ بھی قرطبہ کو یہ سزا کے بعد جیسے درود و پیشکش آسان نہ یہ ضرور اور ایک کریم
 تھا کہ قبائلی و وحشی کا اصل دروغ سے بڑھ کر جاننے والے سے ان خوبیوں کو شریعت و توحید
 کا جن سے ظلم اور غفلت کو بھانپنے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے نہایت ہیں کہ جب
 سعد بن معاذ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا حکم نافذ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو اپنے
 معاہدہ یا اگر آپ فرماتے: گویا ہے اور سب سے پہلے کہ کھانے کی طرح سجدہ کر اپنے
 اس واجب کو کہ ہے کہ اس کے رب اور محبت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واپس
 ہر قسم پر۔ اگر یہ مختلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حکمت کی عین امتداد و تکرار ہے
 جو یہودیوں کے عہد سعد بن معاذ کے حکم کو قبول کرنے میں تھی اور ان سے امتداد یا تکرار ہے کہ
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے دشمنوں کی طرح غصہ کا جرح تمام نکالتے ہیں اور ان کے کہیں
 دور نہ تھے۔

موسىٰ اللہ علیہ وسلم کی ہائیت سے سعد کی تعین کا مقدمہ اعلیٰ درجہ اختیار کرتے دیکھے جہنم تھا اور نہ ہی یہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس کے ہاتھ تھے بلکہ آپ نے نہایت غلط انداز پر حقیقت ایک سخت غلطی کو مل گئے کی کوشش تھی۔

پھر ڈاکٹر منٹگری ہائیکر کے ساتھ کہتے ہیں کہ بنی قریظہ کے تعلق جو حکم نافذ کیا گیا وہ اس خطے نہیں نافذ کیا گیا کہ وہ یہودی تھے بلکہ وہ غلط تھے جنہوں نے غیر غلطی کا اور کتاب کیا تھا وہ کہتا ہے کہ بنی قریظہ کے خاتمہ کے بعد عربیہ میں یہودیوں کا کوئی اثر نہیں رہا تھا بلکہ یہودیوں نے جو عربیہ کے لئے اور اہل اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دولت مند یہودی نے بنی قریظہ کی کچھ عورتوں اور بچوں کو خرید لیا تھا اس میں کچھ شہ نہیں کہ جو یہودی عربیہ میں باقی رہ گئے تھے وہ بہت محتاط تھے مگر پھر بھی وہ بعض دشمنوں اور غلاموں سے باز نہیں رہتے۔ حال کو بعض اجتماعی اہل ایمان بھی کرتے رہے۔ بلکہ غزوہ جند بکاء کے بعد ان کے لئے یہودی بہ بیویوں کے ساتھ تھے۔

عرب یہودی کچھ یہودیوں کا مستقل رجاء ممکن ہے بعض ان یورپی علماء کے نقطہ نظر کے خلاف ایک دلیل جو کہتے ہیں کہ

موسىٰ اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے دوسرے سال، عربیہ کے ناکارہ حدیث کے بناء سے کی سیاست اختیار کی بعض اس وجہ سے کہ وہ یہودیوں کی اور یہ سیاست بنی بنی بڑھتی تھی پھر ڈاکٹر منٹگری کہتے ہیں کہ

موسىٰ اللہ علیہ وسلم طبعاً اس قسم کی سیاست پر چلے گئے تھے آپ عامہ مشکلات کا بنیادوں کو مستقل نقطہ اور دیر پا سیاست کے نقطہ نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس کی روشنی میں معاملے کے مطابق اپنی سیاست کو اختیار کرتے تھے۔ اور یہودیوں کے تبدیل ہوا سب کے خطے کا نسبت یہ کہ نہ آپ کو مناسب موقع ملے گا تھا ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے کچھ گہرے، مناسب بھی ہیں..... یہ یہودی اپنی طرف سے خرابی فکر کے خلاف تنقید کے اسلامی معاشرے کو بدلنے کی کوشش کر رہے تھے خیر انہی سیاست کا انہی اور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے اور آپ سے دشمنی رکھنے والے منافقین کو دے رہے تھے اس کے باوجود

مردم، انہ فرما کے درمیان، مساوات کا علم دین کے لئے آیا ہے۔

یہ سولہ بعض مہتمم جوان جو ہمیشہ ہمہ رکنے رہتے ہیں جو اس دین کے دشمنوں کے بعض وسوسوں سے متاثر ہیں ان ہم ان کو دشمن کچھ مکر کے گڑھے میں دیکھتے ہیں مایاب نہیں ہوتے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک حساس نوازا ہے جو ہم اس جگہ کو فتح کا مناسب وقت سمجھتا ہے اس کا تفسیر سے جو بظاہر کے نزدیک اہم میرٹ کے ان باتوں کو پرکھ کر دیکھ کے جس کو کبھی سمجھنا سوجھ نہ تو جوان بالشرعہ کے دلوں سے پھٹ جاتے ہیں جو تشکیک و اکتاہٹ کے علم سے متاثر ہو جاتے ہیں جو اس لئے دشمنوں کے اس دین پر کرتے ہیں غصہ و غلامی کے مسئلہ پر۔

ہم ان سوسوں اور اکتاہٹ کا جواب دیا اس کے خلاف کے وقت کے تعلق بہ کتاب و سنت کی نصیحت سے استدلال کر کے نہیں دیکھ کے یہ دشمنوں کی طرف منسوب ہونے والے افراد جو ان کے وسوسوں سے متاثر ہیں، اسے تفسیر نہیں کریں گے عبدالمہمان کا جواب تفسیر کے فیصلے کے مطابق دین کے۔

اسلام نے غلامی کو جائز قرار نہیں دیا | پہلا دین نہیں، اس نے دشمن کے قیدیوں اور غلاموں کو غلام بنانا جائز قرار نہیں دیا لیکن جب یہ دین آیا تو اس وقت غلامی ایک مافوق نظام تھا جس پر خیر کس استثنائے کے تمام اقوام میں وسیع پیمانے پر عمل ہوتا تھا اگر ان اقوام میں کوئی ایسا نہیں سمجھتا تھا تو یہ غلامی کے خیر دنیا میں دیکھ لے کر وہ مافوقی کے بہت سے مسائل پر تھے خصوصاً اگر ان کو منوں میں مشغول

ہو روزی و رزمی کاشتہ برمی زمین کے مالک کا ایک قسم مافوقی ہوتا تھا اور اسے اس کی خیر و ضرورت کی اجازت تھی۔

اسی (یہ بات یاد رکھو) اس کے نزدیک سیاہ رنگ ہونا بھی غلام بنانے کو جائز قرار دیتا تھا ہر سیاہ نام کے لڑکے کو ایک غلام تھا جس کے غریب و غنی ہونا جائز تھا تو اس کی ہر حق سے ہوا۔ اس نظام پر امریکہ کے ورنل جسٹس اس عمل کو ناجائز سمجھتا ہے غلاموں کے حقوق کا ہر پاس سال کے اندر تقریباً چار ملین سیاہ نام افراد کی موت اس سے گئے اور ان میں امریکہ کا

کا خدا کا دیا اور وہ ہر ایمان والے کے لئے ہے۔ ان کی آزمائش کا اعلان کیا تھا خدا کی طرف سے۔
 وہ ہر جو اس اعلان کے وہ غلاموں کی پوزیشن میں رہے کیونکہ انہیں وہ حق کے واسطے دیکھے ہر
 سفیر غامگوں کو جانے تھے۔

انچار مہاجر اور ان کے بہت سے مخالفین تھے جو اس طرح کے مقابروں میں جیسے وہ
 ان کے سے عاجز و ناتوان تھا۔ ان کی فوج انہیں اس بات کی اجازت دیتا تھا۔

وہ بہت سی اقوام پر انحصار تھے اعلیٰ میں ہیں ان کا تعلق انہیں اپنے لوگوں اور تھے کہ میری
 ملک کو فروخت کی اجازت دینا تھا کہ وہ غلاموں میں شامل ہوجائیں۔

نہم انکا طریقہ بندھوں کے ہوا بھی ایک قسم کی غلامی تھی جو غلوں کی تحقیر تھی تمام
 تھی ہر مزارعوں کے متعلق ہر غلوں کا خیال تھا کہ اس کے آج تک بھی ہے کہ یہ ان کے
 ابد کے غلام ہیں ان کے ساتھ پیٹا ہوئے ہیں اور وہ موت تک غلامی سے نہ رست نہیں
 دے سکتے تھے اور ان کے نزدیک یہ درجی تھا کہ وہ ہر مزارعوں کو غلاموں کی جاتی تھی
 کہ وہ اسے ایک دینی اصول کے طور پر لیتیں اور اس سے غلامی کرنا ان کے لئے جائز تھا
 اور غلامی ان کی اسی وقت دینا میں غلامی کے ساتھ ہر سبب وہ جنگیں تھیں جن کے
 متعلق ہر مزارعوں سے قبل کا عالمی نظام فیصلہ کر لیا کہ جس میں غلامی ہوئے دے
 در ان کی طرف سے وہ یہ غلام ہیں اور اس غنیمت کا حصہ میں ہونے کا نتیجہ حاصل کر لیں۔

۲۔ جب انسان کو انسان کا غلام سے

اسلام پر ہم کی غلامی کو لغو قرار دیتا ہے | ان کو کرنا اور اس سے غلام کو دور کرنا اور

وہ کسی طرح ہر جگہ دین یا جس کا ہر مسلمان کے ایمان میں ہے کہ اس نے غلامی کے
 سببوں کو ختم کرنے میں مصروف کی اور تمام صحابہ کو خبر کرنے کا حکم دیا کہ اس غلامی کا تمام
 ان کے کو لغو قرار دیا جسے عامی تھا کہ انہیں ہر مزارعوں پر دیتا تھا جس سے ان کے غلاموں
 کو غلام قرار دینا اور ان پر غلامی کے کو تمام مزارعوں سے ان کے پر دے گا
 ان کے ایک نوع کی مزارعوں کی اجازت دیا ہے اور وہ ان کے دے گا اور
 قسطنطینیہ میں سے وجود میں آتی ہے جن میں مسلمان اس سے

ہمارے دل میں یہی سوچ رہی تھی کہ اگرچہ یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے، لیکن یہ تو ایک حقیقت ہے کہ ہم نے اس کے بارے میں سوچا تھا۔

۱۔ ہم مانگتے ہیں کہ عجب: سلام تیرا تو غرضی کا ایک عالمی نظام کو برقرار رکھتا ہے اور بغیر استثنائے
کے تمام اوقات میں اسے ایک آنکھ کی حامل سمجھ کر معاملہ فہمی میں ... اور جنگ سے پہلے کرنے
وادی فوری جی خانہ کی ایک نوعاً تھی۔ جس میں عجب ہو۔ نہ وہ اس دوران کے بہترین پچھے اس خاص
عرف اور فوری قدر کے مطابق جو ظہر و سلا تک کہ تم رہا غائب، نے اس کے طعناں کیا جاتے
اور جب یہ لوگ اسے دشمنوں کے ساتھ سمیت ہی جنگوں میں الجھتا ہوا اس سلام کے دشمن مسلمانوں
پر فتنے پانے کی صورت میں اس نظام کے مطابق ان نے جو لوگ اور کاموں کو ختم کرنا چاہتے۔
اسلام ایک نظام استقامت کا نشانہ ہے | (جسے) اور یہ ایک برہم ہوا ہے کہ صلہ و
عقل و برکت کی روش سے رہنے والے ہیں۔

پیر و کاروان کو جس جگہ غلطی سے نظام کے مطابق عمل کرتا جائے اور نہ جتنے زمین کی اہل زمین نے
موجود سے قبل پیر و کاروان کی حالت تھی اور مسلمانوں نے کیے ہیں اس کا رد و نفی کا کاروان کی ضرورت کی ضرورت
یہ وہی مسئلہ ہے اور حقیقی حاکمات جو قریح اور قوم کی مصلحت پر اسکو کسی ایسی ہی انتہائی
ملاحظہ سے اس کے تہم کا نشانہ نہ کرتی ہے اور پوشش معاذرہ میں کہ ظلم کے متبادل میں ظلم نہ کرنا
ایک جائز کام ہے جس کو آج تک کرتے رہے اور تو انہیں تسلیم کرنے لگے۔

اگر جسمِ فریق کے طور پر تسلیم کر لے لیں کہ عورتوں اور بچوں کو غلام بنانا ناقص ہے تو بھی مسلمان جانتا ہے کہ مخالف ہے مقابلہ کی حربہ کارروائی کے مطابق ان کو دین نہیں دیا جاتا دینا ہے کہ دشمن کے سرخورد، عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کریں اور عیشہ سے حبشہ دشمن کو فتح کامل ہو رہی ہے۔ تو وہ مسلمان بزدل، غور توں اور بچوں کو غلام بنانا عیشہ ہے۔

کیا اسلام کے دشمن سرِ جناحِ تربیع کی حرمتوں اور بحران کو ناجائز یا غیر جائز سمجھتے ہیں؟
جہاں سے ہیں کہ اسلام ہمارے دشمن ہے یہ تو بڑی بڑی حرکت کر رہے ہیں۔ مثال کی جھگی کاہ والی
سینا اور سے معلوم ہے کہ اگر دشمن کو کچھ نصیب ہو جائے تو یہ مسلمانوں کے خلاف اور اقوام اور

نہی قرینہ کے پھولوں کو آپ کو سلام ہے کہ ان کی کتاب کی حق سربراہ دشمن کے مطلوب مریدوں کو قتل کرنے اور ان کی طور و کردار کو کجی کے غلام بنانے کا فیصلہ کرنا ہے (مساؤل پر فتح حاصل ہو) ہائی تو ان کے عروص کو قتل کر دینا اور ان کی عورتوں کو بچوں کو غلام بنانا۔

اس کی آزمائش کو نزدیک سے فراہم اور سرسری پر غلام کی آزمائش کی ترغیب دینے کے باوجود غلام کے لیے ممکن نہیں رہا حالیکہ مناسب سے جنگی غلامی کی اس نوع کو ضرور قرار دیتے رہے اس طرح تو ان پر ان بہت سے مسلمان بزرگ و عظیم کے اور اور دوسرا سلام اور اس کے دشمنوں کے سلطان ہونے والا جنگوں میں دشمنوں کے ڈر میں آگیا۔

مسلم میں ایسی کوئی تعلیم موجود نہیں جو غلامی | ممکن ہے کہ ہم یہ نتیجہ نکالیں کہ اس وجہ کو کو انصاف قرار دینے کے سادہ سے میں منع ہو۔

اس کے برعکس اس نے در اندازہ کو کھلا رکھا ہے کہ آخری حد تک غلامی کے سوا تو کو بند کرنے کا جائز معاہدہ ممکن ہو اور یہ بات عام اور ممکن نہیں بلکہ امتدادی معاہدات سے ہو سکتی ہے اس کی بین یہ ہے کہ اس وجہ سے جنگی قیدیوں کے غلام بنانے کے معاہدہ کو کیا قرار نہیں دیا کہ اس سے کوئی معزلی نہ ہو اور جیسا کہ خودی شریعت ان دیکھو کہ مولد اور قوائیں کی نسبت بلکہ اس کے اس کے سوا کوئی عمل کے یہ دلوں سے کہ جس کے اپنے میں حکومت و امر کے کوئی تعزیت کرے

چاہے اس کے کچھ حصے چھوڑ دیے۔ (امام ابو عبد اللہ رحمہ اللہ) جب حکم یہ ہو سکتا ہے کہ صحیح جہاد کا اتفاق نہ ہو کہ دشمن سے معاہدہ کر کے اور وہ جانب کے قیدیوں کو ہمارے اور غلام بنانا کہ غلامی کے سوا آخری ایک بندوبست ہو سکتا ہے تو قرآن کریم کے وضع کردہ اصول تحریر و تحریر سے متنازعہ کرتے ہوئے اس کے لیے ایک اور جائز

۱۔ اور غلام بنانا نہ ہو (۱) سلام ہے کہ ان کی کتاب کی حق سربراہ دشمن کے مطلوب مریدوں کو قتل کرنے اور ان کی طور و کردار کو کجی کے غلام بنانے کا فیصلہ کرنا ہے (مساؤل پر فتح حاصل ہو) ہائی تو ان کے عروص کو قتل کر دینا اور ان کی عورتوں کو بچوں کو غلام بنانا۔

ہو گا۔ (خدا صفت ہفت) واصلات اللہ (خدا صفت ہشت) نہ مطلق ہی کبھی کبھار مسلموں اور ان کے دشمنوں کے درمیان قید یوں کا بنو۔ مقررہ یہ بھی غلطی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے معاہدات کی ایک نوعیت سمجھنا چاہیے۔ اسلام نے سچا قرار دیا ہے۔ اگر اسلام غلطی کو ایک نظام سمجھتا تو وہ اس کو ملحوظ رکھتا اور نہ اس کے سوتے آخر تک بند کرتا۔ خدا نے یہ چار کا تباہ کرنا بلکہ اس نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دھماکا لانا نہ چاہا۔ غلاموں کے آزاد کرانے کی وجہ سے وہی ہے اور اسے ایسا عمل قرار دیا ہے جس سے یہ فائدہ رسانی میں ہے۔ اور اسی پر بڑا خواب ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں تک کہ یہ سچا کلمہ لے والی کتاب پر یہ غصہ، یہاں ہو گا۔ لاشعرا و اظہار ہم نے اسلام میں غلطی کے سوا کچھ کے متعلق اسلام دشمنوں کے سوالات اور ان کے رد وائوں سے متاثر فرعون و انھوں نے اس کے جوابات میں دیے ہیں جو ہر روز اسلام کے لیے ایک عقلی طعن کے تحت ہیں تاکہ وہ اس پر تباہ کر سکیں۔ میرے غصیہ کی یہ عقلی ستقیم دشمنی سلیم کی نظر میں اس جواب کی صحت و درستگی میں کوئی شک نہیں اور نہ اس کے بعد کسی عقل مند کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اسلام کو بڑے لہجہ سے کہے اس کے اس نظام پر سخت کچھ کہیں گے جس میں اس نے اپنے پیروکاروں کو عربی غلام بنانے کی اجازت دی ہے۔

۳۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو غلام بنانے کی اجازت دی۔ اس کے متعلق ہماری تفسیر جو پہلے اسلام کی طرح ہے۔

دوسرا سامنے سے سامنے میں جو قرینہ عاقلانہ نظام دشمنی ہے اس میں غلام سے صلہ کرنے کے نقطہ نگاہ کو سمجھنے کے لیے مطلق، نصیحت پتہ اور اچھوں سے غلام انسان کو اس نظام کے اس اصول اور قاعدہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ لیکن اگرچہ اسلام نے اپنے تباہی کو مجبور دشمن کو غلام بنانے کی اجازت دی ہے اس خوفناک اور دشمنانہ سلوک پر غور کر کے اس کے ساتھ خدا کا کوئی طبعی اسلام سے تین واسطہ پر لٹا تھا۔ مسلم جو اسے لگا کر غلام کی معرفت ایک ہی شکل اپنی رہ گئی ہے۔ غلام کے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق اسلام نے جو اصول وضع کیے ہیں (خواہ وہ کسی عربی اور نہ کسی اور قوم کا ہو) ان پر عمل کو فرض فرما دیا ہے۔ اس سے مطلق اور نصیحت پسند آدمی کو مسلم جو یہاں تک کہ یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ اسلام غلام کی آزادی کا خواہاں ہے حتیٰ کہ اس نوع کو بھی آزاد کرنے کا خواہاں ہے۔ اس کی اس نے اصول و اجازت دی ہے۔

روزوں کے قانون میں اور میں

روزیوں اور دیگر اقوام کے نزدیک غلام کی حیثیت۔ اور ہند کے عرف میں غلام کو انسان

نہی سمجھا جاتا۔ ان کے قوانین اس غلام کا کوئی حق نہیں۔ پس میں نے ان کے قوانین نے غلام کے کسی حق کی حفاظت کا قانون وضع نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ (خصوصاً راجپوتوں کی نظر میں) اگر غلام بچا جائے کہ تروہ جو رکھتا تھا۔ اسے ورنہ انسانیت سے باہر چھینک دیا گیا تھا۔ رومی آثار اپنے غلام کو خسی کرنے کو کہتا ہے اور جس طریق سے وہ چاہے اسے قتل کرے گا تو حاصل تھا۔ مگر اس غلام کو اس سے بڑا غلام سے بچانے کے لیے رومی قانون نے اس غلام کے لیے ایک طرف بھی موجود نہ تھا۔ ورنہ کسی غلام کی جنگ کے معرفت قتل کے لیے بڑے بڑے مقابلات ملنے ملتے تھے تو نہ بڑے اور کھلے۔ یہ سب غلام کو جیتہ قتل کرتے تھے۔ جن کے بچے رومی اور اراکین بڑے بڑے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاتے ہیں اور شاہ اور شہنشاہ جاذب ہوتے ہیں میں مقابلہ کرنے والوں کو بھی کر جاتا کہ ان کا مقابلہ حقیقی مقابلہ ہو گا کہ میں نیز وہ درمیان میں کے ساتھ قتل کے اور سے ہم کے کسی بھی شخص میں آثار نہ ہوں۔ بلکہ انسانی اور سب بڑوں کے یہ حلقہ کیا تھے۔ معرفت رومی اور رومی غلاموں کو عذاب میں غلام قتل کرنے کی کارروائی تھی تاکہ معرفت قتل حاصل ہو۔

روزوں سے تمام مشہور منہ بنے جن کے یہ مشن کیے جاتے اور میدان اور راستہ نہ جاتے ہیں یہ انسانی جان معرفت قتل کیے لگان جاتی۔ انہیں معرفت وہ غلام تیار کرتے ہیں یہ سے ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے حقیقی مقابلے کے لیے ہمارا دل کے کو بچہ راجہ قبوں اور بلخانہ خوبوں کے درمیان موت تک بچو دیکھ جاتا۔

منہ پر کہ غلام سے قبل ہی دو میں روزوں اور انہیں اور انہیں کہہ دیتے غلام کو کوئی ایسا حق حاصل نہ تھا۔ جسے انسانی حقوق غلام دیا جاتا اور ان تمام اور میں اسے اپنے آثار کے ظلم کے خلاف سکارت نہ کرنے کا بھی حق حاصل نہ تھا۔ اور اگر یہ بھی شکایت کی ضرورت کہ آثار دیا اور کوئی کوئی گورنہ سمجھتا تھا جس کو حق حاصل ہوتا کہ وہ اس سے لاپرواہی والے نہ ہوتے ان اقوام کے عرف میں غلام انسان کی بہت سے نعمت تھا۔

اسی طرح اسلام نے یہ اعلان بھی کر سب کے غلام اور آؤ کا تعلق، علی اور غلام یا سحر و سحر کا نہیں
 جیسا کہ روی اور اس سے اردو میں فتح بکریہ لکھا، آخرت و آخرت کا ہے پس، قیامت کی کے الہی
 کے شاہنشاہ کی راجت اور۔

نہیں غفلت نہانکھوں قیامت کھڑا مٹا جائے، انصاف و انصاف کے بعد کھڑا
 بعض ناگوار باتیں اچھلیں اور توہین اور توہین کا معرکہ ہے

اور اسلام نے یہ حد بھی کیا غلام، اپنے ملک کا بنائی ہے۔ یہ دیکھنے والے ملک پر اس کی توجہ
 دیا، اس اور شوک کے ہاتھ میں اس سے پامری کا سوا کرے۔

نہایت غلام تھا ہے جس میں اس میں کوئی اس کے ساتھ ہے، جو اس کے ساتھ ہے وہ اس کے
 جو تو رکھتا ہے اور وہ اس میں پس پڑا ہے جو خود پسینا ہے اور نہیں غفلت سے زیادہ کم نہ ہو۔
 اگر انہیں ایسے کام کے لئے رکھا ہے تو تو انہی کے درگزر ہے

یہ کام ہے تو غلام کے نام نہ نہ اس کی عزت کی حفاظت کے لئے یہ ملک کا
 اس کے لئے کیا ہے کہ وہ اپنے غلام کو غلام کے نام سے کہتا ہے۔

مقام سے کوئی آدمی نہ کہے کہ میرا غلام ہے اور یہ میرا غلام ہے بلکہ میرا
 یا بلکہ ہے

اور غلام کے کام میں حضرت ابو بکر نے اس حدیث سے مستند کرتے ہوئے یہ
 سارا ہے کہ میں نے اپنے غلام کو دیا۔

اس لئے اپنے پیچھے سارا، میرا تھا ہے کہ ہے اور اس کی طرح ہی، جیسا کہ اس کا طریقہ ہے

اس میں نہ ملک اور غلام کے درمیان مساوات

اس کا اسانی حقوق کی غفلت

اس میں اس سے بھی زیادہ کہے جاتا ہے۔ اس میں ملک اور اس کے غلام کے درمیان کوئی فرق نہیں

نہ سوا نہ نہ ہے، اور یہ مسئلہ حدیث اور حدیث سے مستند ہے
 اور مسئلہ و کتاب

ہے۔ اگر وہ عادی حالات پیش نہ آتے جنہوں نے اسے غلام بنا دیا ہے تو وہ اٹھ اٹھ کر زیادہ مضامین
 دیکھ کر اٹھ کھڑا ہو کر زیادتی سے بھی غصہ ظاہر کرسکتا ہے اور یہ فحاشیاں اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ عجب
 غلام کو اس کا ایک ٹھکانہ دیا جاتا ہے تو پھر پھر اسے تو غلام زبانی پر تیار رہے کے یہ اس پر اس کا زور کرتا
 اور جب چاہتا ہے۔ مسلم اور ابو ذر اوصہ نے رایت کہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک
 جو شخص اپنے غلام کو پھر پھر لگے اسے اسے لگتے اس کا کفار یہ ہے کہ وہ اٹھ اٹھ کر کوٹھنے
 غلام کے سامنے میں حمایت و حمایت کا یہ وہ قیام ہے جس تک دنیا کا کوئی تو ذوق نہیں

پہنچا اور اسلام سے پہلے اور نہ اس کے بعد

اسلام نے غلام کی آزادی کا دروازہ کیسے کھولا | پھر اسے مہلتے ان غلامانہ لہذا

جن سے مذہب کا جس پہلی مرتبہ غلام کو اس کی منافع شدہ اقدانیت اور یہاں شدہ عزت و اجس مل اس
 نے اس کے لئے پہلی مرتبہ ایک ایسا قانون وضع کیا ہے جس کے بموجب کبھی بھی غلام کے یہ جو
 غلام سے آزادی چاہتا ہے آزاد ہونے کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ دین اسلام ہر انسان کی
 آزادی کا خواہاں ہے۔ اس قانون کو قانونی لگاتے کہتے ہیں۔ جیسے اسلام نے علی انصوری غلام کے خدا
 کے یہ وضع کیا ہے۔ اس قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حکم
 سے سین روٹھ کر اپنی غلامی سے آزادی کا عند ضرر کرے۔ غلام اس رقم کو چاہے کہ یہ کام کرے
 اور اسے ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے۔

اسلام مالک کو اپنے غلام کے آزاد کرنے پر کیسے مجبور کرتا ہے | جیسے غلام مالک

آزادی کا غلام کرنے جیسا کہ رسول قرآن سے ظاہر ہے غلام کے مطالبے سے آزاد کا اختیار نہیں
 دیتا۔ ایک یہ وجہ ہے کہ وہ اپنے غلام سے رکا بہت کرے اور جیسے ایک مالک آزاد کرنے سے
 حکومت اسلام کی سلامتی کو غور نہ ہو۔ اٹھ آزاد ہونے میں مسد ہے۔ قرآن نے اس بات کو عزت
 سے بیان کیا ہے۔ فانظروا شیخون الک یا مکت لکم فی انہو حرمات علیکم فیہم غلام غیر اسے

نہ انا کے علاوہ کوئی نہ ہے جو جہدِ قول میں مذمتِ اعلیٰ کی، اذہا سب سے بڑا اور بڑھتی۔

انہا العبادات تعذر ان من سألین وعلیہا شواہد قلوبہم وعلیہا شواہد

پس قرآنی نصیحتِ اہمال پر لے جیسے کہ اس کے دوسری وزارتِ خیالات نہایت ہے۔ یہ ہے وہ عزاداری

والہیہ کہ وہ سلاقیں لے کر دی۔ مل لے کر پناہ دینے سے یہ ایک صورت میں ممکن جب کہ سلاقیں

جائے کہ وہ بخیر ظاہر کی گئی ہے مقررہ قلم کو اور اس کے کھٹے چیں لکھتا اور ایک دراصل کے تمام

لے کر درمیانِ معرفت رکھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اس کا ایک کو عبور کرنا ہے

کہ وہ غلامِ کس کے جائز طریق سے ہوا کہ اس کے کھول کے ذریعہ فرار و قلعہ کو چھوڑے۔

جو غلام کا کشت کے بعد ہے لکھ کے اس نام کرنا قبول کرے تو یہ کامِ اُمرت پر ہوگا، جو کشت

غلام نے حساب میں ہائے حق اور کرنا کتابتِ اس کے ہر نام کرنا ہے اس کے لیے کسی دے گا ہی

کرنا چاہے تو اسے اس بات کے بدلے میں مطلق آزادی و مال و نام ہوگا، اور لکھ کے لیے دے کر

نہ کہ وہ اسے کسی حسین نام پر خرید کرے۔

اسلام نے غلام پر ایک کے اختیار کو کیسے سیدھا ہے | اسلام نے قانونِ برکاتیت کو

رہنے پر برکاتِ اُمرت کو رکھ دیا۔ اور اس پر ایک کے اختیار کو سیدھا کیا جاتا ہے، اس کا مطلب

یہ ہے کہ اس خاص قانون کے نفاذ کے بعد اگر غلام کو غلامِ اسلام سے قبل کے کشت میں مضبوط نہ ہو

نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اس قانون کے نفاذ کے بعد وہ غلامِ اسلام سے قبل کی برکاتیت پر نظر

نہ کرتے ہو۔ یہاں تاہم سمجھا جاتا ہے کہ غلام کو غلام کے کشت میں خاص قوانین

لکھ دیتے۔ لکھ کو غلام پر مطلق یہ وقت ہونے میں دل آویز ہے۔ یہ کہ اس نے کشتیت

میں لکھ کے کشت غلام کی تیسرے وقت حاصل کرنے کے لیے آزادی کر دیا ہے۔ خواہ اس کا ایک

داخلی جو باندہ اس میں نہ ہو، اس کی صورت لکھا ہے اور یہ کہ غلام مال نے میر میں لکھا ہے

اس کے ساتھ ساتھ اس میں لکھا ہے کہ اس سے کشتیت کرنے پر مجبور نہ کرنا چاہتا۔

یہ اس متفق نہیں جو اسلام نے ظالم، مصلحتیہ میں اور نہ جیسے حقوق فتنہ منکونہ مسلمانیت
پہلے کئی قانون نے کیے ہیں اور نہ بعد از یہاں تک کہ برائیم حکم نے بھی اس نے اس کے حق میں ظالموں
کی تباہی کا اعلان کیا تھا۔ اس کے خلاف کے طریقوں کی بڑی حالت ہے۔ کچھ بھی تمہاری نہیں کہ۔ وہ
تک نہ سے غلاموں کا یہ سنا ہے کہ جانا ہے۔ اس کے باوجود مرئی کے اعلان پہنچ کر رہے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ ان کے حق سے غلاموں میں جو سے ان کے ہم وطنوں میں غلاموں میں قبیحہ جو ہے
اسلام میں غلامی کی صورت شکل ہی باقی ہے | اگرچہ مسلمان نے جوئی غلامی کی تو یہ توہنی
اس کے لیے مگر اس نوع کی صورت شکل ہی

باقی ہے کیونکہ اسلام نے اس قسم کے غلاموں کے ساتھ غلامی سے آزاد کرنے کے لیے بہت حد
دے رکھے کھول دیے ہیں۔ خواہ وہ اس قانون طریق سے جس نے جو جب مسلمان نے غلام کو تعلق
غلامی ہے کہ وہ ملکیت کے طریق سے نہ ہو بلکہ کی ملکیت سے آزاد کی اس کا حال ہو سکتا ہے
اور اپنے یا جو سے کام کرنے کے ملکیت کی اس طرح ہوئی کہ اسے اور جب وہ کام سے کوئی کر سکے
تو ملک اور ان کے تعلق ہو تو اس کے اجازت۔ یہ وہ قسم کے کراؤ ہے اس کی کہ اسے آزاد کراد طریق سے
مزدور کہ اس کے بعد اسلام نے غلام کی آزاد کرنے کے لیے کھول دیا ہے۔

وہ تو ان طریقوں میں غلامی کی اجازت اور ملکیت کی اور اجازت سے ختم کے ساتھ
ان کی کار سے کھولتا ہے۔ یہ ان کی وہ جس سے اس کے تعلق کر رہی ہے جو کہ مسلمان میں
غلام کی ساتھ تعلق کے تو ان کے کھولتا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ دنیا اور
غلامی سے اسلام کا جنگ کرنا

مسلمانوں کا وہ ہے جو غلاموں کو آزاد کرنے کی راہ میں جیسے ہر طریقہ بھی وہی ہے اور وہ آزاد
طور پر غلام آزاد کرنے والوں کی "جنت" اور وہی ہے جس سے جنت ہے کہ مسلمان غلامی سے
جنگ کر رہا ہے اور اس کے وہ ہے اور ان میں کوئی نہ ہے کہ ہم کتاب و سنت کی تمام نعروں پر غلام
کرتے ہیں تو ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو غلام سے اس کا حکم ہو جی ہر اس کی شریعت و فقہ پر
بلکہ غلام سے اس کے لئے جو نعروں کو حرمین کیوں تک پہنچ رہے۔ ان کی کی نفی ہے

اور اس کی طرف دعوت دینی ہوتی ہوتے ہیں اور وہ غلاموں کی آزادی اور انہیں غلامی کی قید سے
بچھڑانے کی قریب ترین دینی ہیں۔

قرآن کریم بھی تو غلاموں کی آزادی کی فضیلت بیان کرتا ہے اور ایسا کرنے کو ارگ
سے نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

مَنْ أَغْنَاهُ الْعَقَبَةُ، وَمَا أَرَادَ اللَّهُ الْعَقَبَةَ (خَلْقَ رَقِيقَةٍ) وَأَوْفَاهُمْ نَفْسَ
يَوْمِ الْحِسَابِ، يَنْبَغِي لَهَا حُرَّةٌ، أَوْ مَكْنِيَّةٌ ذَلِيلَةٌ لَهُ

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہیوں دعا دیتے ہیں: "مَنْ أَرَادَ طَبْعَ بَرٍّ فَلْيَمْلِكْ كَرًّا ذَاكَ كَرْتُهُ
كِي دَعَتْ مَكْنِيَّةً" اور "مَنْ أَرَادَ طَبْعَ بَرٍّ فَلْيَمْلِكْ كَرًّا ذَاكَ كَرْتُهُ" اور "مَنْ أَرَادَ طَبْعَ بَرٍّ فَلْيَمْلِكْ كَرًّا ذَاكَ كَرْتُهُ"
سے نجات کا وعدہ دیتا ہے: "اِسْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" سے یہ احادیث بیان ہوئی ہیں۔

جس کے ایک مرتب کردار نے قرآن کی آیت سے آگے سے چھڑانے کا ذریعہ ہو گیا ہے
"وَجِئْنَا بِكَ نَارًا مِّنْ نَّارِ الْوَحْيِ" اور کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدل میں اس کے
عضو کو آگ سے بچائے گا؟

اور جس آدمی کے پاس ایک خوبصورت لڑکی ہو: "وَرَوْى عَنْهُ" آگے اچھی طرح شائستہ چلنے سے
بچھڑائے آزاد کرے چھوڑ دے اچھی کے لیے۔ "نَهَى عَنْ شَاوِي كَرْتُهُ" سے "وَرَوْى عَنْهُ" اور "نَهَى عَنْ شَاوِي كَرْتُهُ"
جو شخص کسی مسلمان آدمی کو آزاد کرے وہ آگ سے چھڑانے کا ذریعہ ہو گا۔

لیکن اسلامی سے سعادت ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں: "اِسْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" یا رسول اللہ! ہے
ایسا ملنے سے جو جہنم میں داخل کر دے اگرچہ تو نے انصاف کی کچھ لیکن کیا
سوال کیا ہے۔ یہاں کو تو آزاد کر اور اگر تو کو بچھڑا دے۔

اس کے علاوہ اور بھی سی احادیث ہوئی ہیں جن میں غلاموں کی آزادی پر جو صلہ انسانی کی
گئی ہے وہ اس کی قرینہ دینی گئی ہے۔

غیر مسلم غلام کی آزادی | اسلام نے غلام کی آزادی کے متعلق بروہوت و ترغیب دی ہے

یہ انہی غلاموں کے متعلق نہیں ہے جو غلام بننے کے بعد اسلام میں داخل ہو گئے تھے بلکہ دعوت آزادی تمام غلاموں پر مبنی ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم جیسا کہ فقہ اسلامی کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔ جو وہ حدِ حمت سے بڑی باتیں کرے گا نہ غلام کو نہ دیکر نہ ایک ایک مل اور قریب الہی کا باعث ہے جس پر اللہ تعالیٰ جملہ سے گا۔ یہ آزادی کی طرف دعوت حینے والی عام نص ہے۔ مثلاً

غلامی کا صفایا کرنے میں سالہا کی چوبیس | اسلام کو غلامی کا انہی سالہا کی چوبیس پر صرف یا کر بیٹھا ہے کہ

دعوت کو نہایت ٹھیک ٹھیک کر بیٹھا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے غلاموں کے لیے غلامی کی قید سے آزادی حاصل کرنے کے طریقے کو دعوت حینے کے لیے ضروری قوانین بنائے ہیں۔ اور حسب غلام کا ملک اس پر بڑی غلامی سے قوی ہے اس کے لیے غلام کو آزاد کرنے کی سزا مسترد کی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے مسلمانوں کو رضائے الہی کے حصول کے لیے غلام آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اسلام نے غلام کے مفاد میں اور بھی بہت سے قوانین بنائے ہیں جن سے بڑی تعداد میں آزاد کرنا ممکن ہو سکتا ہے اس نے غلام کی آزادی کو ایسی سزا قرار دیا ہے جس کی تنفیذ بہت سے مخالفانہ کام کرنے والوں پر ضروری ہے۔

(۱) تنہا غلام کی سزا اس کے نہ آزادی کو گوارہ قرار دیا ہے۔

میں تو جو غلام غلامی پر قبضہ ہو گیا ہے

(۲) اسی طرح اپنی ضرورتوں سے ظہار کرنے والوں کی سزا بھی آزادی ضروری ہے۔

وہ انہی میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کو غلام بنایا ہے۔

(۳) اسی طرح جو شخص دوسروں میں جہاد کر کے روزہ انعام کر لے گا اس پر بھی گوارہ آزاد کرنا لازم ہے

اس وقت جب روئی، ہندی اور ایرانی تازی
غلاموں اور لڑکوں میں یہ مسافرتیں انجام کی انسانیت کو نفرت قرار دے رہے تھے
 اور اسے حائر و آسانیت سے باہر پھینکی ہوئی چیز تصور کرتے تھے اور اس کے اٹک
 کے لئے اہم کرکس تحفظ کے واسطے عذاب و سزا یا بھیج کر یا قتل کرنا یا نذر قہر دے
 رہے تھے خواہ وہ اس کے رہیں یا پابند ہو، اسد مہاشا قتل کا جو مذمت عام پر لے جا رہا تھا جان
 ملک کہ اس سے اسی کے اور اس کے اتحاد کے درمیان مسافرتیں پیدا ہو سکتی۔

پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان بن رباح حبشی اور خالد بن رباح
 کے درمیان اور اپنے غلام آزاد بن حارثہ اور اپنے چچا حمزہ بن عبد المطلب کے درمیان اور
 غلام خارجہ بن زید اور ابو جوحید بنی کے درمیان مہمانت کو دی پس مواہات کے مطابق یہ
 تمام عرب کے ہی سرداروں کے بھائی بن گئے۔

اور یہ مواہات ایسا حقیقی تعلق تھا جو توفی تعلق کے برابر تھا اور ہر بات میں ایک ایک کی
 حد تک پہنچا ہوا تھا۔

بلکہ اسلام نے ان غلاموں کو اس حد تک بند کیا ہے
غلام اور اس کے مال میں قیادت کا منصب اگر وہ ان فوجوں کے ساتھ ہو گئے جن میں انصاف اور
 مہاجرین کے سردار بھی موجود تھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں اپنے
 غلام آزاد بن حارثہ کو اس فوج کا سردار بنایا جس میں انصار مہاجرین اور خالد بن ولید جیسے سادات
 عرب موجود تھے اور جب آپ کے غلام جو اسی عرب کے ہیں فوج کے ساتھ تھے نہیں ہو گئے
 تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے یا سارے بن زید کو اس فوج کی قیادت سونپ
 دی جس میں حضرت ابو بکر اور عمرؓ بھی لوگ موجود تھے اس طرح اس وقت ہستہ ان غلاموں کو عرب
 کے آزاد سادات پر قیادت کا حق عطا کیا اور یہ سادات بڑی خوشی سے ان کی اطاعت کرتے تھے

جیکو اسلام توغلا اگلا تزاری دارم میں سے حضرت شیخ سید

غلام کو منجھنے غلط وقت پر میں نے کچھ منی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

و سواہر طاعت کو غلام پر حشو غلام کو ناسل مقبرہ کیا جانے جس کا سر کشی کی طرح ہو

جب تک وہ تم میں کسی باندہ تو غلام سے ممکنہ اعادہ کر دے

اسی کا طریقہ یہ ہے کہ اگر غلام کے اندر طبیعت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

چہرے کے منہ و منہ معرزا چہرہ میں وہ مسلمانوں میں کسی باندہ کو تمام کرنے کی اہلیت کھاتا ہوں اس

حدیث صحیح کے واضح کردہ اصول سے اس کو کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے

ایک روایت سے اس کی تفسیر یہ ہے

و انزلوا غلام اسامہ بن زید ہو تو میں اس سے نہیں لینا

وہ انسان جو احادیث سے اس قدر دور ہے

انصاف پسند نہیں ہے ایک بات

خانیہ و دہ غلام کے مطابق اسلام کے لئے

زور سے قرائن سے بات ابھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس میں کوئی بات سے کوئی اور نہیں

کروم ایک دوسرے کو غلام بنائیں جیسا کہ اس کے دشمن انکار کرتے ہیں بلکہ اس سے غلاموں

کی تزاری اور غلام کے صفائے عمل کیسے پر اپنا زور دیکھا ہے اور اس کے تاکہ سوتوں

کو بند کر دیا ہے اس کو اس کی دلیل یہ ہے کہ اس نے صریحاً حکم دیا ہے جس کے جواب

اس نے غلام کی تمام افواہ کو حق بنا دیا اور اسلام سے قس صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے اور غلام

کی وہ غلام جیسا اسلام نے (شکل کی صورت میں بنا رکھا ہے وہ مشکل دعا کی کاوش ہے سوائے

اس غلام کی بچری کے۔ نئے لائبر و قرائن صندور کھنڈ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی کج

رہی ہے یہ ہے کہ غلام کی کج رہی صریحاً یا کر دیا گیا ہے جس میں دوسرے کو قاتل سمجھ کر قاتل ہر

غلام کی زبردستی کی کثرت دعوت دی گئی ہے کیا عاریت میں وہاں سے کسی مقصد

آزاد نہیں اور یہی وجہ اس کے لئے جائز ہے کہ اسلام پر یہ قیام لگائے گئے ہیں

کہ اپنے صحابی انسان کے غلام بننے کو تسلیم کیا ہے یا غلامی کو خوش آمدید کہا ہے اور اس کی طرف سے
افتراں کیا ہے۔

جو لوگ اسلام پر اس کے غلامی کے موقف کے بارے میں آہستہ آہستہ غلط فہمیاں
کرتے ہیں وہ صرف ایک عین مقصد تک پہنچنے چاہتے ہیں اور وہ یہ ہو گویا کہ شک میں آنا
و خصوصاً جو وہ دانشور علم نوجوان کی اور انہیں اس دین قدیم سے بے رغبت کرنا اس کے سوا
ان کا اور کوئی مقصد نہیں۔

مسلم نوجوانوں کے قبل اس کے کہ تم دشمنان اسلام کے اس شبہ کو قیہ
مسلم نوجوانوں کے غلط فہمی

کرو اور قبل اس کے کہ تم ان کے دواویاں کو قبول کرو اپنی
فصلوں کو حاکم بنا لاؤ ہر چیز سے پہلے اپنے دین کے اصولوں اس کے قوانین کے محاذ پر
ان کی غیبت و عداوت پر آزادانہ غور کرو بلکہ تم اس دین کی حقیقت کے درمیان اور ان لوگوں
کے افواہ کے درمیان آزادانہ حقیقی موازنہ کر سکو جن کے متعلق کہا کہ تم یہ کہنا سکتے ہو کہ وہ
دین کے لیے مضر و مضر ہیں اور اس کے غایت میلان جنگ میں کام کر رہے ہیں جب تم یہ کہو گے
اور تمہارے عدین کے بھی پہلو کو بھی ان دشمنوں نے طعن و تلخید کا نشانہ بنایا ہے اس کی تحقیق کرو
تو کہیں ان اعتراضات کا گزیر ہی ہو ان اختلافات کے بخلاف کا یہ پہلے جاننے والا اور تجربہ دار

علم و افترا بھی واضح ہو جائے گا جو ان اعتراضات اور اختلافات کے اندر پایا جاتا ہے
ہم یہ بات فقط غلامی کے موضوع کے حقوق ہی نہیں کہتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سے

ہرگز یہ فہم نہ رہا اختیار کرنا اور اس دین سے متعلق غلط فہمیاں کرنے والے ماسر دشمنان سے
جو تم اعتراضات و اختلافات اور تشکیلات کبھی کبھی تحقیق موازنہ کے نام سے اور کبھی تہذیب

و ملت اور آزادانہ خود فکر کے نام سے تمہارے کے بالقابل یہ مستقل آزاد اور مراد مسلک
اختیار کرنا یا تم ان اعتراضات کو تسلیم کرتے ہو ان دواویاں سے متاثر ہو جاتے ہو جو تمہارے

دین کے متعلق اس کے کہ وہ اور پھر انہیں پیدا کرتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ ان کے نظر پر کوئی
مشکل یا کوئی تحقیقی آگاہ نہیں دینی ہوتا اور نہ ہی ان دین کے دوسرے مسلمانانہ عقائد کے باوجود

کو دیکھا جاتا ہے جو ہمیشہ سے ان اعتراضات کو رد کرنے اور عقیدہ و علم کو برحق کر دے

ان انتقامات کو قہقہے کے ذریعہ دیا۔ ... کیا تم جانتے ہو تمہارے شعلہ شعلہ
 ازلم نکوای، خواہ آپ کے زین کے شعلہ نہ رکھے ہوں کم از کم جو بات کہہ سکتا ہے وہ
 ہے کہ تمہارا سر پر بغیر سے اور تمہاری غنیمت ان دولت سے بڑھ کر نہیں جو جو سوچا
 کچھ دیا کرتے ہیں جو ان کی بھروسہ کیا کرتے ہیں
 اور یہ وہ بات ہے جس سے آپ سے شعلہ شعلہ نکلتا ہے جس سے انسان بھی ہنسنا نہیں کرتا
 کیا یہ کہ رشتہ اور سمجھ اور انسان اس سے اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

دعا گو و مولانا . محمد مسعود ربیع المعانی

Bought on 17th November 1432

17 Aug 2011

from Laura Harrington

62